آیت خاتم النّبیین کی تفسیر

"مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا . (احزاب۔۴۰)

محمدؐ باپ نہیں کسی کا تمہارے مردوں میں سے لیکن رسول ہے اللہ کا اور مہر سب نبیوں پر اور ہے اللہ سب چیزوں کا جاننے والا۔

شان نزول

اس آیت شریفہ کا شان نزول یہ ہے کہ آفتاب نبوت کے طلوع ہونے سے پہلے تمام

عرب جن مضحکہ خیز اور تباہ کن رسومات قبیحہ میں مبتلا تھے ان میں سے ایک رسم یہ بھی تھی کہ متبنیٰ یعنی لیپالک بیٹے کو تمام احکام واحوال میں حقیقی اور نسبی بیٹا سمجھتے تھے۔ اور اسی کا بیٹا کہہ کر پکارتے تھے۔ اور مرنے کے بعد وراثت، رشتہ ناطہ، حلت وحرمت وغیرہ تمام احکام میں حقیقی بیٹا قرار دیتے تھے۔ جس طرح نسبی بیٹے کے مرجانے یا طلاق دینے کے بعد باپ کے لئے بیٹے کی بیوی سے نکاح حرام ہے اسی طرح وہ لیپالک کی بیوی سے بھی نکاح کو حرام قرار دیتے تھے وغیرہ وغیرہ۔

اسلام جو کہ دنیا میں اسی لئے آیا ہے کہ کفر وضلالت کی بیہودہ رسوم سے عالم کو پاک کرے۔ اس کا فرض تھا کہ وہ اس رسم کو بھی جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کی فکر کرتا۔ چنانچہ اس نے اس کے لئے دو طریق اختیار کئے۔ ایک قولی اور دوسرا عملی۔ ایک طرف تو یہ اعلان فرمادیا۔

وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَآءَ كُمْ اَبْنَاءَ كُمْ ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِى السَّبِيْلَ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَاءِ هِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ .

اور نہیں کیا تمھارے لیپالکوں کو تمھارے بیٹے، یہ تمھاری بات ہے اپنے منہ کی، اور اللہ کہتا ہے ٹھیک بات اور وہی سمجھاتا ہے راہ، پکارو لیپالکوں کو ان کے باپ کی طرف نسبت کر کے یہی پورا انصاف ہے اللہ کے یہاں۔ (احزاب ۴، ۵)

اصل مدعا یہ تھا کہ شرکت نسب اور شرکت وراثت اور احکام حلت وحرمت وغیرہ میں اس کو بیٹا نہ سمجھا جائے۔ لیکن اس خیال کو باطل کرنے کے لئے یہ حکم دیا کہ متبنیٰ یعنی لیپالک بنانے کی رسم ہی توڑ دی جائے۔ چنانچہ اس آیت میں ارشاد ہوگیا کہ لیپالک کو اس کے باپ کے نام سے پکارو۔

نزول وحی سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن حارثؓ کو (جو کہ آپؐ کے غلام تھے) آزاد فرما کر متبنیٰ بیٹا بنالیا تھا اور تمام لوگ یہاں تک کہ صحابہ کرام بھی عرب کی قدیم رسم کے مطابق ان کو زید بن محمد کہہ کر پکارتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جب آیت مذکورہ نازل ہوئی اس وقت سے ہم نے اس طریق کو چھوڑ کر ان کو زید بن حارثہ کہنا شروع کر دیا۔

صحابہ کرام اس آیت کے نازل ہوتے ہی اس رسم قبیح کو خیر باد کہہ چکے تھے۔ لیکن چونکہ کسی رسم ورواج کے خلاف کرنے میں اعزاء واقارب اور اپنی قوم وقبیلہ کے ہزاروں طعن

وتشنیع کا نشانہ بننا پڑتا ہے جس کا تحمل ہر شخص کو دشوار ہے۔ اس لئے خداوند عالم نے چاہا کہ اس عقیدہ کو اپنے رسول ہی کے ہاتھوں عملاً توڑا جائے۔ چنانچہ حضرت زیدؓ نے اپنی بیوی زینبؓ کو باہمی ناچاقی کی وجہ سے طلاق دے دی تو خداوند عالم نے اپنے رسول ﷺ کو حکم فرمایا کہ ان سے نکاح کرلیں۔ تاکہ اس رسم وعقیدہ کا کلیۃً استیصال ہو جائے۔ چنانچہ ارشاد ہوا۔

"فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَيْلَا يَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ فِيْ اَزْوَاجِ اَدْعِيَائِهِمْ" (الاحزاب ص ۳۷)

پس جب کہ زیدؓ زینبؓ سے طلاق دے کر فارغ ہو گئے تو ہم نے ان کا نکاح آپ ﷺ سے کر دیا تاکہ مسلمانوں پر اپنے لے پالک کی بیویوں کے بارے میں کوئی تنگی واقع نہ ہو۔

آپ ﷺ نے بامر خداوندی نکاح کیا۔ ادھر جیسا کہ پہلے ہی خیال تھا۔ تمام کفار عرب نے شور مچایا کہ لو اس نبی کو دیکھو کہ اپنے بیٹے کی بیوی سے نکاح کر بیٹھے۔ ان لوگوں کے طعنوں اور اعتراضات کے جواب میں آسمان سے یہ آیت نازل ہوئی "مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ"

جس میں یہ بتادیا گیا کہ حضرت محمد ﷺ کسی بھی مرد کے نسبی باپ نہیں تو حضرت زیدؓ کے بھی نسبی باپ نہ ہوئے۔ لہٰذا آپ ﷺ کا ان کی سابقہ بیوی سے نکاح کر لینا بلاشبہ جائز اور مستحسن ہے اور اس بارے میں آپ ﷺ کو مطعون کرنا سراسر نادانی اور حماقت ہے۔

ان کے دعوے کے رد کے لئے اتنا کہہ دینا کافی تھا کہ آپ ﷺ حضرت زیدؓ کے باپ نہیں۔ لیکن خداوند عالم نے ان مطاعن کو مبالغہ کے ساتھ رد کرنے اور بے اصل ثابت کرنے کے لئے اس مضمون کو اس طرح بیان فرمایا کہ یہی نہیں کہ آپ ﷺ زیدؓ کے باپ نہیں۔ بلکہ آپ ﷺ تو کسی بھی مرد کے باپ نہیں۔ پس ایک ایسی ذات پر جس کا کوئی بیٹا ہی موجود نہیں یہ الزام لگانا کہ اس نے اپنے بیٹے کی بیوی سے نکاح کرلیا کس قدر ظلم اور کج روی ہے۔

اور اگر کہو کہ آنحضرت ﷺ کے چار فرزند ہوئے ہیں۔ قاسم اور طیب اور طاہر حضرت خدیجہؓ سے اور ابراہیم ماریہ قبطیہؓ کے بطن سے۔ پھر یہ ارشاد کیسے صحیح ہوگا کہ آپ ﷺ کسی مرد کے باپ نہیں؟

تو اس کا جواب خود قرآن کریم کے الفاظ میں موجود ہے۔ کیونکہ اس میں یہ فرمایا گیا ہے کہ آپ ﷺ کسی مرد کے باپ نہیں اور آپ ﷺ کے چار فرزند بچپن میں ہی وفات پا گئے تھے۔ ان کو مرد کہے جانے کی نوبت ہی نہیں آئی۔ آیت میں "رِجَالِكُمْ" کی قید اسی لئے بڑھائی گئی ہیں۔ بالجملہ اس آیت کے نزول کی غرض آنحضرت ﷺ سے کفار و منافقین کے اعتراضات کا اٹھانا اور آپ ﷺ کی برأت اور عظمت شان بیان فرمانا ہے اور یہی آیت کا شان نزول ہے۔ اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے "ولكن رسول الله وخاتم النبيين" لیکن رسول ہے اللہ کا اور مہر سب نبیوں پر۔

خاتم النّبیین کی قرآنی تفسیر

اب سب سے پہلے دیکھیں کہ قرآن مجید کی رو سے اس کا کیا ترجمہ و تفسیر کیا جانا چاہئے چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ لفظ "ختم" کا مادہ قرآن مجید میں سات مقامات پر استعمال ہوا ہے۔

۱- خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ. (بقرة ۷)۔ مہر کر دی اللہ نے ان کے دلوں پر۔

۲- خَتَمَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ، (انعام ۴۶)۔ اور مہر کر دی تمہارے دلوں پر۔

۳- خَتَمَ عَلٰى سَمْعِهٖ وَقَلْبِهٖ، (الجاثیہ ۲۳)۔ مہر کر دی اس کے کان پر اور دل پر۔

۴- اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰى اَفْوَاهِهِمْ، یٰسین ۶۵. آج ہم مہر لگا دیں گے ان کے منہ پر۔

۵- فَاِنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يَخْتِمْ عَلٰى قَلْبِكَ (الشوریٰ ۲۴) سو اگر اللہ چاہے مہر کر دے تیرے دل پر۔

۶- رَحِيْقٌ مَّخْتُوْمٌ، (مطففین ۲۵)۔ مہر لگی ہوئی۔

۷- خِتَامُهٗ مِسْكٌ، (مطففین ۲۶)۔ جس کی مہر جمتی ہے مشک پر۔

ان ساتوں مقامات کے اول و آخر، سیاق و سباق کو دیکھ لیں ختم کے مادہ کا لفظ جہاں کہیں استعمال ہوا ہے ان تمام مقامات پر قدر مشترک یہ ہے کہ کسی چیز کو ایسے طور پر بند کرنا۔ اس کی ایسی بندش کرنی کہ باہر سے کوئی چیز اس میں داخل نہ ہو سکے۔ اور اندر سے کوئی سی چیز باہر نہ نکالی جا سکے۔ وہاں پر ختم کا لفظ استعمال ہوا ہے مثلاً پہلی آیت کو دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کافروں کے دلوں پر مہر کر دی۔ کیا معنی؟ کہ کفر ان کے دلوں سے باہر نہیں نکل سکتا۔ اور باہر سے ایمان انکے دلوں میں داخل نہیں ہو سکتا۔ تو فرمایا ختم الله على قلوبهم.

اب زیر بحث آیت خاتم النّبیین کا اس قرآنی تفسیر کے اعتبار سے ترجمہ کریں تو اسکا معنی ہوگا کہ رحمت دوعالم ﷺ کی آمد پر حق تعالی نے انبیاء علیہم السلام کے سلسلہ پر ایسی بندش کردی، مہر لگادی کہ اب کسی کو نہ اس سلسلہ سے نکالا جا سکتا ہے اور نہ کسی نئے شخص کو سلسلہ نبوت میں داخل کیا جا سکتا ہے۔ فھو المقصود.

خاتم النّبیین کی نبوی تفسیر

آنحضرت ﷺ نے خاتم النّبیین کی تفسیر "لانبی بعدی" کے ساتھ وضاحت سے فرمادی۔ آپ ﷺ کی معروف حدیث شریف جس کا آخری جملہ ہے "انا خاتم النّبیین لا نبی بعدی" اس کا حوالہ اور اس کی وضاحت آگے آرہی ہے سر دست یہاں فریق مخالف کے سامنے اس کے گرو مرزا قادیانی کے ایک حوالہ پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ مرزا لکھتا ہے۔

"قال اللہ عز وجل مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ،الا تعلمُ ان الربَ الرحیمَ المتفضل سَمّیٰ نبیَّنا ﷺ خاتمَ الانبیاء بغیرِ استثناء ،وفسّرہ نبیُنا فی قولہ لا نبیَّ بعدی ببیان واضح للطالبین. (حمامۃ البشریٰ خ ص ۲۰۰ ج ۷)

دیکھئے کس طرح مرزا قادیانی صراحت اور وضاحت کر رہا ہے کہ خاتم النّبیین کی تفسیر حضور ﷺ نے واضح بیان کے ساتھ لا نبی بعدی سے کردی ہے۔ لیکن حیرت ہے کہ قادیانی گروہ نہ اپنے گرو گھنٹال مرزا کا ترجمہ مانتا ہے اور نہ رحمت دوعالم ﷺ کے ترجمہ و تفسیر کو ماننے کے لئے آمادہ ہے۔ فیا للعجب!

خاتم النّبیین کی تفسیر صحابہ کرام سے

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اور تابعین رحمہم اللہ کا مسئلہ ختمِ نبوت کے متعلق کیا موقف تھا۔ خاتم النّبیین کا ان کے نزدیک کیا ترجمہ تھا؟ اس کے لئے مفتی محمد شفیعؒ کی کتاب ختم نبوت کامل کے تیسرے حصہ کا مطالعہ فرمائیں۔ یہاں پر صرف دو صحابہ کرام کی آراء مبارکہ درج کی جاتی ہیں۔ امام ابو جعفر ابن جریر طبریؒ اپنی عظیم الشان تفسیر ص ۱۱ ج ۲۲" میں حضرت قتادہؓ سے خاتم النّبیین کی تفسیر میں روایت فرماتے ہیں:

"عن قتادةَ ولکن رسولَ اللهِ وخاتمَ النبیین اَیْ آخِرُھُمْ"

حضرت قتادہ کا یہ قول شیخ جلال الدین سیوطیؒ نے تفسیر درمنثور میں عبدالرزاق اور عبد ابن حمید اور ابن منذر اور ابن ابی حاتم سے بھی نقل کیا ہے۔ (درمنثور ص ۲۰۴ ج ۵)

اس قول نے بھی صاف وہی بتلا دیا جو ہم اوپر قرآن عزیز اور احادیث سے نقل کر چکے ہیں کہ خاتمُ النبیین کے معنی آخرُ النبیین کے ہیں۔ کیا اس میں کہیں تشریعی، غیر تشریعی ظلی، بروزی کی کوئی تفصیل ہے؟ نیز عبداللہ بن مسعودؓ کی قرأت ہی اس آیت میں "ولٰکن نبیاً ختم النبیین" ہے جو خود اسی معنی کی طرف ہدایت کرتی ہے جو بیان کئے گئے۔ اور سیوطیؒ نے درمنثور میں بحوالہ عبد بن حمید حضرت حسنؒ سے نقل کیا ہے۔

"عن الحسن فی قولہ وخاتم النبیین قال خَتَمَ اللهُ النبیینَ بِمُحمد ﷺ وکانَ آخرُ مَنْ بُعِث" (درمنثور ص ۲۰۴ ج ۵)

حضرت حسنؒ سے آیت خاتم النّبیین کے بارے میں یہ تفسیر نقل کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء علیہم السلام کو محمد ﷺ پر ختم کر دیا اور آپ ﷺ ان رسولوں میں سے آخری ہیں جو اللہ کی طرف سے مبعوث ہوئے۔

کیا اس جیسی وضاحتوں، صراحتوں کے بعد بھی آیت میں کسی شک یا تاویل کی گنجائش ہے؟ یا ظلی، بروزی وغیرہ کی تاویل چل سکتی ہے؟ نہیں اور ہرگز نہیں۔

خاتم النّبیین اور اصحابِ لغت

خاتم النّبیین ("ت" کی زبر یا زیر) کے معنی کے سلسلہ میں قرآن وحدیث کی تصریحات اور صحابہ وتابعین اور ائمہ سلف کی شہادتوں سے بھی صرفِ نظر کر لی جائے اور فیصلہ صرف لغت عرب پر رکھ دیا جائے۔ تب بھی لغت عرب یہ فیصلہ دیتا ہے کہ آیت مذکورہ کی پہلی قرأت پر دو معنی ہو سکتے ہیں۔ آخر النّبیین اور نبیوں کے ختم کرنے والے۔ اور دوسری قرأت پر ایک معنی ہو سکتے ہیں یعنی آخر النّبیین۔

لیکن اگر حاصل معنی پر غور کیا جائے تو دونوں کا خلاصہ صرف ایک ہی نکلتا ہے۔ اور بلحاظ مراد کہا جا سکتا ہے کہ دونوں قرأتوں پر آیت کے معنی لغۃً یہی ہیں کہ آپ ﷺ سب

انبیاء کے آخر ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوسکتا۔ جیسا کہ تفسیر روح المعانی میں بتصریح موجود ہے۔

"والخاتَمُ اسم آلة لما يُختَمُ به كالطابع لما يُطبَعُ به فمعنىٰ خاتمُ النبيين الذى ختم النبيون به ومآله آخر النبيين (روح المعانی ص۵۹ ج۷)

اور خاتم بالفتح اسم آلہ کا نام ہے جس سے مہر لگائی جائے۔ پس خاتم النّبیین کا معنی یہ ہوں گے "وہ شخص جس پر انبیاء ختم کئے گئے" اور اس معنی کا نتیجہ بھی یہی آخر النّبیین ہے۔

اور علامہ احمد معروف بہ ملا جیون نے اپنی تفسیر احمدی میں اسی لفظ کے معنی کی تفسیر کرتے ہوئے لکھا ہے۔

"والمال علىٰ كُلّ توجيه هو المعنىٰ الآخر ولذالک فسَّرَ صاحبُ المدارک قرأة عاصم بالآخر و صاحبُ البيضاوى كلَّ القرأتينِ بالآخر"

اور نتیجہ دونوں صورتوں میں بالفتح و بالکسر صرف آخر ہی کے معنی ہیں۔ اور اسی لئے صاحب تفسیر مدارک نے قرأت عاصم یعنی بالفتح کی تفسیر آخر کے ساتھ کی ہے اور بیضاوی نے دونوں قرأتوں کی یہی تفسیر کی ہے۔

روح المعانی اور تفسیر احمدی کی ان عبارتوں سے یہ بات بالکل روشن ہوگئی۔ کہ لفظ خاتم کے دو معنی آیت میں بن سکتے ہیں۔ ان کا بھی خلاصہ اور نتیجہ صرف ایک ہی ہے۔ یعنی آخرُ النبیین اور اسی بنا پر بیضاویؒ نے دونوں قرأتوں سے ترجمہ میں کوئی فرق نہیں کیا۔ بلکہ دونوں صورتوں میں آخرُ النبیین تفسیر کی ہے۔

خداوند عالم ائمہ لغت کو جزاء خیر عطا فرمائے کہ انھوں نے صرف اسی پر بس نہیں کی کہ لفظ خاتم کے معنی کو جمع کر دیا۔ بلکہ تصریحاً اس آیت شریفہ کے متعلق جس پر اس وقت ہماری بحث ہے صاف طور پر بتلا دیا کہ تمام معانی میں سے جو لفظ خاتم میں لغۃً محتمل ہے اس آیت میں صرف یہی معنی ہو سکتے ہیں کہ آپ ﷺ سب انبیاء کے ختم کرنے والے اور آخری نبی ہیں۔

خدائے علیم و خبیر ہی کو معلوم ہے کہ لغت عرب پر آج تک کتنی کتابیں چھوٹی بڑی اور

معتبر و غیر معتبر لکھی گئیں ۔ اور کہاں کہاں اور کس صورت میں موجود ہیں ۔ ہمیں نہ ان سب کے جمع کرنے کی ضرورت ہے اور نہ یہ کسی بشر کی طاقت ہے۔ بلکہ صرف اُن چند کتابوں سے جو عرب و عجم میں مسلم الثبوت اور قابل استدلال سمجھی جاتی ہیں ''مشتے نمونہ از خروارے'' ہدیہ ناظرین کر کے یہ دکھلانا چاہتے ہیں کہ لفظ خاتم بالفتح اور بالکسر کے معنی میں سے ائمہ لغت نے آیت مذکورہ میں کون سے معنی تحریر کئے ہیں۔

مفردات القرآن

یہ کتاب امام راغب اصفہانیؒ کی وہ عجیب تصنیف ہے کہ اپنی نظیر نہیں رکھتی ۔ خاص قرآن کے لغات کو نہایت عجیب انداز سے بیان فرمایا ہے۔ شیخ جلال الدین سیوطیؒ نے اتقان میں فرمایا ہے کہ لغات قرآن میں اس سے بہتر کتاب آج تک تصنیف نہیں ہوئی۔ آیت مذکورہ کے متعلق اس کے الفاظ یہ ہیں۔

''وخاتمُ النبیین لانه خَتَمَ النُبوةَ اَیْ تَمَّمَها بِمَجیئه (مفردات راغب ص ۱۴۲)

آنحضرت ﷺ کو خاتم النّبیین اس لئے کہا جاتا ہے کہ آپ ﷺ نے نبوت کو ختم کر دیا یعنی آپ ﷺ نے تشریف لا کر نبوت کو تمام فرما دیا۔

المحکم لا بن سیدہ

عرب کی وہ معتمد کتاب ہے جس کو علامہ سیوطیؒ نے ان معتبرات میں شمار کیا ہے جن پر قرآن کے بارے میں اعتماد کیا جا سکے۔

''وَخاتَمُ کُلُّ شَیء وَخاتِمَتُه عاقِبَتُه و آخِرُه 'از لسان العرب ۔

اور خاتم اور خاتمہ ہر شے کے انجام اور آخر کو کہا جاتا ہے۔

تہذیب الازہری

اس کو بھی سیوطیؒ نے معتبر لغات میں شمار کیا ہے۔ اس میں لکھا ہے۔

''والخاتِم والخاتَم من اسماء النبی ﷺ وفی التنزیل العزیز ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول الله وخاتم النبیین ای آخرهم 'از لسان العرب

خاتم بالکسر اور خاتم بالفتح دونوں نبی کریم ﷺ کے ناموں میں سے ہیں اور قرآن عزیز میں ہے کہ نہیں ہے محمد ﷺ تمھارے مردوں میں سے کسی کے باپ لیکن اللہ تعالیٰ کے رسول اور خاتم النبیین یعنی سب نبیوں میں آخری نبی ہیں۔

اس میں کس قدر صراحت کے ساتھ بتلایا گیا کہ خاتم بالکسر اور خاتم بالفتح دونوں آنحضرت ﷺ کے نام ہیں۔ اور قرآن مجید میں خاتم النبیین سے آخر النبیین مراد ہے۔ کیا ائمہ لغت کی اتنی تصریحات کے بعد بھی کوئی منصف اس معنی کے سوا اور کوئی معنی تجویز کر سکتا ہے؟

لسان العرب

لغت کی مقبول کتاب، عرب وعجم میں مستند مانی جاتی ہے۔ اس کی عبارت یہ ہے:

"خاتِمهم وخاتَمُهم آخرُهم عن اللحيانی ومحمد ﷺ خاتم الانبياء عليه وعليهم الصلوٰة والسلام.

خاتم القوم بالکسر اور خاتم القوم بالفتح کے معنی آخر القوم ہیں اور انھیں معانی پر لحیانی سے نقل کیا جاتا ہے محمد ﷺ خاتم الانبیاء یعنی آخر الانبیاء ہیں۔

اس میں بھی بوضاحت بتلایا گیا کہ بالکسر کی قرأت پڑھی جائے یا بالفتح کی ہر صورت میں خاتم النبیین اور خاتم الانبیاء کے معنی آخر النبیین اور آخر الانبیاء ہوں گے۔

لسان العرب کی اس عبارت سے ایک قاعدہ بھی مستفاد ہوتا ہے کہ اگرچہ لفظ خاتم بالفتح اور بالکسر دونوں کے بحیثیت نفس لغت بہت سے معانی ہو سکتے ہیں لیکن جب قوم یا جماعت کی طرف اس کی اضافت کی جاتی ہے تو اس کے معنی صرف آخر اور ختم کرنے والے کے ہوتے ہیں۔ غالباً اسی قاعدہ کی طرف اشارہ کرنے کے لئے لفظ خاتم کو تنہا نہیں۔ بلکہ قوم اور جماعت کی ضمیر کی طرف اضافت کے ساتھ بیان کیا ہے۔

لغت عرب کے تتبع (تلاش) کرنے سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ لفظ خاتم بالکسر یا بالفتح جب کسی قوم یا جماعت کی طرف مضاف ہو تو اس کے معنی آخر ہی کے ہوتے ہیں۔ آیت مذکورہ میں بھی خاتم کی اضافت جماعت "نبیین" کی طرف ہے۔ اسی لئے اس کے معنی آخر النبیین اور نبیوں کے ختم کرنے والے کے علاوہ اور کچھ نہیں ہو سکتے۔ اس قاعدہ کی تائید تاج العروس شرح قاموس سے بھی ہوتی ہے۔ وھو ھذا.

تاج العروس

تاج العروس شرح قاموس (للعلامہ الزبیدی) نے لحیانی سے نقل کیا ہے ﷺ

"ومن اسمائِہ علیہ السلام الخاتِمُ والخَاتَمُ وَھو الذی خَتَمَ النبوۃَ بمجیئہ'

اور آنحضرت ﷺ کے اسماء مبارکہ میں سے خاتِم بالکسر اور خاتم بالفتح بھی ہے اور خاتم وہ شخص ہے جس نے اپنے تشریف لانے سے نبوت کو ختم کر دیا ہو۔

مجمع البحار

جس میں لغات حدیث کو معتمد طریق سے جمع کیا گیا ہے۔ اس کی عبارت درج ذیل ہے۔

" الخاتَمُ وَالخَاتِمُ من اسمائِہ ﷺ بالفتح اسمٌ ای آخرُھم وبالکسر اسمُ فاعل. (مجمع البحار ص ۱۵ ج ۲)

خاتم بالفتح اور خاتم بالکسر نبی ﷺ کے ناموں میں سے ہے۔ بالفتح اسم ہے جس کے معنی آخر کے ہیں۔ اور بالکسر اسم فاعل کا صیغہ ہے جس کے معنی تمام کرنے والے کے ہیں۔

"خاتم النبوۃ بکسر التاء ای فاعل الختم وھو الاتمام وبفتحھا بمعنی الطابع ای شیءٌ یدُلُ عَلٰی انہ لا نَبی بعدَہ . (مجمع البحار ص ۱۵ ج ۳)

خاتم النبوۃ "تا" کے کسرہ کیساتھ بمعنی تمام کرنے والا اور "ت" کے فتحہ کیساتھ بمعنی مہر یعنی وہ شے جو اس پر دلالت کرے کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں۔

قاموس میں ہے

"والخاتم آخر القوم کا لخاتم ومنہ قولہ تعالیٰ وخاتم النبیین ای آخرھم

اور خاتم بالکسر اور بالفتح قوم میں سب سے آخر کو کہا جاتا ہے اور اسی معنی میں ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد خاتم النّبیین یعنی آخر النّبیین۔

اس میں لفظ قوم بڑھا کر قاعدہ مذکورہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ نیز مسئلہ زیر بحث کا بھی نہایت وضاحت کے ساتھ فیصلہ کر دیا ہے۔

کلیات ابی البقاء

لغت عرب کی مشہور و معتمد کتاب ہے اس میں مسئلہ زیر بحث کو سب سے زیادہ واضح کر دیا ہے۔ ص ۳۱۹ پر ملاحظہ ہو:

وتسمية نبينا خاتم الانبياء لان الخاتم آخر القوم قال الله تعالى ما كان محمدا با احد من رجالكم ولكن رسو ل الله وخاتم النبيين .

اور ہمارے نبی ﷺ کا نام خاتم الانبیاء اس لئے رکھا گیا کہ خاتم آخر قوم کو کہتے ہیں۔ (اور اسی معنی میں) خداوند عالم نے فرمایا ہے ما کان محمد الآیۃ۔

اس میں نہایت صاف کر دیا گیا ہے کہ آپ ﷺ خاتم الانبیاء ہیں اور خاتم النبیین نام رکھنے کی وجہ ہی یہ ہے کہ "خاتم" خاتم القوم کو کہا جاتا ہے اور آپ ﷺ آخر النبیین ہیں۔ نیز ابوالبقاء نے اس کے بعد کہا ہے کہ۔

"**و نفی العام یستلزم نفی الاخص**" اور عام کی نفی خاص کی نفی کو بھی مستلزم ہے جس کی غرض یہ ہے کہ نبی عام ہے۔ تشریعی ہو یا غیر تشریعی۔ رسول خاص تشریعی کے لئے بولا جاتا ہے۔ اور آیت میں جبکہ عام یعنی نبی کی نفی کر دی گئی تو خاص یعنی رسول کی بھی نفی ہونا لازمی ہے۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ اس آیت سے تشریعی اور غیر تشریعی ہر قسم کے نبی کا اختتام اور آپ ﷺ کے بعد پیدا ہونے کی نفی ثابت ہوتی ہے۔ جو لوگ آیت میں تشریعی اور غیر تشریعی کی تقسیم گھڑتے ہیں علامہ ابوالبقاء نے پہلے ہی سے ان کے لئے رد تیار رکھا ہے۔

صحاح العربیۃ للجوھری

جس کی شہرت محتاج بیان نہیں۔ اس کی عبارت یہ ہے

"**والخاتِم والخاتَم بكسر التاء وفتحها الخَيْتَامُ والختام كله بمعنى والجمع الخواتيم وخاتمة الشيء آخره ومحمد ﷺ خاتم الانبياء عليهم السلام .**

اور خاتم اور خاتم "ت" کے زیر اور زبر دونوں سے اور ایسے ہی خیتام اور خاتام سب کے معنی ایک ہیں۔ اور جمع خواتیم آتی ہے اور خاتمہ کے معنی آخر کے ہیں

اوراسی معنی میں محمد ﷺ کو خاتم الانبیاء علیہم السلام کہا جاتا ہے۔
اس میں تصریح کردی گئی ہے کہ خاتم اور خاتم بالکسر و بالفتح دونوں کے ایک معنی ہیں۔ یعنی آخر قوم۔

منتہی الارب

میں خاتم کے متعلق لکھا ہے'' خاتم کصاحب المہر و انگشتری' وآخر ہر چیزے وپایاں آں' و آخر قوم و خاتم بالفتح مثلہ ومحمد خاتم الانبیاء علیہ وعلیہم اجمعین''

صراح

میں لکھا ہے''خاتمۃُ الشیءِ آخرُہ ومحمد خاتم الانبیاء بالفتح صلوات اللہ علیہ وعلیہم اجمعین''
خاتمہ شے کے معنی آخر شے کے ہیں اوراسی معنی میں محمد ﷺ خاتم الانبیاء ہیں۔
لغت عرب کے غیر محدود دفتر میں سے یہ ائمہ لغت کے چند اقوال بطور نمونہ پیش کئے گئے ہیں۔ جن سے انشاء اللہ تعالی ناظرین کو یقین ہوگیا ہوگا کہ از روئے لغت عرب' آیت مذکورہ میں خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتے۔ اور لفظ خاتم کے معنی آیت میں آخر اور ختم کرنے والے کے علاوہ ہرگز مراد نہیں بن سکتے[1]
یہاں تک بحمد اللہ یہ بات بالکل روشن ہو چکی ہے کہ آیت مذکورہ میں خاتم بالفتح اور بالکسر کے حقیقی معنی صرف دو ہو سکتے ہیں۔ اور اگر بالفرض مجازی معنی بھی مراد لئے جائیں تو اگر چہ اس جگہ حقیقی معنی کے درست ہوتے ہوئے اس کی ضرورت نہیں لیکن بالفرض اگر ہوں تب بھی خاتم کے معنی مہر کے ہونگے۔ اور اس وقت آیت کے معنی یہ ہونگے کہ آپ ﷺ انبیاء پر مہر کرنے والے ہیں۔

---

[1] قادیانی اس موقع پر مغالطہ دیتے ہیں کہ خاتم ت کے فتحہ کے ساتھ کے معنی 'ختم کرنے والا نہیں ہو سکتے۔ کیوں کہ یہ اسم فاعل نہیں ہے چونکہ فتحہ کے ساتھ ہے اس لئے اس کے معنی ''افضل'' کے ہونگے۔ الجواب۔ زبان عرب کے جملہ محققین میں سے کسی ایک نے بھی لفظ خاتم کا معنی افضل نہیں لکھا۔ خواہ ت کے زبر کے ساتھ ہو یا زیر کے ساتھ چونکہ قادیانی اپنی نادانی اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے بعض عبارتوں اور روایتوں میں لفظ خاتم کا ترجمہ ''افضل'' بیان کر کے مغالطہ دیتے ہیں، اس لئے محققین زبان نے زیر بحث آیت میں بوضاحت زیر اور زبر دونوں کا معنی '' آخر'' اور ختم کرنے والا'' بیان کر کے، مرزائیوں کے منہ پر ایک زنانے دار طمانچہ رسید کیا ہے۔

خاتم النّبیین اور قادیانی جماعت

قرآن وسنت صحابہ کرامؓ اور اصحاب لغت کی لفظ خاتم النّبیین کی وضاحت کے بعد اب قادیانی جماعت کے موقف کو دیکھیں۔ ان کا کہنا یہ ہے کہ خاتم النّبیین کا معنی ''نبیوں کی مہر'' کے ہیں یعنی پہلے اللہ تعالیٰ نبوت عنایت فرماتے تھے، اب اللہ تعالیٰ کی مرضی کا دخل نہیں بلکہ حضور ﷺ کی اتباع ادخل ہے اب آنحضرت کی اتباع سے نبوت ملا کرے گی، جو شخص حضورؐ کی کامل اتباع کرے گا آپ اس پر مہر لگا دیں گے۔ تو وہ نبی بن جائے گا۔[1]

ہمارے نزدیک قادیانی جماعت کا یہ موقف سراسر فاسد، باطل، بیدینی، تحریف دجل وافترا، کذب وجعل سازی پر مبنی ہے حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب نے اس موقع پر کیا خوب چیلنج کیا، آپ فرماتے ہیں:

''اگر مرزا صاحب اور انکی امت کوئی صداقت رکھتے ہیں تو لغت عرب اور قواعد عربیت سے ثابت کریں کہ خاتم النّبیین کے معنی یہ ہیں کہ آپ ﷺ کی مہر سے انبیاء بنتے ہیں۔ لغت عرب کے طویل وعریض دفتر میں سے زائد نہیں صرف ایک نظیر اس کی پیش کردیں، یا کسی ایک لغوی اہل عربیت کے قول میں یہ معنی دکھلا دیں۔ اور مجھے یقین ہے کہ ساری مرزائی جماعت مع اپنے نبی اور این نبی کے اس کی ایک نظیر کلام عرب یا اقوال لغویین میں نہ دکھا سکیں گے'' (ختم نبوت کامل)

خود مرزا صاحب نے (اپنی کتاب برکات الدعا، در روحانی خزائن ص ۱۷، ۱۸، ج ۶ میں) جو تفسیر قرآن کے معیار میں سب سے پہلے نمبر پر قرآن مجید کو اور دوسرے پر احادیث نبی کریم اور تیسرے پر اقوال صحابہ کرامؓ کو رکھا ہے، اگر یہ صرف ہاتھی کے دکھانے کے دانت نہیں تو خدارا خاتم النّبیین کی اس تفسیر کو قرآن کی کسی ایک آیت میں دکھلائیں۔ اور اگر یہ نہیں ہوسکتا تو

[1] خلاصہ بیان مرزا قادیانی مندرجہ حقیقت الوحی در خزائن ص ۱۰۰ در حاشیہ۔

احادیث نبویہ کے اتنے وسیع وعریض دفتر میں ہی کسی ایک حدیث میں یہ تفسیر دکھلائیں۔ پھر ہم یہ بھی نہیں کہتے کہ صحیحین کی حدیث ہو یا صحاح ستہ کی بلکہ کسی ضعیف سے ضعیف میں دکھلا دو کہ نبی کریم ﷺ نے خاتم النبیین کے یہ معنی بتلائے ہوں کہ آپ کی مہر سے انبیاء بنتے ہیں۔

اور اگر یہ بھی نہیں ہوسکتا (اور ہرگز نہ ہو سکے گا) تو کم از کم کسی صحابی کسی تابعی کا قول ہی پیش کرو جس میں خاتم النبیین کے یہ معنی بیان کیے ہوں، لیکن مجھے معلوم ہے۔

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے　　یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

مرزائیوں کو کھلا چیلنج

اے مرزائی جماعت اور اس کے مقتدر ارکان! اگر تمھارے دعوے میں کوئی صداقت کی بو اور قلب میں کوئی غیرت ہے تو اپنی ایجاد کردہ تفسیر کا کوئی شاہد پیش کرو۔ اس کی کوئی نظیر پیش کرو[1]! اور اگر ساری جماعت مل کر قرآن کے تیس پاروں میں سے کسی ایک آیت میں، احادیث کے غیر محصور دفتر میں سے کسی ایک حدیث میں اگرچہ ضعیف ہی ہو، صحابہ کرامؓ وتابعین کے بے شمار آثار میں سے کسی ایک قول میں یہ دکھلا دے کہ خاتم النبیین کے یہ معنی ہیں کہ آپ کی مہر سے انبیاء بنتے ہیں تو وہ نقد انعام وصول کر سکتے ہیں

صلائے عام ہے یاران نکتہ داں کے لئے

لیکن میں بحول اللہ وقوتہ اعلاناً کہہ سکتا ہوں کہ اگر مرزا صاحب اور ان کی ساری امت مل کر ایڑی چوٹی کا زور لگائیں گے تب بھی ان میں سے کوئی ایک چیز پیش نہ کر سکیں گے "وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا" بلکہ اگر کوئی دیکھنے والی آنکھیں اور سننے والے کان رکھتا ہے تو قرآن عزیز کی نصوص اور احادیث نبویہ کی تصریحات اور صحابہ کرام اور تابعین کے صاف صاف آثار سلف صالحین اور ائمہ تفسیر کے کھلے کھلے بیانات اور لغت عرب اور قواعد عربیت کا واضح فیصلہ، سب کے سب اس تحریف کی تردید کرتے ہیں۔ اور اعلان کرتے ہیں کہ آیت خاتم النبیین کے وہ معنی جو مرزائی فرقہ نے گھڑے ہیں باطل ہیں۔

---

[1] یاد رکھئے مرزا کا اصول ہے "سچ کی یہی نشانی ہے کہ اسکی کوئی نظیر بھی ہوتی ہے اور جھوٹ کی یہ نشانی ہے کہ اسکی کوئی نظیر نہیں ہوتی (خ ص ۹۵ ج ۱۷) لہٰذا مرزا کا من گھڑت معنی اسکے اصول کے مطابق غلط ہے تا آنکہ کوئی نظیر پیش کرے۔

قادیانی ترجمہ کے وجوہ ابطال

نمبر۱- اوّل اس لئے کہ یہ معنی محاورات عرب کے بالکل خلاف ہیں ورنہ لازم آئے گا کہ خاتم القوم اور آخر القوم کے بھی یہی معنی ہوں کہ اس کی مہر سے قوم بنتی ہے اور خاتم المہاجرین کے یہ معنی ہوں کہ اس کی مہر سے مہاجرین بنتے ہیں۔

نمبر۲- خود مرزا غلام احمد قادیانی نے خاتم النبیین کا معنی کیا ہے۔

''اور ختم کرنے والا ہے نبیوں کا'' (ازالہ اوہام خ ص ۴۳۱ ج ۳)

نمبر۳:- مرزا قادیانی نے اپنی تحریروں میں مختلف مقامات پر لفظ خاتم کو جمع کی طرف مضاف کیا ہے ملاحظہ فرمایئے اس کی ایک مثال۔

''میرے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی جس کا نام جنت تھا اور پہلے وہ لڑکی پیٹ میں سے نکلی تھی اور بعد اسکے میں نکلا تھا اور میرے بعد میرے والدین کے گھر میں اور کوئی لڑکی یا لڑکا نہیں ہوا۔ اور میں ان کے لئے خاتم الاولاد تھا'' (تریاق القلوب خ ص ۴۷۹ ج ۱۵)

اگر خاتم الاولاد کا ترجمہ ہے کہ مرزا اپنے ماں باپ کے ہاں آخری ولد تھا مرزا کے بعد اسکے ماں باپ کے یہاں کوئی لڑکی یا لڑکا، صحیح یا بیمار، چھوٹا یا بڑا، ظلی، بروزی کسی قسم کا پیدا نہیں ہوا تو خاتم النبیین کا بھی یہی ترجمہ ہوگا کہ رحمت دو عالم ﷺ کے بعد کوئی ظلی بروزی مستقل غیر مستقل کسی قسم کا کوئی نبی نہیں بنایا جائے گا۔

اور اگر خاتم النبیین کا معنی ہے کہ حضور ﷺ کی مہر سے نبی بنیں گے تو خاتم الاولاد کا بھی یہی ترجمہ مرزائیوں کو کرنا ہوگا کہ مرزا کی مہر سے مرزا کے والدین کے ہاں بچے پیدا ہونگے۔ اس صورت میں مرزا کے بعد مرزا کا باپ فارغ۔ اب مرزا صاحب مہر لگاتے جائیں گے اور مرزا صاحب کی ماں بچے جنتی چلی جائے گی۔ ہے ہمت تو کریں مرزائی یہ ترجمہ۔

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں

لہ مرزائی امت کے بعض جہلا چیلنج دیا کرتے ہیں کہ ''عربی زبان کا کوئی مستعمل محاورہ پیش کیا جائے جس میں ''خاتم'' کسی جمع کے صیغے کی طرف مضاف ہوا ہو اور پھر اس کے معنی بند کرنے والے کے ہوں۔ انھیں چاہئے کہ مرزا کی تحریروں کے آئینہ میں اپنا منہ دیکھیں اور پہلے اپنی اصلاح کریں یا پھر اپنے جھوٹے نبی کی! لغویین، محدثین اور مفسرین سے قطع نظر خود مرزا سے خدائے کارساز نے آیت اور محاورہ دونوں طور پر لفظ خاتم کا استعمال کرادیا ہے، جس کے معنی آخر کے ہی بنتے ہیں۔ فللہ الحمد

نمبر۴:- پھر قادیانی جماعت کا موقف یہ ہے کہ رحمت دو عالم ﷺ سے لیکر مرزا قادیانی تک کوئی نبی نہیں بنا خود مرزا نے لکھا حقیقت الوحی خ ص ۴۰۶ ج ۲۲ پر ہے:

''غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس اُمت میں سے گزر چکے ہیں انکو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دُوسرے تمام لوگ اِس نام کے مستحق نہیں''

اس عبارت سے یہ ثابت ہوا کہ چودہ سو سال میں صرف مرزا کو ہی نبوت ملی اور پھر مرزا کے بعد قادیانیوں میں خلافت نام نہاد ہے نبوت نہیں اس لحاظ سے بقول قادیانیوں کے حضور ﷺ کی مہر سے صرف مرزا ہی نبی بنا تو گویا حضورؐ خاتم النبی ہوئے خاتم النّبیین نہ ہوئے، چنانچہ مرزا محمود نے لکھا ہے:

''ایک بروز محمدی جمیع کمالات محمدیہ کے ساتھ آخری زمانہ کے لئے مقدر تھا سو وہ ظاہر ہوگیا'' (ضمیمہ حقیقت النبوت ص ۲۶۸)

نمبر۵- خاتم النّبیین کے معنی اگر نبیوں کی مہر لیا جائے اور حضور ﷺ کی مہر سے نبی بننے مراد لئے جائیں تو آپ آئندہ کے نبیوں کے لئے خاتم ہوئے سیدنا آدم علیہ السلام سے لیکر سیدنا عیسیٰ علیہ السلام تک کے لئے آپ ﷺ خاتم النّبیین نہ ہوئے اس اعتبار سے یہ بات قرآنی منشاء کے صاف صاف خلاف ہے۔

نمبر۶- مرزا غلام احمد قادیانی نے رحمت دو عالم ﷺ کی اتباع کی تو نبی بن گیا، یہ ہے خاتم النّبیین کا قادیانی معنی۔ یہ اس لحاظ سے بھی غلط ہے کہ خود مرزا قادیانی لکھتا ہے:

''اب میں بموجب آیۃ کریمہ **واما بنعمة ربک فحدث** اپنی نسبت بیان کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے مجھے اُس تیسرے درجہ میں داخل کر کے وہ نعمت بخشی ہے کہ جو میری کوشش سے نہیں بلکہ شکم مادر میں ہی مجھے عطا کی گئی ہے''

(حقیقت الوحی خ ص ۷۰ ج ۲۲)

لیجئے! خاتم النّبیین کا معنی نبیوں کی مہر۔ وہ لگے گی اتباع کرنے سے۔ وہ صرف مرزا پر لگی۔ اس لئے آپؐ خاتم النبی ہوئے۔ اب اس حوالہ میں مرزا نے کہہ دیا کہ جناب اتباع سے نہیں بلکہ شکم مادر میں مجھے یہ نعمت ملی۔ تو گویا خاتم النّبیین کی مہر سے آج تک کوئی نبی نہیں بنا تو خاتم النّبیین کا معنی نبیوں کی مہر کرنے کا کیا فائدہ ہوا؟

قادیانیوں سے ایک سوال

ایک دفعہ مناظرہ میں فقیر نے ایک قادیانی سے سوال کیا کہ اگر آنحضرت ﷺ کی اتباع سے نبوت مل سکتی ہے تو آنحضرت ﷺ کی اتباع سے نجات بھی مل سکتی ہے یا نہیں؟ قادیانی نے کہا ہو سکتی ہے۔ تو میں نے کہا جب آنحضرت ﷺ کی اتباع سے نجات ہو سکتی ہے تو پھر مرزا کو ماننے کی کیا ضرورت ہے؟ وہ چکرا گیا اور کہنے لگا نہیں ہو سکتی، تو میں نے کہا مرزا اگر حضور کی اتباع کرے تو نبوت اسے مل جائے۔ اور امت محمدیہ اگر حضور کی اتباع کرے تو نجات بھی نہ ہو! فَبُهِتَ الَّذِیْ کَفَرَ۔

آیت خاتم النّبیین

تاویل نمبر۱۔ خاتم النّبیین کے معنی نبیوں کی مہر کے ہیں۔ جیسا کہ مرزا قادیانی نے لکھا ہے۔

> ''اللہ جل شانہ نے آنحضرت ﷺ کو صاحب خاتم بنایا، یعنی آپ کو افاضہ کمال کے لئے مہر دی جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی۔ اسی وجہ سے آپ ﷺ کا نام خاتم النّبیین ٹھہرا۔ یعنی آپ ﷺ کی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے۔ اور آپ ﷺ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے'' (حقیقت الوحی خ ص ۱۰۰ ج ۲۲)

جواب ۱- مرزا قادیانی کا بیان کردہ یہ معنی اس کے دجل وکذب کا شاہکار، اور قرآن وسنت کے سراسر خلاف ہے۔ محض اپنی جھوٹی نبوت کو سیدھی کرنے کی غرض سے مرزا نے جو معنی بیان کئے ہیں، لغت عرب میں ہرگز ہرگز مستعمل نہیں۔ قادیانیوں میں غیرت وحمیت نام کی اگر کوئی چیز ہے، تو اپنے معنی کی تائید میں قرآن وحدیث یا لغت عرب سے کوئی ایک نظیر پیش کردیں؟

جواب ۲- اگر مرزا کا من گھڑت ترجمہ مان لیا جائے تو ''خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ'' کے معنی مہمل ہونگے، اور پھر تو خاتم الاولاد کے معنی ہونگے کہ اس کی مہر سے اولاد بنتے ہیں اور خاتم القوم کے معنی ہونگے اسکی مہر سے قوم بنتی ہے۔ اگر قادیانیوں میں ہمت ہے تو اس ترجمہ کے ماننے کا اعلان کریں؟

جواب ۳- مرزا نے حقیقت الوحی میں لکھا ہے کہ نبوت کا نام پانے کیلئے صرف مرزا ہی مخصوص کیا گیا اور چودہ سو سال میں اور کوئی نبی نہیں بنا کیونکہ نبوت کی مہر ٹوٹنے کا خطرہ لاحق ہے (خلاصہ خ ص ۴۰۶ ج ۲۲) تو اگر خاتم النّبیین کا یہی معنی ہے کہ آپ ﷺ کی مہر سے

نبی بنتے ہیں، تو کسی کے نبی بننے سے مہر کے ٹوٹنے کا خطرہ کیوں لاحق ہے؟ بلکہ پھر تو جتنے زیادہ نبی بنیں گے اسی میں اس مہر کا کمال ہے۔ یہ کیسی مہر ہے کہ بنتے بنتے بنا بھی تو ایک نبی اور وہ بھی ناقص ظلی، بروزی اور ایک آنکھ کا کانا؟

تاویل۔۲ :خاتم النّبیین کا ترجمہ آخر النّبیین ہے لیکن آپ ﷺ اپنے سے پہلوں کے خاتم اور آخری ہیں۔

جواب: اس معنی کے لحاظ سے ہر نبی آدم علیہ السلام کے علاوہ اپنے سے پہلے انبیاء کا خاتم ہے پھر خاتم النّبیین ہونے میں آنحضرت ﷺ کی خصوصیت کیا رہی؟۔ جبکہ حضور ﷺ فرماتے ہیں مجھے چھ چیزوں کے ساتھ تمام انبیاء پر فضیلت دی گئی، ان میں سے ایک اُرْسِلتُ اِلی الخلقِ کافۃً و خُتِمَ بی النّبیون آپ کا وصف خاصہ ہے اور قاعدہ ہے خا صَّۃُ الشَّیءِ یُوجدُ فیہ ولا یوجد فی غیرہ لھذا مرزا قادیانی کا من گھڑت معنی بے سود اور باطل ہے۔

تاویل۔۳: خاتم النّبیین کا معنی آخر النّبیین ہے لیکن الف لام اس میں عہد کا ہے نہ کہ استغراق کا۔ جس کا معنی یہ ہے کہ آپ انبیاء شریعت جدیدہ کے خاتم ہیں نہ کہ کل نبیوں کے۔

جواب ۱:- اگر الف لام عہد کا ہوتا تو معہود کلام میں مذکور ہونا چاہئے تھا اور کلام سابق میں انبیاء تشریعی کا کہیں ذکر نہیں ملتا۔ بلکہ اگر ذکر آیا ہے تو مطلق انبیاء کا جو اس امر کی دلیل ہے تمام انبیاء کے آپ ﷺ خاتم ہیں۔

جواب ۲- قادیانی اخبار الحکم اگست ۱۸۹۹ء میں لکھا ہے ''خدا نے اپنے تمام نبوتوں اور رسالتوں کو قرآن شریف اور آنحضرت ﷺ پر ختم کر دیا'' سوال یہ ہے کہ اس کا کیا مفہوم ہے؟ کیا ''تمام نبوتوں'' میں تشریعی اور غیر تشریعی شامل نہیں؟

جواب ۳- مرزا غلام احمد نے لکھا ہے ''ہست او خیر الرسل خیر الانام۔ ہر نبوت را برو شد اختتام'' (سراج منیر خ ص ۹۵ ج ۱۲) قادیانی دنیا میں اگر انصاف نام کی کوئی چیز ہے تو خود غور کریں کہ ''ہر نبوت'' میں کیا تشریعی اور غیر تشریعی سب شامل نہیں؟

معلوم ہوا کہ آیت بالا میں الف لام عہد کا بتلانا قادیانی بکواس اور مرزا کے بیان کردہ تفسیری معیار کی روشنی میں قرآن مجید میں کھلی تحریف معنوی ہے۔

تاویل ۔۴ – خاتم النّبیین میں الف لام استغراق عرفی کے لئے ہے استغراق حقیقی کے لئے نہیں۔ جیسا کہ "وَیَقْتُلُوْنَ النَّبِیّٖنَ" میں استغراق عرفی ہے، حقیقی نہیں۔

جواب ا – پہلے تو استغراق عرفی اور حقیقی کی تعریف دیکھیں کیا ہے؟ الف لام استغراق حقیقی، اصطلاح میں اس کو کہا جاتا ہے کہ وہ جس لفظ پر داخل ہو اس کے تمام افراد بے کم و کاست مراد لئے جاسکیں۔ مثلاً عالم الغیب میں لفظ غیب جس پر الف لام داخل ہے اس سے اسکے تمام افراد مراد ہیں، یعنی تمام غائبات کا عالم۔ اور استغراق عرفی میں تمام افراد مراد نہیں ہو سکتے۔ مثلاً جَمَعَ الامیرُ الصاغۃَ یعنی بادشاہ نے سناروں کو جمع کیا۔ یہاں صاغہ جس پر الف لام داخل ہے اس کے تمام افراد مراد نہیں، بلکہ مراد یہ ہے کہ اپنے شہر یا قلم رو کے تمام سناروں کو جمع کیا۔ کیوں کہ پوری دنیا کے سناروں کو جمع کرنا مراد بھی نہیں اور ممکن بھی نہیں

باتفاق علماء عربیت واصول استغراق عرفی اس وقت مراد لیا جاتا ہے جب استغراق حقیقی نہ بن سکتا ہو، یا عرفاً اس کے تمام افراد مراد نہ لئے جاسکتے ہوں۔ اس اصول کے اعتبار سے خاتم النّبیین میں جب استغراق حقیقی مراد لیا جاسکتا ہے تو ظاہری بات ہے کہ استغراق عرفی مراد لینا جائز نہ ہوگا۔ خاتم النّبیین کے بلا تکلف استغراق حقیقی کے ساتھ یہ معنی صحیح ہیں کہ آپ ﷺ تمام انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں، پھر کیا وجہ ہے کہ استغراق حقیقی کو چھوڑ کر بلا دلیل و قرینہ اور بلا کسی وجہ کے استغراق عرفی مراد لیا جائے!!

باقی رہا یہ مسئلہ کہ آیت کریمہ "وَیَقْتُلُوْنَ النَّبِیّٖنَ" کو اپنے دعوی کی تائید میں پیش کرنا، تو ہم عرض کر چکے ہیں کہ جب استغراق حقیقی نہ بن سکے گا تو استغراق عرفی کی طرف ہم جائیں گے۔ اور اس آیت میں کھلی ہوئی بات ہے کہ "یَقْتُلُوْنَ النَّبِیّٖنَ" کا الف لام استغراق حقیقی کیلئے کسی طرح نہیں ہوسکتا۔ ورنہ آیت کے یہ معنی کرنے پڑیں گے کہ بنی اسرائیل تمام انبیاء علیہم السلام کو قتل کرتے تھے۔ حالانکہ یہ بات کسی طرح درست نہیں ہوسکتی، بلکہ کذب محض ہوگی۔ کیوں کہ اول تو بنی اسرائیل کے زمانہ میں تمام انبیاء موجود نہ تھے، بہت سے ان میں سے پہلے گذر چکے تھے اور بعض ابھی پیدا بھی نہ ہوئے تھے پھر انکا تمام انبیاء کو قتل کرنا کیا مطلب رکھتا ہے؟

دوسرے یہ کہ یہ بھی ثابت نہیں کہ بنی اسرائیل نے اپنے زمانہ کے تمام انبیاء کو بلا استثناء قتل ہی کر ڈالا ہو۔ بلکہ قرآن عزیز ناطق ہے کہ "فَفَرِيقًا كَذَّبْتُمْ وَفَرِيقًا تَقْتُلُونَ" جس سے واضح طور پر معلوم ہو گیا کہ بنی اسرائیل نے تمام انبیاء موجودین کو بھی قتل نہیں کیا۔ اس اعلان کے بعد بھی اگر "وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّينَ" کے الف لام کو استغراق حقیقی کے لئے رکھا جاوے تو جس طرح واقعات اور مشاہدات اسکی تکذیب کریں گے اسی طرح خود قرآن کریم بھی اس کو غلط ٹھہرائے گا۔ اس لئے یہاں استغراق عرفی ہی مراد لیا جائے گا، حقیقی نہیں۔

بخلاف آیت خاتم النّبیین کے کہ اس میں تخصیص کرنے کی کوئی وجہ نہیں، اس میں معنی حقیقی لینا بلا تامل درست ہیں۔ یعنی حضور ﷺ تمام انبیاء علیہم السلام کے ختم کرنے والے ہیں۔

یہاں یہ بات بھی یاد رکھنے کی ہے کہ قادیانی اگر یوں ہی نفس پرستی اور خودغرضی کی بنیاد پر جہاں چاہیں استغراق عرفی مراد لے سکتے ہیں تو ہمارا ان سے سوال ہے کہ مندرجہ ذیل آیتوں میں بھی الف لام "النبیین" پر داخل ہے، کیا اس جگہ بھی استغراق عرفی مراد لیں گے؟ اگر ہمت ہے تو اس کا اعلان کریں؟

"وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ"، لیکن نیکی تو یہ ہے کہ جو کوئی ایمان لائے اللہ تعالیٰ پر اور ملائکہ پر اور سب کتابوں پر اور پیغمبروں پر۔ (بقرہ ۱۷۷)

کیا یہاں استغراق عرفی مراد لیکر قادیانی یہ معنی مطلب بیان کریں گے کہ تمام انبیا پر ایمان لانا ضروری نہیں؟

اسی طرح آیت فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ میں کیا استغراق عرفی مراد لیکر یہ معنی و مطلب بیان کریں گے کہ اللہ نے بعض انبیا کو بشیر و نذیر بنایا ہے اور بعض کو نہیں[1]؟

---

[1] اس قسم کی مثالیں قرآن مجید میں بے شمار ہیں جہاں الف و لام النبیین پر داخل ہے لیکن وہاں استغراق عرفی کسی طرح مراد نہیں لیا جا سکتا مثلاً "ولا یامرکم ان تتخذوا الملئکة والنبیین ارباباً، آل عمران ۸۰ (۲) مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین (۳) ووضع الکتب بالنبیین و الشھداء (۴) واذ اخذ اللہ میثاق النبیین (۵) ولقد فضلنا بعض النبیین علی بعض۔ الآیۃ

اگر آیات مذکورۃ الصدر اور ان کی امثال میں استغراق عرفی مراد نہیں لیا جا سکتا تو کوئی وجہ نہیں کہ خاتم النبیین میں استغراق عرفی مراد لیا جائے۔ یا للعجب !! سارا قرآن اول سے آخر تک خاتم النبیین کے نظائر سے بھرا ہوا ہے ان میں سے کوئی نظیر پیش نہ کی گئی اور کسی پر ان کو قیاس نہ کیا گیا۔ قیاس کے لئے ملی تو آیت وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ ''جس میں بداہت اور مشاہدہ نے آفتاب کی طرح استغراق حقیقی کو غیر ممکن بنا دیا ہے۔ اور پھر قرآن کریم نے اسکا اعلان صاف صاف لفظوں میں کر دیا ہے۔

جواب ۲- سب سے زیادہ قابل غور بات یہ ہے کہ اگر ان سب امور سے قطع نظر کریں اور قواعد عربی سے بھی آنکھیں بند کر لیں اور آیت میں کسی طرح استغراق عرفی مراد لے لیں تو پھر آیت خاتم النبیین کے معنی ہونگے۔ آنحضرت ﷺ تمام انبیاء کے خاتم نہیں ہیں۔ لیکن جس شخص کو خداوند تعالیٰ نے سمجھ بوجھ سے کچھ حصہ دیا ہے وہ بلا تامل سمجھ سکتا ہے کہ اس صورت میں خاتم النبیین ہونا آنحضرت ﷺ کی کوئی خصوصی فضیلت نہیں رہتی بلکہ آدم علیہ السلام کے بعد ہر نبی اپنے سے پہلے انبیا کا خاتم ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے سے پہلے انبیاء کیلئے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے سے پہلے انبیاء کیلئے (اور اسی طرح سلسلہ بسلسلہ)

حالانکہ آیت مذکورہ کا سیاق بتلا رہا ہے کہ خاتم النبیین ہونا آپ ﷺ کی مخصوص فضیلت ہے علاوہ بریں خود آنحضرت ﷺ نے ختم نبوت کو اپنے ان فضائل میں شمار فرمایا ہے جو آپ ﷺ کے لئے مخصوص ہیں اور آپ ﷺ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئیں۔ چنانچہ حدیث مسلم بروایت ابوہریرہؓ پہلے گذر چکی ہے جس میں آپ ﷺ نے اپنی چھ مخصوص فضیلتیں شمار کرتے ہوئے فرمایا ہے 'وارسلتُ اِلی الخلق کافة وخُتِمَ بی النبیون'

اور منجملہ مخصوص فضائل کے یہ ہے کہ میں تمام مخلوقات کی طرف مبعوث ہوا ہوں۔ اور مجھ پر انبیاء ختم کر دیئے گئے۔ (رواہ مسلم)

جواب ۳- اگر ان تمام چیزوں سے آنکھیں بند کر لیں اور اپنی دھن میں اسکا بھی خیال نہ کریں کہ آیت میں استغراق عرفی کے ساتھ بعض انبیاء یعنی اصحاب شریعت مراد لینے سے آیت کے معنی درست ہونگے یا غلط۔ بفرض محال اس احتمال کو نافذ اور جائز قرار دیں، تب

بھی مرزا قادیانی اور انکے اذناب کا مقصد ''ہنوز دلی دوراست'' کا مصداق ہے۔ کیوں کہ ہم اوپر عرض کر چکے ہیں کہ قرآن مجید کی تفسیر محض احتمالات عقلیہ اور لغویہ سے نہیں ہو سکتی جب تک کے مذکورہ سابقہ اصول تفسیر سے اسکی صداقت پر شہادت نہ لے لی جائے۔

لیکن مرزا قادیانی اور انکی ساری امت ملکر قرآن مجید کی کسی ایک آیت میں یہ نہیں دکھلا سکتے (اور ہرگز نہ دکھلا سکیں گے، (وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا) کہ آیت خاتم النبیین میں فقط انبیاء تشریعی یعنی اصحاب شریعت جدیدہ مراد ہیں؟

اسی طرح انکی تمام ذریت، احادیث کے اتنے وسیع دفتر میں کسی ایک صحیح بلکہ ضعیف حدیث میں بھی آیت خاتم النبیین کی یہ تفسیر نہیں دکھلا سکتے ہیں کہ اس سے خاتم النبیین التشریعین مراد ہیں۔

اسی طرح مرزا قادیانی اور انکے تمام اذناب، آثار صحابہ اور تابعین کے وسیع تر میدان میں سے کوئی ایک بھی اثر اس تفسیر کے ثبوت میں پیش نہیں کر سکتے ہیں اور ہرگز نہیں۔

اور اگر یہ سب کچھ نہیں تو ائمہ تفسیر کی مستند اور معتبر تفاسیر ہی میں سے کوئی تفسیر پیش کریں جس میں خاتم النبیین کی مراد بیان کی گئی ہو۔ کہ ختم کرنے والے تشریعی انبیا کے۔ مرزا قادیانی اور انکی ساری امت ایڑی چوٹی کا زور لگا کر بھی قیامت تک اصول مذکورہ میں سے کسی ایک اصل کو بھی اپنی گھڑی ہوئی اور مخترع تفسیر، بلکہ تحریف کی شہادت میں پیش نہ کر سکیں گے۔

جواب ۴ – ہم علاوہ تفسیر اور اصول کے خود اسی آیت کے سیاق وسباق پر نظر ڈالتے ہیں تو بلا تامل آیت بول اٹھتی ہے کہ خاتم النبیین میں نبیین سے تمام انبیاء مراد ہیں۔ جمہور عربیت واصول کا مذہب یہی ہے کہ لفظ نبی عام ہے اور لفظ رسول خاص۔ یعنی رسول صرف اس نبی کو کہا جاتا ہے کہ جس پر شریعت مستقلہ نازل ہوئی ہو اور نبی اس سے عام ہے، صاحب شریعت مستقلہ کو بھی نبی کہتے ہیں اور اس کو بھی جس پر شریعت مستقلہ نازل نہیں ہوئی۔ اور ظاہر ہے کہ آیت میں آنحضرت ﷺ کو خاتم النبیین کہا گیا ہے، خاتم المرسلین نہیں فرمایا۔ کیوں کہ اس سے پہلے آپ ﷺ کی نسبت لفظ رسول فرمایا گیا ہے " وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ " لفظ رسول کے ساتھ ظاہر ہے کہ خاتم المرسلین بنسبت خاتم النبیین کے زیادہ چسپاں ہے۔ مگر

سبحان اللہ! خداء علیم وخبیر کا کلام ہے وہ جانتا ہے کہ امت میں وہ لوگ بھی پیدا ہونگے جو آیت میں تحریف کریں گے، اس لئے یہ اسلوب بدل کر اس تحریف کا دروازہ بند کر دیا۔ چنانچہ امام المفسرین ابن کثیرؒ نے اس پر متنبہ فرمایا ہے۔

وقولہ تعالی وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا. فهذه الآية . نص فی انه لانبی بعده واذا كان لا نبی بعده فلا رسول بعد ه با لطريق الا وْلٰى والاحرىٰ لانَ مقامَ الرسالةِ اخصُّ من مقام النبوه فان كل رسول نبی ولاينعكس وبذ الك وردت الا حاديثُ المتواترُعن رسول الله ﷺ من حديث جماعتمن الصحابة (تفسیر ابن کثیر ۸۹ ج ۸)

اور فرمان اللہ تعالیٰ آیت "ولكن رسول الله وخاتم النبيين وكان الله بكل شيئ عليماً" اس بارہ میں صاف وصریح ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا اور جب کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں، تو رسول بھی بدرجہ اولی نہ ہوگا۔ اس لئے کہ مقام رسالت بہ نسبت مقام نبوت خاص ہے کیوں کہ ہر رسول کے لئے نبی ہونا شرط ہے اور نبی کے لئے رسول ہونا ضروری نہیں۔ اور اسی پر وارد ہوئی ہیں رسول اللہ ﷺ کی احادیث، جن کو صحابہ کرام کی ایک بڑی جماعت نے روایت کی ہے۔

اسی طرح سید محمد آلوسیؒ نے اپنی تفسیر میں بیان فرمایا ہے:

والمراذ بالنبی ما هو اعم من الرسول فيلزم من كونه ﷺ خاتمُ النبيين خاتمُ المرسلين ۔ اور نبی سے وہ مراد ہے جو رسول سے عام ہے اور اس لئے آپ ﷺ کے خاتم النبیین ہونے سے خاتم المرسلین (یعنی اصحاب شریعت انبیاء کا خاتم) ہونا بھی لازم آتا ہے (روح المعانی ص ۶۰ ج ۸)

اور کلیات ابوالبقاء میں ہے کہ آیت میں نفی نبوت نفی رسالت کو بھی شامل ہے۔

تاویل ۵: قادیانی کہتے ہیں کہ حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کے لئے خاتم المحدثین بعض حضرات کیلئے خاتم المفسرین کے الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں اور وہ سب مجاز پر محمول کیا جائے گا۔ لہٰذا اسی محاورہ کی طرح یہاں بھی خاتم النبیین کا معنی ومطلب ہوگا۔

جواب ۱- خاتم المحدثین، خاتم المحققین، خاتم المفسرین وغیرہ انسان کا کلام ہے جس کو کل کی کچھ خبر نہیں کہ کل کیا ہونے والا ہے۔ کتنے آدمی پیدا ہوں گے، کتنے

مریں گے، کتنے عالم ہوں گے، کتنے جاہل ہوں گے، کتنے محدث ومفسر ہوں گے، اور کتنے آوارہ پھریں گے۔اس لئے اس کو کوئی حق نہیں کہ وہ کسی کو خاتم المحدثین کہے۔اگر کہیں کسی کے کلام میں ایسے الفاظ پائے جائیں تو سوائے اس کے چارہ نہیں کہ اسے مجاز یا مبالغہ پر محمول کیا جائے۔ورنہ یہ کلام لغو اور بے معنی ہو جائے گا۔لیکن کیا عالم الغیب ذات کے کلام کو بھی اس پر قیاس کیا جائے گا؟ جس کے علم محیط سے کوئی چیز باہر نہیں اور جو اپنے علم اور اختیار کے ساتھ انبیاء کرام کو مبعوث فرماتا ہے۔پس علیم وخبیر اور حکیم ذات کے کلام میں اگر کسی کی ذات کے متعلق خاتم النبیین کا لفظ جو ارشاد کیا گیا ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ اس کے حقیقی معنی مراد نہ لئے جائیں جو کہ بلا تکلف مراد لئے جا سکتے ہیں اور ان کو چھوڑ کر مجاز ومبالغہ پر حمل کرنا صریحاً ناجائز ہے۔الغرض انسان کے کلام میں ہم مجبور ہیں کہ ان کلمات کو ظاہری معنی سے پھیر کر مبالغہ یا مجاز پر محمول کریں۔مگر خداوند قدوس کے کلام میں ہمیں اس کی ضرورت نہیں اور بلا ضرورت حقیقی معنی کو چھوڑ کر مجاز کی طرف جانا اصول مسلم کے خلاف ہے۔

امام غزالیؒ فرماتے ہیں

"لیس فیه تاویلٌ ولا تخصیصٌ ومن اوله بتخصیص فکلامُه من انواع الهذیانِ لایمنع الحکمَ بتکفیرِه لانه مُکذبٌ لِهذاالنص الذی اُجتمعت الامةُعلی انه غیرُ ماول ولا مخصوص" (الاقتصاد ص)

آیت خاتم النبیین میں نہ کوئی تاویل ہے اور نہ تخصیص۔اور جو شخص اس میں کسی قسم کی تخصیص کرے اس کا کلام ھذیان کی قسم سے ہے۔اور یہ تاویل اسکو کافر کہنے کے حکم سے روک نہیں سکتی کیوں کہ وہ اس آیت (خاتم النبیین) کی تکذیب کر رہا ہے جس کے متعلق امت کا اجماع ہے کہ وہ ماؤل یا مخصوص نہیں

الغرض چونکہ قرآن عزیز اور احادیث نبویہ اور اجماع صحابہ اور اقوال سلف نے اس کا قطعی فیصلہ کر دیا کہ خاتم النبیین اپنے حقیقی معنی پر محمول ہے۔نہ اس میں مجاز ہے نہ کوئی مبالغہ اور نہ تاویل وتخصیص۔اب اسے کسی مجازی معنی پر محمول کرنے کیلئے قیاس کے انکل پچو چلانا جائز نہیں۔

مخفی نہیں رہے کہ حق تعالی کے ارشاد" وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ " کو عوام الناس کے قول پر قیاس کرنا انتہائی جہالت ونادانی کا کرشمہ ہے۔کیونکہ اول تو یہ مقولہ ایک

عامی محاورہ ہے جو تحقیق پر مبنی نہیں ۔ بہت سے محاورات مقامات خطابیہ میں استعمال ہوتے ہیں جن کا مدار تحقیق پر نہیں ہوتا۔ بخلاف ارشاد خداوندی کے کہ وہ سراسر تحقیق ہے اور حقیقت واقعہ سے سرمو متجاوز نہیں بلکہ قرآن کریم کے وجوہ اعجاز میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس کے ایک کلمہ کی جگہ مخلوق دوسرا کلمہ نہیں لاسکتی۔ کیونکہ اس مقام کے حق اور حقیقت غرض کی گہرائی کا احاطہ انسانی طاقت سے خارج ہے۔

جواب ۲- یہ کہ اس فقرہ کے قائل نے خود بھی تحقیق کا ارادہ نہیں کیا۔ کیونکہ نہ تو اسے غیب کا علم ہے اور نہ وہ غیب کے پردہ میں چھپی ہوئی چیزوں سے باخبر ہے کہ دوام کی رعایت رکھ کر بات کہتا۔ بخلاف باری تعالیٰ کے کہ اس کے لئے ماضی اور مستقبل یکساں ہیں۔

جواب ۳- یہ کہ یہ فقرہ ہر شخص اپنے گمان کے موافق کہتا ہے۔ اور ایک ہی زمانہ میں متعدد لوگ کہتے ہیں اور انہیں ایک دوسرے کے قول کی خبر نہیں ہوتی ۔ بلکہ ایک شخص اس اطلاع کے باوجود کہ اس زمانہ میں دیگر اصحاب کمال بھی موجود ہیں، اس لفظ کا اطلاق کرتا اور قطعی قرینہ پر اعتماد کرتا ہے کہ دوسرے لوگ خود مشاہدہ کرنے والے ہیں اس لئے میرے سامعین ایک ایسی چیز کے بارے میں جسے وہ خود اپنی آنکھوں سے دیکھتے اور اپنی کانوں سے سنتے ہیں، میرے کلام کی وجہ سے غلط فہمی میں مبتلا نہیں ہونگے۔

جواب ۴- یہ کہ ہر شخص کی مراد اپنے زمانہ کے لوگوں تک محدود ہوتی ہے، مستقبل سے اسے کوئی سروکار نہیں ہوتا۔

جواب ۵- اس قادیانی دجال کے خیال کے مطابق نعوذ باللہ آئندہ آنے والے ہر نبی پر ایک اعتبار سے خاتم کا اطلاق کرسکتے ہیں اندریں حالت آیت کے مضمون کا کوئی حاصل اور نتیجہ ہی نہیں نکلتا۔

جواب ۶- یہ کہ جس صورت میں کہ (دجال قادیان کے بقول) خاتم کے معنی مہر لگانے والے کے لئے جائیں تو اس صورت میں اگر خاتم الانبیا کا زمانہ تمام انبیاء کرام سے مقدم ہوتا، جب بھی آپ ﷺ خاتم بالمعنی المذکور ہوتے۔ حالانکہ یہ قطعاً بے معنی بات ہے۔ ایسی حالت میں مقدام النبیین بولتے ہیں نہ کہ خاتم النبیین ۔

جواب ۷- یہ کہ اس تقدیر پر اگر خاتم النبیین ﷺ کو امت مرحومہ کے ساتھ کوئی زائد خصوصی تعلق باقی نہیں رہ جاتا۔ حالانکہ آیت کا سیاق یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کو امت کیساتھ ابوت کے بجائے خاتم نبوت کا علاقہ ہے۔ اور شاید آنحضرت ﷺ کی نرینہ اولاد اسی واسطے نہیں رہی تا کہ آپ ﷺ کے بعد نبوت کی طمع کلی طور پر منقطع ہو جائے۔ آیت کا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ سے علاقہ ابوت مت تلاش کرو بلکہ اس کی جگہ علاقہ نبوت ڈھونڈو اور وہ بھی ختم نبوت کا علاقہ۔ اور آپ ﷺ کی نرینہ اولاد کے زندہ نہ رہنے میں یہ ارشارہ تھا کہ آپ ﷺ کے بعد سلسلہ نبوت باقی نہیں رہے گا۔ جیسا کہ بعض صحابہ مثلاً عبداللہ ابن ابی اوفیؓ اور ابن عباسؓ کے الفاظ سے سمجھا جاتا ہے۔ دیکھئے شرح مواہب جلد ثالث ۔ذکر ابراہیم اور وراثت نبوت کے لئے جامع البیان اوائل سورۃ مریم مع حاشیہ اور مواہب لدنیہ میں خصائص کی بحث دیکھئے۔

غرض یہ کہ محاورہ عامیہ، تحقیقی کلام نہیں ہے بلکہ تسابل اور تسامح پر مبنی ہے۔ اور اس کے نظائر احیاء العلوم (مصنفہ امام غزالیؒ) کے "باب آفات لسان" میں ملاحظہ کئے جائیں۔ نیز جو کلام انہوں نے فخریہ القاب۔ مثلاً شہنشاہ پر کیا ہے اسے بھی ملاحظہ کئے جائیں۔ اور ممدوحین کے روبروان کی تعریف وتوصیف کی ممانعت معلوم ہی ہے۔ پس یہ محاورات تو تحقیقی ہیں اور نہ شرعی ہیں۔ (اس نوعیت کے غیر ذمہ دارانہ القاب ومحاورات تو کیا شرعی ہوتے ہیں) چہ جائیکہ شارع علیہ السلام نے برہ نام کو بھی پسند نہیں فرمایا (کہ اس میں تزکیہ وتوصیف کی جھلک تھی۔)

جواب ۸- یہ کہ لفظ ختم کا مدلول یہ ہے کہ خاتم کا حکم وتعلق اس کے ماقبل پر جاری ہوتا ہے۔ اور سابقین اس کی سیادت وقیادت کے ماتحت ہوتے ہیں۔ جس طرح کہ بادشاہ موجودین کا قائد ہوتا ہے۔ نہ کہ ان لوگوں کا جو ہنوز پردہ عدم میں ہوں اور اس کی سیادت کا ظہور اور اس کے عمل کا آغاز رعایا کے جمع ہونے کے بعد ہوتا ہے۔ نہ کہ اس سے پہلے۔ گویا اجتماع کے بعد کسی قوم کا کسی کی آمد کے لئے منتظر اور چشم براہ ہونا اس امر کا اظہار ہے کہ معاملہ اس کی فلت پر موقوف ہے۔ بخلاف اس کی عکس صورت کے کہ (قائد آئے اور چلا جائے اور ماتحت عملہ اس کے بعد آئے۔ اس صورت میں کسی قرینے سے اس امر کا اظہار نہیں ہوتا۔ بلکہ اس پیشرو کی برتری اور سیادت کا تصور) محض ایک معنوی اور ذہنی چیز ہے۔ (جس کا خارج

میں کوئی اثر ونشان نہیں ہوتا۔ نہ اس پر کوئی دلیل و برہان ہے) یہی وجہ ہے کہ عاقب' حاشر اور مقفیٰ جو سب آنحضرتؐ کے اسمائے گرامی ہیں مابعد کے لحاظ سے نہیں (بلکہ ماقبل لحاظ سے ہیں۔ جیسا کہ ان کے معانی پر غور کرنے سے بادنیٰ تامل معلوم ہوسکتا ہے) اور خاتمیت سے یہ مراد لینا کہ چونکہ آپ کی نبوت بالذات ہے اور دوسروں کی نبوت بالعرض۔

لہٰذا آپ ﷺ سے استفادہ کے ذریعہ اب بھی نبوت مل سکتی ہے۔ خاتمیت کا یہ مفہوم غلط ہے کیوں کہ مابالذات اور مابالعرض کا ارادہ فلسفہ کی اصطلاح ہے۔ نہ تو یہ قرآن کریم کا عرف ہے۔ نہ زبان عرب ہی اس سے آشنا ہے۔ اور نہ قرآن کریم کی عبارت میں اس کی جانب کسی قسم کا اشارہ یا دلالت موجود ہے۔ پس اس آیت میں ''استفادہ نبوت'' کا اضافی مضمون داخل کرنا محض خودغرضی اور مطلب براری کے لئے قرآن پر زیادتی ہے۔ البتہ سنت اللہ یہی واقع ہوئی ہے کہ ختم زمانی کا منصب عالی اسی شخصیت کے لئے تجویز فرمایا گیا جو قطعی طور پر امتیازی کمال میں سب سے فائق تھی اور تمام سابقین کو اس کی سیادت وقیادت کے ماتحت رکھا گیا۔ اور انبیا کرام کو نبوت پیدا کرنے کے لئے نہیں بھیجا جاتا (کہ مہر لگا لگا کر نبی پیدا کریں) بلکہ سیادت وقیادت اور سیاست درسیاست کیلئے مبعوث کیا جاتا ہے۔ قوم نماز کیلئے پہلے جمع ہو تو اس کے بعد امام مقرر کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے یہی مجمل ہے حق تعالیٰ کے ارشاد: '' يَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ '' (بنی اسرائیل ۷۱) کا پہلی امتوں میں انبیاء کرام تکمیل کار کیلئے رسولوں کے ماتحت ہوتے تھے چنانچہ موسیٰ علیہ السلام کی دعا ہے: '' اُشْدُدْ بِهٖ اَزْرِیْ وَاَشْرِكْهُ فِیْ اَمْرِیْ '' (طٰہٰ ۳۰) نیز موسیٰ علیہ السلام کی درخواست کے جواب میں ارشاد خداوندی ہے: '' سَنَشُدُّ عَضُدَكَ بِاَخِیْكَ '' اور حضرت خاتم الانبیا ﷺ کے مقام میں کمال کا کوئی جزء باقی نہیں چھوڑا گیا (بلکہ کار نبوت کی تکمیل من کل الوجوہ آپ ﷺ کی ذات گرامی سے کرادی گئی لہٰذا اب کوئی منصب باقی نہ رہا جس کے لئے کسی نئے نبی کو مبعوث کیا جاتا۔ چنانچہ آپ ﷺ کی شان تو یہ ہے)

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری ☆ آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

تاویل۔ ۶ خاتم کا معنی انگشتری ہے۔ قادیانی کہتے ہیں خاتم النبیین میں خاتم بمعنی نگینہ ہے اگر یہاں نگینہ مراد لیکر زینت کا معنی مراد لیا جائے اور کلام کا معنی یہ ہوں کہ آپ ﷺ سب انبیاء کی زینت ہیں تو اس صورت میں آیت کو ختم نبوت سے کوئی تعلق ہی باقی نہیں رہتا۔

جواب ۱ – لیکن جب ہم اسکو اصول تفسیر پر رکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ محض قرآن پر افترا ہے۔ اسکی ہرگز وہ مراد نہیں، جو قادیانی لینا چاہتے ہیں۔

اول تو اس وجہ سے کہ خاتم بمعنی زینت مراد لینا مجازی معنی ہیں۔ اور جبکہ اس جگہ حقیقی معنی بلا تکلف درست ہیں تو حسب تصریحات علماء لغت و بلاغت و اصول، معنی مجازی کی طرف جانیکی کوئی وجہ نہیں۔ دوسرے احادیث متواترہ نے جو تفسیر اس آیت کی صاف صاف بیان کی ہے یہ اسکے خلاف ہے۔

جواب ۲ – یہ تفسیر اجماع اور آثار سلف کے بھی خلاف ہے۔ جیسا کہ ہم نے اوپر مفصل عرض کیا ہے۔

جواب ۳ – ائمہ تفسیر کی شہادتیں بھی اسکے خلاف ہیں۔ پھر کیا کوئی مسلمان قرآن عزیز کے ایسے معنی تسلیم کرسکتا ہے؟ جو قواعد عربیت کے بھی خلاف ہوں اور خود تصریحات قرآن مجید کے بھی۔ احادیث متواترہ اور آثار سلف بھی اسکو رد کرتے ہوں اور ائمہ تفسیر بھی۔

جواب ۴ – اور اگر اسی طرح ہر کس و ناکس کے خیالات اور ہر حقیقی یا مجازی معنی قرآن عزیز کی تفسیر بن سکتے ہیں تو کوئی یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ تمام قرآن مجید میں جہاں کہیں اقیموا الصلوٰۃ وغیرہ کے الفاظ سے نماز کی فرضیت کی تاکید کی گئی ہے سب جگہ محض درود بھیجنا اور دعا کرنا مراد ہے جو لفظ صلوٰۃ کے لغوی معنی ہیں۔

اسی طرح آیت کریمہ "فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ" (البقرہ ۱۸۵) وغیرہ جو میں روزہ کی فرضیت ثابت ہے۔ اسکا لغوی ترجمہ اور مطلب یہ ہیکہ جب رمضان کا مہینہ آئے تو تم رک جاؤ کیوں کہ لغت عرب میں صوم کے لغوی معنی صرف رک جانا ہیں۔

اسی طرح حج اور زکوٰۃ وغیرہ کے الفاظ میں ان سب کے معنی اگر احادیث اور آثار سلف وغیرہ سے آنکھیں بند کر کے صرف از روئے لغت کئے جائیں تو مرزا قادیانی اور انکے اذناب کی عنایت سے سارے فرائض سے چھٹی ہو جائے گی۔ بلکہ عجب نہیں کہ خود دین اسلام سے بھی آزادی مل جائے۔ (والعیاذ باللہ تعالیٰ)

لیکن آیات مذکورہ میں صوم وصلواۃ اور حج وغیرہ کے الفاظ سے انکے معنی لغوی کو اس لئے چھوڑا جاتا ہیکہ قرآن عزیز کی دوسری آایت اور احادیث متواترہ اور آثار سلف سے جو تعبیر انکی ثابت ہے اس کے خلاف ہے۔ اور اگر آج کوئی ان آیات کے وہ لغوی معنی بتلا کر لوگوں کو ان فرائض کی پابندیوں سے آزاد کرنا چاہے تو بحمد اللہ مسلمانوں کا ہر جاہل وعالم یہی جواب دے گا "اِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلَاماً" (الفرقان ۶۳)

غرض کوئی جاہل سے جاہل بھی اس قسم کی تحریفات کے ماننے پر تیار نہیں ہوسکتا۔ ٹھیک اسی طرح اگر چہ خاتم بمعنی زینت مجازاً مراد لینا محتمل ہے، لیکن چونکہ یہ احتمال نصوص قرآن وحدیث اور تفاسیر سلف کے خلاف ہے۔ اس لئے اسی طرح مردود اور ناقابل قبول ہوگا، جس طرح صوم، صلواۃ، حج، زکواۃ، وغیرہ ارکان دین کے مشہور لغوی معنی لینا باتفاق مردود ہیں۔

لفظ خاتم کا مرزا قادیانی کے یہاں استعمال

مرزا قادیانی نے سیکڑوں مرتبہ لفظ خاتم استعمال کیا اور ان مقامات کے بغیر جہاں خاتم النبیین کی تفسیر "نبی ساز" کرتے ہیں باقی ہر مقام پر اس لفظ کو "آخری" کے معنوں میں استعمال کیا ہے۔ مثلاً

نمبر ۱ — خدا تعالی نے قرآن شریف میں بارہ موسوی خلیفوں کا ذکر فرمایا۔ جن میں سے ہر ایک حضرت موسی کی قوم میں سے تھا اور تیرواں حضرت عیسی علیہ السلام کا ذکر فرمایا جو موسی کی قوم کا خاتم الانبیاء تھا۔ (تحفہ گولڑویہ خ ص ۱۲۳ ج ۱۷)

نمبر ۲ — "یہ ماننا ضروری ہے کہ وہ (خود مرزا قادیانی) اس امت کا خاتم الاولیا ہے۔ جیسا کہ سلسلہ موسویہ کے خلیفوں میں حضرت عیسیٰ خاتم الانبیاء ہے۔

(تحفہ گولڑویہ خ ص ۱۲۷ ج ۱۷)

کیا یہ عجیب بات نہیں کہ مرزا قادیانی نے لفظ خاتم کو باقی ہر مقام پر آخری کے معنوں میں استعمال کیا ہے۔ لیکن جب خاتم النبیین کی تفسیر کرنے لگا تو کہا "اسی وجہ سے آپ کا نام خاتم النبیین ٹھرا۔ یعنی آپ کی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے۔ اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے۔ (حقیقت الوحی خ ص ۱۰۰ ج ۲۲)

اوراس سے عجب تر یہ ہے کہ جب اپنے آپ کو خاتم الخلفاء والانبیا قرار دیتا ہے تو لفظ خاتم کو پھر ''آخری'' کے مفہوم میں استعمال کرتا ہے۔

ایک شبہ

مرزائیوں کی جانب سے شبہ یہ ڈالا جاتا ہے کہ یہ تحریرات نومبر ۱۹۰۱ء سے پیشتر کی ہیں۔ کہ جس وقت مرزا قادیانی کو نبوت نہیں ملی تھی لہٰذا یہ تمام تحریریں منسوخ کہی جائینگی۔

جواب

نبوت کا دعوی کفر ہے۔ دعوی نبوت کا تعلق عقائد سے ہے اور نسخ عقائد میں جاری نہیں ہوتا، احکام میں ہوتا ہے۔ یہ ناممکن ہے کہ جو بات پہلے کفر کی تھی وہ بعد میں اسلام بن جائے۔ نیز انبیاء کفر سے قبل از نبوت بھی ایسے ہی پاک ہوتے ہیں جیسے بعد از نبوت۔ نیز بد عقل اور بد فہم کبھی نبی نہیں ہوسکتا جبکہ مرزا بد عقل اور بد فہم تھا۔

مرزائی جماعت سے ایک سوال؟

مرزا قادیانی کی ان تمام عبارات سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ دعوی نبوت سے پہلے مرزا قادیانی بھی خاتم النبیین کے معنی وہی سمجھتا تھا جو تیرہ سو برس سے تمام دنیا کے مسلمان سمجھتے چلے آئے۔ اور اب دعوی نبوت کے بعد مرزا قادیانی خاتم النبیین کے دوسرے معنی بیان کرتا ہے جس کی بنا پر نبوت کا جاری ہونا ضروری ہوگیا۔ اور بقول مرزا جس مذہب میں وحی نبوت نہ ہو وہ شیطانی اور لعنتی مذہب کہلانے کا مستحق ہے (براہین احمدیہ حصہ پنجم خ ص ۳۰۶ ج ۲۱) ''جو شخص یہ کہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا وہ دین دین نہیں اور نہ وہ نبی نبی ہے'' (براہین احمدیہ حصہ پنجم خ ص ۳۰۶ ج ۲۱)

اب سوال یہ ہیکہ خاتم النبیین کے کون سے معنی صحیح ہیں پس اگر خاتم النبیین کے جدید معنی صحیح ہیں، تو یہ لازم آئیگا کہ تیرہ سو سال میں جس قدر بھی مسلمان گزر چکے وہ سب کافر اور بے ایمان مرے۔ گویا کہ عہد صحابہ کرامؓ سے لیکر اس وقت تک تمام امت کفر پر گزری اور دعوی نبوت سے پہلے خود مرزا صاحب بھی جب تک اسی سابقہ عقیدہ پر رہے،

کافر رہے اور پچاس برس تک جملہ آیات واحادیث کا مطلب بھی غلط سمجھتے رہے۔ اور تمام امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ جو شخص تمام امت کی تکفیر و تضلیل کرتا، اور احمق و جاہل قرار دیتا ہو وہ بالا جماع کافر اور گمراہ ہے۔ لہٰذا مرزا قادیانی بالا جماع کافر اور گمراہ ٹھہرا۔

اور اگر خاتم النبیین کے پہلے معنی صحیح ہیں جو تمام امت نے سمجھے اور مرزا صاحب بھی دعوی نبوت سے پہلے وہی سمجھتے تھے تو لازم آئے گا کہ پہلے لوگ تو سب مسلمان ہوئے اور مرزا صاحب دعوی نبوت کے بعد سابق عقیدہ کے بدل جانے کی وجہ سے خود اپنے اقرار سے کافر اور مرتد ہو جائیں۔

غرض یہ کہ خاتم النبیین کے جو بھی معنی مراد لئے جائیں مرزا صاحب بہر صورت کافر ہیں۔ اور غباوت اور بدفہمی بھی بہر دو صورت ان کے ساتھ ہے جو نبوت کے منافی ہے۔

تاویل: ۷۔ مرزا صاحب نے نبی بننے کے شوق میں حاشیہ حقیقت الوحی خ ص ۱۰۰ ج ۲۲ میں تو آیت خاتم النبیین کی تحریف کرتے ہوئے آیت کے معنی یہ بتلائے تھے کہ آپ ﷺ کی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے اور آپ ﷺ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے لیکن اس بھی جب کام بنتا نظر نہ آیا تو ایک اور تاویل گھڑی اور حقیقت الوحی خ ص ۳۰ ج ۲۲، پر لکھا کہ ''اور ایک وہی ہے جس کی مہر سے ایسی نبوت بھی مل سکتی ہے''۔

جواب ۱: - ہم اس وقت اس بحث میں نہیں جاتے کہ خاتم النبیین کے یہ معنی لغت اور عربی زبان کے اعتبار سے بھی ہو سکتے ہیں یا نہیں! اور اس بحث کو بھی چھوڑتے ہیں کہ اس نو ایجاد تفسیر کا تو یہ نتیجہ ہے کہ کسی کو نبی بنانا اللہ کے رسول کے ہاتھ میں ہے جس پر آپ ﷺ چاہیں نبوت کی مہر لگا دیں، اللہ کے ہاتھ میں نہیں! مرزا صاحب کی اس غلطی کو بھی نظر انداز کرتے ہیں کہ اس غلطی کی رو سے نبوت ایک اکتسابی چیز بن جاتی ہے! کہ جو کوئی آنحضرت ﷺ کی مکمل پیروی کر لے وہ نبی بن جائے۔

ہاں ہم اس جگہ اس نو ایجاد تفسیر کے اس نتیجہ پر آپ کو متوجہ کرتے ہیں کہ اگر اس کو صحیح مان لیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اس امت میں جتنے زیادہ نبی اور رسول آئیں اتنا ہی حضور ﷺ کا کمال ظاہر ہوگا۔

لیکن تحقیق سے پتہ چلا کہ مرزا صاحب خود بھی اس دروازہ کو اتنا کھولنا نہیں چاہتے کہ اس میں ان کے سوا کوئی دوسرا آ سکے۔ اور تیرہ سو برس میں کبھی ایک شخص کے نبی بننے کے وہ بھی قائل نہیں۔ تو یہ کس قدر عجیب بات ہوگی کہ جس ہستی کو اللہ تعالیٰ نے یہ اعزاز بخشا کہ ان کی توجہ روحانی بقول مرزا ''نبی تراش'' ہو۔ اس کی توجہ روحانی ایک لاکھ سے زائد جاں نثار صحابہ کرامؓ میں سے کسی کو نبی نہ بنا سکی۔ اور پھر انکے بعد جن لوگوں کو آپ ﷺ نے خیر القرون فرمایا ان میں بھی کوئی ایسا نہ نکلا جو آپ ﷺ کی پیروی کر کے آپ ﷺ کی توجہ روحانی سے نبی بن سکتا۔

تیرہ سو برس تک یہ توجہ روحانی معاذ اللہ کوئی کام نہ کر سکی۔ یہاں تک کہ چودھویں صدی میں مرزا نے جنم لیا۔ تو اس توجہ روحانی کا ثمرہ صرف ایک شخص بنا۔ معاذ اللہ، یہ قرآن کی تحریف کے ساتھ خود حضور پاک ﷺ کی کس قدر توہین ہے۔ نعوذ باللہ۔ اور مرزا قادیانی کے بعد پھر آپ ﷺ توجہ روحانی معطل! (جیسا کہ گزشتہ حوالوں سے معلوم ہوئے) نعوذ باللہ۔

جواب ۲- خاتم النّبیین دو الفاظ سے مرکب ہیں۔ خاتم اور النبیین۔ النّبیین جمع ہے نبی کی۔ عربی میں جمع کا اطلاق کم از کم تین پر ہوتا ہے۔ مثلاً کتب، کم از تین کتابیں۔ مساجد کم از کم تین مسجدیں۔ اگر خاتم سے مراد نبی تراش مہر لی جائے تو خاتم النّبیین کی تفسیر ہوگی کہ کم از کم تین نبی بنانے والے مہر۔ لیکن مرزا صاحب اپنی آخری کتابوں میں اعلان کر چکے ہیں کہ وہ امت کے پہلا اور آخری نبی ہیں تو پھر اس جدید اور من گھڑت معنی کا فائدہ ہی کیا نکلا؟

آیت: یَابَنِیٓ آدَمَ اِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ رُسُلٌ مِنْکُمْ

قادیانی: "یَابَنِیْٓ اٰدَمَ اِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ رُسُلٌ مِنْکُمْ یَقُصُّوْنَ عَلَیْکُمْ اٰیٰتِیْ فَمَنِ اتَّقٰی وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ" (اعراف ۳۵)

یہ آیت آنحضرت ﷺ پر نازل ہوئی۔ لہٰذا اس میں حضور ﷺ کے بعد آنے والے رسولوں کا ذکر ہے۔ آپ ﷺ کے بعد بنی آدم کو خطاب ہے لہٰذا جب تک بنی آدم دنیا میں موجود ہیں اس وقت تک نبوت کا سلسلہ جاری رہے گا۔

جواب ۱- اس آیت کریمہ سے قبل اسی رکوع میں تین بار "یابنی آدم" آیا ہے۔ اور اول "یابنی آدم" کا تعلق "اِهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ (البقرۃ ۳۶) سے ہے۔ اِهْبِطُوْا کے مخاطب سیدنا آدم علیہ السلام وسیدہ حواء ہیں۔ لہٰذا اس آیت میں بھی آدم علیہ السلام کے وقت کے اولاد آدم کو مخاطب بنایا گیا ہے۔ پھر زیر بحث آیت نمبر ۳۵ ہے۔ آیت نمبر ۱۰، سے سیدنا آدم علیہ السلام کا ذکر شروع ہے۔ اس تسلسل کے تناظر میں دیکھا جائے تو دو رکوع سے پہلے جو مضمون چلا آرہا ہے اس کی ترتیب وتنسیق خود ظاہر کرتی ہے کہ جب آدم وحوا کو اپنے اصلی مسکن (جنت) سے عارضی طور پر جدا کیا گیا تو انکی مخلصانہ توبہ وانابت پر نظر کرتے ہوئے مناسب معلوم ہوا کہ اس حرمان کی تلافی اور تمام اولاد آدم کو اپنی میراث آبائی واپس دلانے کے لئے کچھ ہدایات دی جائیں۔ چنانچہ ھبوط آدم کا قصہ ختم ہونے کے بعد "یَابَنِیْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَیْكُمْ لِبَاسًا" (اعراف ۲۶) سے خطاب شروع کر کے تین چار رکوع تک انہیں ہدایات کا مسلسل بیان ہوا ہے۔ تو حقیقت میں یہ خطاب اولین اولاد آدم علیہ السلام کو ہے اس پر قرینہ اس کا سباق ہے۔ تسلسل اور سباق آیات کی صراحتہ دلالت موجود ہے کہ یہاں پر حکایت کیا گیا ہے۔

جواب ۲- قرآن مجید کے اسلوب بیان سے یہ بات ظاہر ہے کہ آپ ﷺ کی امت اجابت کو "یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا" سے مخاطب کیا جاتا ہے۔ اور آپ ﷺ کی امت دعوت کو "یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ" سے خطاب ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں کہیں بھی آپ ﷺ کی امت اجابت کو یابنی آدم سے خطاب نہیں کیا گیا۔ یہ بھی اس امر کی دلیل ہے کہ آیت بالا میں حکایت ہے حال ماضیہ کی۔

ضروری وضاحت

ہاں البتہ "یَا بَنِیْٓ اٰدَمَ" کی عمومیت کے حکم میں آپ ﷺ کی امت کے لئے وہی سابقہ احکام ہوتے ہیں۔ بشرطیکہ وہ منسوخ نہ ہو گئے ہوں۔ اور اگر وہ منسوخ ہو گئے یا کوئی ایسا حکم جو آپ ﷺ کی امت کو اس عمومیت میں شمول سے مانع ہو تو پھر آپ ﷺ کی امت کا اس عموم سے سابقہ نہ ہوگا۔

جواب ۳- کبھی قادیانی کرم فرماؤں نے یہ بھی سوچا کہ بنی آدم میں ہندو، عیسائی، یہودی، سکھ، سبھی شامل ہیں۔ کیا ان میں سے نبی پیدا ہو سکتا ہے۔ اگر نہیں تو پھر ان کو اس آیت

کے عموم سے کیوں خارج کیا جاتا ہے؟ ثابت ہوا کہ خطاب عام ہونے کے باوجود حالات وواقعات وقرائن کے باعث اس عموم سے کئی چیزیں خارج ہیں۔ پھر بنی آدم میں تو عورتیں، ہجڑے بھی شامل ہیں۔ تو کیا اس عموم سے ان کو خارج نہ کیا جائے گا؟ اگر یہ کہا جائے کہ عورتیں وغیرہ تو پہلے نبی نہ تھیں اس لئے وہ اب نہیں بن سکتیں تو پھر ہم عرض کرینگے کہ پہلے رسول مستقل آتے تھے، اب تم نے رسالت کو اطاعت سے وابستہ کر دیا ہے۔ تو اس میں ہجڑے وعورتیں بھی شامل ہیں۔ لہٰذا مرزائیوں کے نزدیک عورتیں وہجڑے بھی نبی ہونے چاہئیں۔

جواب ۴- اگر "یَابَنِیْ اٰدَمَ اِمَّایَاتِیَنَّکُمْ رُسُلٌ" سے رسولوں کے آنے کا وعدہ ہے تو "اِمَّایَاتِیَنَّکُمْ مِنِّیْ هُدیً" میں وہی یاتینکم ہے اس سے ثابت ہوا کہ نئی شریعت بھی آسکتی ہے۔ تو مرزائیوں کے عقیدہ کے خلاف ہوا۔ کیوں کہ تمہارے نزدیک تو اب تشریعی نبی نہیں آسکتا۔ کیوں کہ خود مرزا نے کہا "رسول کا لفظ عام ہے جس میں رسول اور نبی اور محدث داخل ہیں" (آئینہ کمالات خ ص ۳۲۲ ج ۵) اگر کہا جائے کہ "قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِیْعاً" قرینہ ہے کہ ھبوط آدم کے وقت کے لئے یہ آیت مخصوص ہے تو ہم عرض کریں گے کہ "یابنی آدم" قرینہ ہے کہ یہ حکم اولین اولاد آدم کو تھا۔ اس میں آپ ﷺ کی امت کو خطاب نہیں کیا گیا۔ بلکہ حکایت حال ماضیہ کی کی گئی ہے۔

جواب ۵:- اما حرف شرط ہے۔ جس کا تحقق ضروری نہیں۔ یاتینکم مضارع ہے اور ہر مضارع کے لئے استمرار ضروری نہیں۔ جیسا کے فرمایا "اِمَّاتَرَیِنَّ مِنَ الْبَشَرِ اَحَداً" (مریم ۲۶) کیا حضرت مریم قیامت تک زندہ رہینگی اور کسی بشر کو دیکھتی رہینگی؟ مضارع اگر چہ بعض اوقات استمرار کے لئے آتا ہے مگر استمرار کیلئے قیامت تک رہنا ضروری نہیں۔ جو فعل دو چار دفعہ پایا جائے اسکے لئے مضارع استمرار سے تعبیر کرنا جائز ہے اس کی ایک مثال گزر چکی[1]

---

[1] اس کی مزید چند مثالیں یہ ہیں (۱) "اِنَّا اَنْزَلْنَا التَّوْرٰةَ فِیْهَا هُدًی وَّنُوْرٌ یَحْکُمُ بِهَا النَّبِیُّوْنَ" مائدہ ۴۴۔ ظاہر ہے کہ تورات کے موافق حکم کرنے والے گزر چکے۔ آپ ﷺ کی بعثت کے بعد کسی کو حتی کے صاحب توراۃ کو بھی حق حاصل نہیں اسکی تبلیغ کا (۲) "وَسَخَّرْنَا مَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ یُسَبِّحْنَ وَالطَّیْرَ" الانبیاء ۷۹۔ تسبیح داؤد کی زندگی تک ہی رہی پھر مسدود ہوگئی مگر ہر جگہ صیغہ مضارع کا ہے۔ (۳) "وَاُوْحِیَ اِلَیَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَکُمْ بِهٖ وَمَنْ بَلَغَ" انعام ۱۹ چنانچہ حضور ﷺ ایک زمانہ تک ڈراتے رہے مگر اب بالواسطہ آپ کی انذار وتبشیر مسدود ہے۔

۶-آیت زیر بحث میں ہے "یَقُصُّوْنَ عَلَیْکُمْ اٰیٰتِیْ" تو معلوم ہوا کہ آنے والے رسول شریعت لائیں گے۔ جیسا کہ مفسرین نے اور بالخصوص امام فخر الدینؒ رازی نے۔ وضاحت کی ہے[1] اور جیسا کہ "نَحْنُ نَقُصُّ عَلَیْکَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ" سے ثابت ہے۔ تو یہ آیت مرزائیوں کے دعوی کے خلاف ہوئی کیونکہ ان کے نزدیک تو اب صاحب شریعت نبی نہیں آئیں گے۔ چنانچہ مرزا صاحب بھی شریعت کے اجرا کے قائل نہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ "میں حضور ﷺ کو خاتم الانبیاء حقیقی معنوں کی رو سے سمجھتا ہوں اور قرآن کو خاتم الکتب تسلیم کرتا ہوں" (سراج منیر خ ص ۶ ج ۱۲)

۷-درمنثور ج ۳ ص ۸۲ میں زیر بحث آیت ھذا لکھا ہے: یَابَنِیْٓ اٰدَمَ اِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ[2] رُسُلٌ مِنْکُمْ الآیة، اخرج ابن جریر عن ابی یسار السلمی فقال ان اللہ تبارک وتعالیٰ جَعَلَ آدم وذریته فی کفه فقال یَابَنِیْٓ اٰدَمَ اِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ رُسُلٌ مِّنْکُمْ یَقُصُّوْنَ عَلَیْکُمْ اٰیَاتِیْ ثم نظر الی الرسل فقال یٰٓاَیُّهَا الرُّسُلُ کُلُوْا مِنَ الطَّیِّبَاتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا

ابی یسار سلمیؓ سے روایت ہے کہ اللہ رب العزت نے سیدنا آدم علیہ السلام اور ان کی جملہ اولاد کو (اپنی قدرت قدرت ورحمت کی) مٹھی میں لیا اور فرمایا "یَابَنِیْٓ اٰدَمَ اِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ رُسُلٌ مِّنْکُمْ ..الآیة پھر نظر (رحمت) رسولوں پر ڈالی تو ان کو فرمایا "یاایها الرسل. الآیه.

غرض یہ کہ عالم ارواح کے واقعہ کی حکایت ہے۔

---

[1] بعض مرزائی جہلاء بحوالہ تفسیر کبیر مغالطہ دیتے ہیں کہ یہاں آیاتی سے مراد صرف قرآن ہے یعنی اب جو نبی آئیں گے وہ غیر تشریعی ہونگے جنکا کام قرآن پڑھ پڑھ کر سنانا ہوگا۔ تو واضح رہے کہ امام رازیؒ نے یہاں تین اقوال ذکر کئے ہیں فَقِیْلَ تِلْکَ الْآیَاتُ هِیَ الْقُرْآنُ وَقِیْلَ الدَّلَائِلُ وَقِیْلَ الْاَحْکَامُ وَالشَّرَائِعُ وَالْاَوْلٰی دُخُوْلُ الْکُلِّ فِیْهِ لِاَنَّ جَمِیْعَ هٰذِهِ الْاَشْیَاءِ اٰیَاتٌ۔ معلوم ہوا کہ امام رازیؒ نے قرآن کے ساتھ تخصیص نہیں کی یہ قادیانی دیانت داری کے دیوالیہ ہونے کی شہادت اور قادیانیوں کا ترا مغالطہ ہے اور بس۔

[2] دھوکے باز مرزائی یہاں پر مضارع اور نون تاکید کے بحث میں الجھا کر بیضاوی کی ایک عبارت نقل کرتے ہیں "اتیان الرسل امر جائز غیر واجب" اور ترجمہ یوں کرتے ہیں "رسولوں کا آنا جائز ہے اگرچہ ضروری نہیں" اس سے معلوم ہوا کہ نبی کا آنا ممکن ہے لیکن اسی کے آگے جملہ "کما ظنه اهل التعلیم" کو چھوڑ دیتے ہیں جس سے صاحب بیضاوی کا مقصد اور مراد واضح ہوتا ہے۔ بہرکیف شہاب علی البیضاوی نے کیا خوب قادیانیوں پر چپت رسید کیا ہے ملاحظہ ہو "ذکره بحرف الشرط. ارسال الرسل لهدایة البشر واقع ولیس بواجب عندنا وقالت الفلاسفة انه واجب علی الله لانه یجب علیه تعالی ان یفعل الاصلح وهم یسمون اهل التعلیم. ولیس المراد بالرسل نبینا ﷺ وبنی آدم امته کما قیل فانه خلاف الظاهر (شہاب علی البیضاوی ص ۱۲۶)

مرزائی عذر

اس آیت میں حضور ﷺ کے زمانہ کے بعد بنی آدم کو ہی خطاب ہے جیسے "یٰبَنِیْ آدَمَ خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ" میں کیونکہ اس میں مسجد کا لفظ ہے اور یہ لفظ محض امت محمدیہ ہی کی عبادت گاہ کے لئے وضع کیا گیا ہے۔

جواب: امم سابقہ کے لئے بھی مسجد کا لفظ استعمال کیا گیا ہے جیسا کہ سورہ کہف میں ہے "قَالَ الَّذِیْنَ غَلَبُوْا عَلٰی اَمْرِھِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَیْھِمْ مَّسْجِدًا" (کہف ۲۱)

بالفرض والتقدیر اگر اس آیت کو اجرائے نبوت کی دلیل مان بھی لیا جائے تب بھی مرزا غلام احمد قیامت کی صبح تک نبی قرار نہیں دیا جا سکتا۔ کیوں کہ وہ بقول خود آدم کی اولاد ہی نہیں اور یہ آیت تو صرف بنی آدم سے متعلق ہے۔ مرزا نے اپنا تعارف بایں الفاظ کرایا ہے۔ ملاحظہ ہو

کرم خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں ☆ ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

(براہین احمدیہ پنجم خ ص ۱۲۷ ج ۲۱)

اب اگر وہ بنی آدم میں سے تھا جیسا کہ ہمارا اسکے بارے میں ابھی تک خیال ہے تو پھر اسنے اپنی آدمیت کا انکار کر کے سفید جھوٹ بولا ہے اور جھوٹا آدمی نبی نہیں ہو سکتا۔ اور اگر وہ واقعی دائرہ آدمیت سے خارج تھا تو پھر یا بنی آدم والی آیت سے اسکی نبوت نہیں ثابت کی جا سکتی۔ اس لئے مرزائیوں کا اس آیت سے اجراء نبوت کی دلیل پیش کرنا سراسر لاحاصل کوشش ہے۔

شعر میں تاویل

مذکورہ بالا شعر میں مرزائی یہ تاویل کرتے ہیں کہ دراصل ہمارے حضرت صاحب بہت ہی منکسر المزاج تھے۔ اس کسر نفسی کی بنا پر انھوں نے یہ شعر کہہ دیا اس سے اپنا تعارف کرانا مقصود نہ تھا۔ لہٰذا یہ شعر ہماری بحث سے خارج ہونا چاہئے۔

تاویل کا تجزیہ

پہلی بات تو یہ ہے کہ کوئی عقل مند آدمی ایسی تواضع نہیں کرتا کہ اپنے آدمی ہونے ہی کا انکار کردے، اور ساتھ میں اپنے کو بشر کی جائے نفرت (شرمگاہ) قرار دے۔ دوسری بات یہ کہ جو شخص متواضع ہوتا ہے وہ ہر جگہ اپنی تواضع اور کسر نفسی کا اظہار کرتا ہے۔ یہ نہیں کہ ایک جگہ اپنے آدمی ہونے کا ہی انکار کردے اور دوسری جگہ اپنے کو دنیا کا سب سے عظیم المرتبت انسان قرار دینے لگے۔ لیکن اس الٹی منطق کا ارتکاب مرزا جی ایک نہیں بے شمار جگہ کرتے ہیں۔ چند ایک انکی نام نہاد تواضع کا نمونہ ملاحظہ فرمایئے۔ جو مرزائیوں کی تاویل کا منہ چڑا رہے ہیں۔ دیکھئے!

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو ۔۔۔ اس سے بہتر غلام احمد ہے[1]

(دافع البلاء، خ ص ۲۴۰ ج ۱۸)

روضہء آدم کے جو تھا نامکمل اب تلک، میرے آنے سے ہوا کامل بجملہ برگ و بار

(براہین پنجم خ ص ۱۴۴ ج ۲۱)

کربلائے ست سیر ہر آنم ☆ صد حسین است در گریبانم
آدم نیز احمد مختار ☆ در برم جامہ ہمہ ابرار
آنچہ داداست ہر نبی را جام ☆ داد آں جام را مرا بتمام
انبیاء گرچہ بودہ اند بسے ☆ من بعرفاں نہ کمترم ز کسے

(نزول المسیح خ ص ۴۷۷ ج ۱۸)

خود ہی سوچئے! کیا کوئی ہوش مند انسان ایسے متکبر اور گھمنڈی کو منکسر المزاج کہہ سکتا ہے؟ مرزا نے کہا، کربالائے ست سیر ہر آنم، تو مرزا کے بیٹے مرزا محمود نے اس پر یہ رنگ چڑھایا:

''حضرت مسیح موعود (مرزا مردود) نے فرمایا کہ میرے گریبان میں سو حسین ہیں۔ لوگ اس کے یہ معنی سمجھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود نے فرمایا کہ میں سو حسین کے برابر ہوں۔

---

[1] استاذ محترم حضرت مولانا محمد حیات صاحب فاتح قادیان نے یہ شعر اس طرح بدلا ہے۔
ابن ملجم کے ذکر کو چھوڑو، اس سے بدتر غلام احمد ہے۔ (اللہ وسایا)

لیکن میں کہتا ہوں کہ اس سے بڑھ کر اس کا مفہوم یہ ہے کہ سو حسین کی قربانی کے برابر میری ہر گھڑی کی قربانی ہے۔ وہ شخص جو اہل دنیا کی فکروں میں گھلا جاتا ہے جو ایسے وقت میں کھڑا ہوتا ہے جبکہ ہر طرف تاریکی اور ظلمت پھیلی ہوئی ہے۔ اور اسلام کا نام مٹ رہا ہے۔ وہ دن رات دنیا کا غم کھاتا ہوا اسلام کو قائم کرنے کے لئے کھڑا ہوتا ہے۔ کون کہہ سکتا ہے کہ اس کی قربانی سو حسین کے برابر نہ تھی۔ یہ تو ادنیٰ سوال ہے کہ حضرت مسیح موعود امام حسین کے برابر تھے یا ادنیٰ۔ (خطبہ محمود مندرجہ اخبار الفضل قادیان ۲۶ جنوری ۱۹۲۶ء)

اب قادیانی بتائیں کہ کیا یہ منکسر المزاجی تھی؟

۲- کرم خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں اگر یہ عاجزی ہے تو تمام مرزائی اجتماعی طور پر مرزا قادیانی کی سنت پر عمل کر کے عاجزی کریں اور اعلان کریں کہ وہ آدم زاد نہیں

۳- ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار،، تو انسان کی جائے نفرت دو مقام ہیں۔ مرزائی وضاحت کریں کہ وہ کون سی جگہ تھا۔ (لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم)

آیت: مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ.

قادیانی-مَنْ یُّطِعِ اللہَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مِنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَاءِ وَالصّٰلِحِیْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیْقًا" (نساء ۶۹)

قادیانیوں کا کہنا ہے کہ جولوگ اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کرینگے وہ نبی ہونگے، صدیق ہونگے، شہید ہونگے، صالح ہونگے۔اس آیت میں چار درجات ملنے کا ذکر ہے اگر انسان صدیق، شہید، صالح بن سکتا ہے تو نبی کیوں نہیں بن سکتا؟ تین درجوں کو جاری مانا اور ایک کو بند مانا تحریف نہیں تو اور کیا ہے۔اور اگر صرف معیت مراد ہو تو کیا حضرت صدیق اکبرؓ حضرت فاروق اعظمؓ صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ ہونگے، بذات خود صدیق اور شہید نہ تھے؟

جواب ۱-آیت مبارکہ میں نبوت ملنے کا ذکر نہیں۔اور نہ ہی کوئی اور درجہ ملنے کا یہاں ذکر ہے یہاں تو محض معیت اور رفاقت کا ذکر ہے کہ اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کرنے والے مذکورہ بالا چار لوگوں کے ساتھ ہونگے۔جیسا کہ آیت کے آخری الفاظ "حَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیْقًا" سے ظاہر ہے۔

جواب ۲ – آیت میں معیت مراد ہے عینیت نہیں معیت فی الدنیا ہر مومن کو حاصل نہیں اس لئے اس سے مراد معیت فی الآخرۃ ہی مراد ہے۔ چنانچہ مرزائیوں کے مسلمہ دسویں صدی کے مجدد امام جلال الدین سیوطیؒ نے اپنی تفسیر جلالین شریف میں اس آیت کا شان نزول لکھا ہے:

قال بعضُ الصحابةِ لِلنبی ﷺ کیف نراکَ فی الجنة وانت فی الدرجات العلی. ونحن اسفل منک فنز ل ومن یطع الله والرسول فیما امر به فاولئک مع الذین انعم الله علیهم من النبیین والصدیقین .افاضل اصحاب الانبیاء لمبالغتهم فی الصدق والتصدیق. والشهداء القتلی فی سبیل الله والصالحین غیر من ذکر وحسن اولئک رفیقاً. رفقاء فی الجنة بان یستمتع فیها برؤیتهم وزیارتهم والحضور معهم وان کان مقرهم فی درجات عالیة (جلالین ص ۸۰)

بعض صحابہ کرام نے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا کہ آپ ﷺ جنت کے بلند و بالا مقامات پر ہونگے اور ہم جنت کے نچلے درجات میں ہونگے، تو آپ کی زیارت کیسے ہوگی؟ تو یہ آیت نازل ہوئی من یطع اللہ والرسول..... یہاں رفاقت سے مراد جنت کی رفاقت ہے کہ صحابہ کرامؓ انبیاء علیہم السلام کی زیارت وحاضری سے فیضیاب ہونگے اگرچہ ان (انبیاء) کا قیام بلند و بالا مقام پر ہوگا۔

اسی طرح امام فخر الدین رازیؒ نے لکھا ہے:

"من یطع الله والرسول ذکرو فی سبب النزول وجوهاالاول روی جمع من المفسرین ان ثوبانؓ مولی رسول الله ﷺ کان شدید الحب لرسول الله ﷺ قلیل الصبر عنه فاتاه یوماوقد تغیر وجهه ونحل جسمه وعرف الحزن فی وجهه فسئله رسول الله ﷺ عن حاله فقال یا رسول الله ما بی وجع غیر انی اذا لم اراک اشتقت الیک واستوحشت وحش شدیدحتی القاک فذکرت الآخرة فخفت ان لا اراک هناک لانی ان ادخلت الجنة فانت تکون فی الدرجات النبیین وانا فی الدرجة العبید فلا اراک وان انا لم ادخل الجنة فحینئذ لا اراک ابدا فنزلت هذه الآیة:من یطع الله .

اس آیت کے کئی اسباب مفسرین نے ذکر کئے ہیں ان میں پہلا یہ ہے کہ حضرت ثوبانؓ جو آنحضرت ﷺ کے آزاد کردہ غلام تھے وہ آپؐ کے بہت زیادہ شیدائی تھے (جدائی) پر صبر نہ کر سکتے تھے ایک دن غمگین صورت بنائے رحمت دو عالم ﷺ کے پاس آئے ان

کے چہرے پر حزن وملال کے اثر تھے۔ آپ ﷺ نے وجہ دریافت فرمائی۔ تو انھوں نے عرض کیا کہ مجھے کوئی تکلیف نہیں۔ بس اتنا ہے کہ آپ ﷺ کو اگر نہ دیکھوں تو اشتیاق ملاقات میں بے قراری بڑھ جاتی ہے۔ آپؐ کی زیارت ہوئی آپؐ نے قیامت کا تذکرہ کیا تو سوچتا ہوں کہ جنت میں داخلہ ملا بھی تو آپ ﷺ سے ملاقات کیسے ہوگی۔ اس لئے کہ آپؐ تو انبیاء کے درجات میں ہونگے۔ اور ہم آپ ﷺ کے غلاموں کے درجہ میں۔ اور اگر جنت میں سرے سے میرا داخلہ ہی نہ ہوا تو پھر ہمیشہ کے لئے ملاقات سے گئے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

معلوم ہوا کہ اس معیت سے مراد جنت کی رفاقت ہے۔ ابن کثیر، تنویر المقیاس، روح البیان میں بھی تقریباً یہی مضمون ہے۔

حدیث نمبر ۱-عن معاذ ابن انسؓ قال قال رسول اللہ ﷺ من قرء الف آیة فی سبیل اللہ کتب یوم القیامة مع النبیین والصدیقین والشهداء والصالحین وحسن اولئک رفیقاً.

حضرت معاذؓ فرماتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص ایک ہزار آیت اللہ (کی رضا) کے لئے تلاوت کرے۔ طے شدہ ہے کہ وہ قیامت کے دن نبیوں، صدیقوں، شہداء وصالحین کے ساتھ بہترین رفاقت میں ہوگا۔

(منتخب کنز العمال برحاشیہ مسند احمد ص ۳۶۳ ج ۱، ابن کثیر ص ۲۳ ج ۱)

حدیث نمبر ۲-"قالَ رسولُ اللهِ ﷺ التاجرُ الصدُوقُ الامینُ مَعَ النبیین والصدیقین والشهداءِ.

آپ ﷺ نے فرمایا کہ سچا تاجر امانت دار (قیامت کے دن) نبیوں، صدیقوں اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔ (منتخب کنز العمال برحاشیہ مسند احمد ص ۲۰۹ ج ۲، ابن کثیر ص ۵۲۳ ج ۱ طبع مصر)

مرزائی بتائیں کہ اس زمانہ میں کتنے امین وصادق تاجر نبی ہوئے ہیں؟

حدیث نمبر ۳-"عن عائشةؓ قالت سمعت رسول اللہ ﷺ یقول ما من نبی یمرض اِلّاخُیِّرَ بین الدنیا والآخرةِ وکان فی شکواهُ الذی قُبِضَ اَخذته مجة شدیدٌ سمعتُه یقولُ مع الذین انعمتَ علیهم مِن النبیین فعلمتُه انَّه خُیِّرَ۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے آپ ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے کہ ہر نبی مرض (وفات) میں اسے اختیار دیا جاتا ہے کہ وہ دنیا میں رہنا چاہتا ہے یا عالم آخرۃ میں۔ جس مرض میں آپ ﷺ کی وفات ہوئی آپ ﷺ اس مرض میں فرماتے تھے "مع الذین انعمت علیهم من النّبیین" اس سے میں سمجھ گئی کہ آپ ﷺ کو بھی (دنیا وآخرۃ میں سے ایک کا) اختیار دیا جارہا ہے۔ (مشکوٰۃ ص ۵۴۷ ج ۲۔ ابن کثیر ص ۵۲۲ ج ۱)

کتب سیر میں یہ روایت موجود ہے کہ آنحضرت ﷺ نے وصال کے وقت یہ الفاظ ارشاد فرمائے "مع الرفیق الاعلی فی الجنة مع الذین انعمت علیهم من النبیین والصدیقین والشهداء والصالحین" (البدایہ والنہایہ ص ۲۴۱ ج ۵) رفیق اعلیٰ کے ساتھ جنت میں انعام یافتہ لوگوں۔ (یعنی انبیا، صدیقین، شہدا، اور صالحین کے ساتھ)۔

معلوم ہوا کہ اس آیت میں نبی بننے کا ذکر نہیں چونکہ نبی تو پہلے بن چکے تھے آپ ﷺ کی تمنا آخرۃ کی معیت کے متعلق تھی۔

ان تمام احادیث میں مع کا لفظ ہے۔ جو معیت کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ انکو عینیت کے معنوں میں لینا ممکن ہی نہیں محض اختصار[1] سے یہ روایات درج کی گئی ہیں۔

درجات کے ملنے کا تذکرہ

قرآن کریم میں جہاں دنیا میں درجات ملنے کا ذکر ہے وہاں نبوت کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ اگرچہ باقی تمام درجات مذکور ہیں جیسے دیکھو!

۱- وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ وَالشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۔ الحدید ۱۹ ۔ اور جو لوگ یقین لائے اللہ پر اور اسکے سب رسولوں پر وہی ہیں سچے ایمان والے اور لوگوں کا احوال بتلانے والے اپنے رب کے پاس۔

---

[1] مزید چند روایتیں حسب ذیل ہیں (۱)۔۔عن انس قال قال رسول الله ﷺ من احبنی کا ن معی فی الجنة، ابن عساکر ص ۱۴۵ ج ۳۔ (۲)۔۔عن عمر ابن مرة الجهنی قال جاء رجل الی النبی ﷺ فقال یا رسول الله ﷺ اشهدت ان لا اله الا الله وانک رسول الله وصلیت الخمس وادیت زکوٰة مالی وصمت رمضان فقال ﷺ من مات علی هذا مع النبیین والصدیقین والشهداء یوم القیامة هکذا ونصب اصبعیه مسند احمد، ابن کثیر ص ۵۲۳ ج ۱ (۳)۔۔قال علیه السلام المرء مع من احب۔ مسند احمد ص ۱۰۴ ج ۳

۲- وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُدْخِلَنَّھُمْ فِی الصّٰلِحِیْنَ. عنکبوت ۹
اور جولوگ یقین لائے اور بھلے کام کیئے ہم ان کو داخل کریں گے نیک لوگوں میں۔

۳- سورہ حجرات کے آخر میں مجاہدین فی سبیل اللہ کو فرمایا "اُولٰٓئِکَ ھُمُ الصّٰدِقُوْنَ".

۴- من یطع اللہ میں من عام ہے۔ جس میں عورتیں بچے بچڑے سب شامل ہیں۔ کیا یہ سب نبی ہو سکتے ہیں؟ اگر نبوت اطاعت کاملہ کا نتیجہ ہے تو عورت کو بھی نبوت ملنی چاہیئے۔ کیونکہ اعمال صالحہ کے نتائج میں مرد و عورت کو یکساں حیثیت حاصل ہے جیسے فرمایا:

"مَنْ عَمِلَ صَالِحاً مِنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی وَھُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْیِیَنَّہٗ حَیٰوۃً طَیِّبَۃً وَلَنَجْزِیَنَّھُمْ اَجْرَھُمْ بِاَحْسَنِ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ "النحل ۹۷۔

کہ کوئی اچھا عمل کرتا ہے مرد یا عورت، اور وہ مومن ہے تو یقیناً اسے ایک پاک زندگی میں زندہ رکھیں گے۔ اور ہم یقیناً انکے بہترین اعمال کے جو وہ کرتے تھے اجر دیں گے۔

کیا اس میں آنحضرت ﷺ کا کمال فیضان ثابت نہ ہوگا کہ عورت جسے کبھی نبوت حاصل نہ ہوئی وہ بھی آپ ﷺ کے طفیل نبوت حاصل کرتی ہے؟ اس سے معلوم ہوا کہ نبوت و رسالت اطاعت کاملہ کا نتیجہ نہیں۔

۵- کیا تیرہ سو سال میں کسی نے حضور ﷺ کی پیروی کی ہے یا نہ؟ اگر اطاعت اور پیروی کی ہے تو نبی کیوں نہ بنے؟ اور اگر کسی نے بھی اطاعت و پیروی نہیں کی تو آپ ﷺ کی امت خیر امت نہ ہوئی بلکہ شر امت ہوگی۔ (نعوذ باللہ) جس میں کسی نے بھی اپنے نبی کی کامل پیروی نہ کی۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ توبہ میں صحابہء کرامؓ کے متعلق خود شہادت دیدی ہے کہ یُطِیْعُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ (توبہ ۷۱) یعنی رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرامؓ اللہ اور اسکے رسول کی کامل اطاعت کرتے ہیں۔ بتاؤ وہ نبی کیوں نہ ہوئے؟۔ اس لئے کہ اگر اطاعت کاملہ کا نتیجہ نبوت ہے تو اکابر صحابہء کرامؓ کو یہ منصب ضرور حاصل ہوتا جنہیں ،،رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ ،، کا خطاب ملا اور یہی رضائے الٰہی سب سے بڑی نعمت ہے چنانچہ فرمایا: ،،وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰہِ اَکْبَرُ ،، توبہ ۷۲

۶- مرزا قادیانی تحریر کرتا ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا وجود ظلی طور پر گویا آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود ہی تھا۔ ایام الصلح خ ص ۲۶۵ ج ۱۴ (۲) صحابہ کرام آنحضرت ﷺ کے

دست وبازو تھے۔ سر الخلافہ ۳۴۱ ج ۸ (۳) صدیق اکبر من بقیہ طینۃ النبی تھے، سر الخلافہ ۳۵۵ ج ۸ (۴) صدیق اکبرؓ آیت استخلاف کا مصداق تھے سر الخلافہ خ ص ۳۵۲ ج ۸ (۵) صحابہ کرام آنحضرت ﷺ کی عکسی تصویریں تھے۔ فتح اسلام خ ص ۲۱ ج ۳۔

سوال یہ ہیکہ جب مرزا قادیانی کے نزدیک صحابہ کرامؓ آنحضرت ﷺ کے رنگ میں رنگے ہوئے تھے اور کامل اتباع کا نمونہ تھے تو وہ نبی کیوں نہ بنے؟

۷- اگر بفرض محال ایک منٹ کے لئے تسلیم کرلیں کہ اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت میں نبوت ملتی ہے تو بھی اس آیت میں تشریعی اور غیر تشریعی کی کوئی تخصیص نہیں۔ تم غیر تشریعی کی کیوں تخصیص کرتے ہو؟ اگر اس آیت میں نبوت ملنے کا ذکر ہے تو آیت میں النّبیین ہے المرسلین نہیں۔ اور نبی تشریعی ہوتا ہے جیسا کہ نبی ورسول کے فرق سے واضح ہے۔ تو اس لحاظ سے تشریعی نبی آنے چاہئیں۔ یہ تمھارے عقیدہ کے بھی خلاف ہوا۔ مرزا کہتا ہے:

''اب میں بموجب آیت کریمہ وَاَمَّا بِنِعْمَتِ رَبِّکَ فَحَدِّثْ اپنی نسبت بیان کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے مجھے اُس تیسرے درجہ میں داخل کر کے وہ نعمت بخشی ہے کہ جو میری کوشش سے نہیں بلکہ شکم مادر میں ہی مجھے عطا کی گئی ہے''

(حقیقت الوحی خ ص ۷۰ ج ۲۲)

اس حوالہ سے تو ثابت ہوا کہ مرزا کو آنحضرت ﷺ کی اتباع سے نہیں بلکہ وہبی طور پر نبوت ملی ہے۔ تو پھر اس آیت سے مرزائیوں کا استدلال باطل ہوا۔

۷- اگر اطاعت کرنے سے نبوت ملتی ہے تو نبوت کسبی چیز ہوئی، حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ''اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَه'' نبوت وہبی چیز ہے جو اسے کسبی مانے وہ کافر ہے۔

نبوت وہبی چیز ہے

۱- علامہ شعرانیؒ الیواقیت والجواہر میں تحریر فرماتے ہیں: ''فَاِنْ قُلْتَ فَهَلِ النُّبُوَّة مكتسبة اوموهوبة فالجواب ليست النبوة مكتسبة حتى يتوسل اليها بالنسك و الرياضات كما ظنه جماعة من الحمقاء..... وقد افتى المالكية وغيرهم بكفر من قال ان النبوة مكتسبة ۔ (الیواقیت ص ۱۶۴، ۱۶۵ ج ۱) کہ کیا نبوت کسبی ہے یا وہبی؟ تو اسکا جواب ہے کہ نبوت کسبی نہیں ہے۔ کہ محنت وکاوش، سے اس تک پہونچا جائے جیسا کہ بعض احمقوں

(مثلاً قادیانی فرقہ، از مترجم) کا خیال ہے۔ مالکی وغیرہ نے کسبی کہنے والوں پر کفر کا فتوی دیا ہے۔

۲- قاضی عیاضؒ شفاء میں لکھتے ہیں:

"من ادعی نبوۃ احد مع نبینا ﷺ او بعدہ .....او من ادعی النبوۃ لنفسہ او جوز اکتسابھا او البلوغ بصفاء القلب الی مرتبتھا ..... وکذا من ادعی منھم انہ یوحی الیہ وان لم یدع النبوۃ .....فھؤلاء کلھم کفار مکذبون للنبی ﷺ لانہ اخبر علیہ السلام انہ خاتم النبیین لانبی بعدی' (شفاء قاضی عیاض ص ۲۴۶، ۲۴۷ ج ۲)

ہمارے نبی ﷺ کی موجودگی میں یا آپ ﷺ کے بعد جو کوئی کسی اور کی نبوت کا قائل ہو یا اس نے خود اپنے نبی ہونے کا دعوی کیا۔ یا پھر دل کی صفائی کی بنا پر اپنے کسب کے ذریعہ نبوت کے حصول کے جواز کا قائل ہوا۔ یا پھر اپنے پر وحی کے اترنے کو کہا۔ اگرچہ نبوت کا دعوی نہ کیا تو یہ سب قسم کے لوگ نبی ﷺ کے دعوی "انا خاتم النبیین" کی تکذیب کرنے والے ہوئے اور کافر ٹھرے۔

ان دونوں روشن حوالوں سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوگئی کہ نبوت کے کسبی ہونے کا عقیدہ رکھنا اپنے اندر تکذیب خدا اور رسول کا عنصر رکھتا ہے۔ اور ایسا عقیدہ کا رکھنے والا مالکیہ و دیگر علماء کے نزدیک قابل گردن زدنی اور کافر ہے۔

مرزا قادیانی خود اقراری ہے کہ نبوت وہبی چیز ہے کسبی نہیں۔ اس نے لکھا ہے:

۱- "اس میں شک نہیں کہ محدثیت محض وہبی چیز ہے۔ کسب سے حاصل نہیں ہوسکتی۔ جیسا کہ نبوت کسب سے حاصل نہیں ہوسکتی" (حمامۃ البشری خ ص ۳۰۱ ج ۷

۲- صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ: اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ جس شخص کو یہ مرتبہ ملا انعام کے طور پر ملا۔ یعنی محض فضل سے نہ کسی عمل کا اجر۔

(چشمہ مسیحی خ ص ۳۶۵ ج ۲۰)

مرزائی عذر-۱

وہبی چیز میں بھی انسان کا دخل ہوتا ہے جیسے اللہ نے فرمایا ہے "يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَاءُ الذُّكُوْرَ" شوری ۴۹۔ بخشتا ہے جسکو چاہے بیٹیاں اور بخشتا ہے جسکو چاہے بیٹے۔ اس میں اگر مرد عورت اکٹھے نہ ہوں تو کچھ نہیں ہوتا۔ معلوم ہوا کہ وہبی چیز میں بھی کسب کو دخل ہے۔

الجواب: -ہاں ٹھیک ہے کہ انسان کا اس عمل میں دخل ہے مگر لڑکا یا لڑکی عطا کرنے میں کسی قسم کا کوئی دخل نہیں ہے۔ چنانچہ بسا اوقات اس اختلاط سے بھی کچھ نہیں ہوتا۔ پڑھئے "وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْماً "(شوریٰ ۵۰)

۸- اگر نبوت ملنے کیلئے اطاعت وتابعداری شرط ہے تو پھر بھی غلام احمد نبی نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ اس نے نبی کریم ﷺ کی کامل اطاعت اور تابعداری نہیں کی جیسے:

۱- مرزا نے حج نہیں کیا۔ ۲- مرزا نے ہجرت نہیں کی۔

۳- مرزا نے جہاد بالسیف نہیں کیا بلکہ الٹا اس کو حرام کہا۔

۴-مرزا نے کبھی پیٹ پر پتھر نہیں باندھے۔

۵- ہندوستان کے قحبہ خانوں میں زنا ہوتا رہا مگر غلام احمد نے کسی زانیہ یا زانی کو سنگسار نہیں کرایا بلکہ اس کے اور اسکے خاندان کے اس فعل قبیح میں ملوث ہونے کے پختہ ثبوت خود قادیانیوں نے ہی جمع کئے ہیں۔

۶- ہندوستان میں چوریاں ہوا کرتی تھیں مگر مرزا جی نے کسی چور کے ہاتھ نہیں کٹوائے ۔بلکہ خود مرزا جی ہی پانچ اور پچاس کا فلسفہ پڑھاتے رہے۔اس عقدہ کو آج تک کوئی مرزائی حل نہیں سکا!

۹- مرزا نے لکھا کہ

"تم پنجوقت نمازوں میں یہ دعا پڑھا کرو کہ اھد نا الصراط المستقیم .....یعنی اے ہمارے خدا اپنے منعم علیہم بندوں کی ہمیں راہ بتا، وہ کون ہے! نبی اور صدیق اور شہید اور صلحاء۔اس دعا کا خلاصہ مطلب یہی تھا کہ ان چاروں گروہوں میں سے جسکا زمانہ تم پاؤ اس کے سایہ صحبت میں آجاؤ" (آئینہ کمالات خ ۶۱۲ ج ۵)

نیز مرزا قادیانی خود تحریر کرتا ہے:

" الا ترىٰ الى قول رسو ل الله ﷺ اذقال ان فى الجنة مكاناً لا يناله الا رجل واحد وارجو ان اكون انا هو فبكى رجل من سماع هذاالكلام وقال يا رسو ل الله ﷺ لا اصبر على فراقك ولا استطيع ان تكون فى مكان وانا فى مكان بعيدعنك محجوباً عن روية وجهك وقال له رسول الله ﷺ انت تكون معى و فى مكانى

(حمامة البشرى خ ص ۲۹۴ ج ۷)

اب صراحۃ مرزا کے کلام سے ثابت ہوا کہ معیت سے مراد معیت فی الجنت ہے اور معیت فی المرتبہ مراد نہیں تا کہ اجراء نبوت کا سوال پیدا ہو۔

۱۰- یہ کہ مرزا قادیانی نے اہل مکہ کے لئے دعاء کی ہے اللہ تعالیٰ تم کو انبیاء ورسل وصدیقین وشہداء اور صالحین کی معیت نصیب کرے۔ جیسے حمامۃ البشریٰ ص خ ص ۳۲۵ ج ۷، میں لکھا ہے: ''نسئله ان يدخلكم في ملكوته مع الانبياء و الرسل و الصديقين والشهداء و الصالحين،، تو کیا اس کا مطلب یہ ہوگا کہ مرزا دعا مانگ رہا ہے کہ اہل مکہ تمام کے تمام انبیاء رسول بن جاویں؟ اگر یہی مراد سمجھی جاوے تو مرزا نے گویا اہل مکہ کے لئے نبوت حاصل کرنے کی دعا کی ہے۔ اور یقیناً اس کی دعا منظور ہوئی ہوگی۔ کیوں کہ مرزا کو خدا نے الہام میں وعدہ کیا ہوا ہے کہ: ''اجيب كل دعائك الافي شركائك'' میں تیری ساری دعائیں قبول کروں گا مگر شرکاء کے بارے میں نہیں۔ (تذکرہ ص ۲۶ طبع سوم) تو پھر یقیناً مکہ والے لوگ نبی ہو گئے ہوں گے؟

عسل مصفی ص ۲۷۰ ج ۱ میں خدا بخش قادیانی نے کتاب ما ثبت بالسنۃ ص ۴۶ شیخ عبدالحق دہلوی سے یہ عبارت نقل کی ہے:

> ماوقع في مرضه انه ﷺ خير عند موته يقول في آخر مرضه مع الذين انعم الله عليهم من النبيين الخ جب حضور ﷺ مریض ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو موت کے وقت، حیات دنیا وآخرت میں اختیار دیا تو آپ ﷺ نے آخری مرض میں یہ آیت پڑھی۔

اس سے یہ بھی ظاہر ہے کہ حضور ﷺ کو کامل نبوت کے حاصل ہونے کے بعد بھی اپنی مرض موت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اختیار دیا گیا تھا، کہ دنیا کے ساتھیوں کی رفاقت پسند کرتے ہیں یا جنت والے ساتھیوں کی۔ اس سے ثابت ہوا کہ ہر دو مقام سے رفاقت مکانی مقصود ہے نہ کہ رفاقت مرتبی۔ کیوں کہ یہ تو آپ ﷺ کو پہلے ہی سے حاصل تھی۔

۱۱- نیز مع کا معنی ساتھ کے ہیں۔ جیسے ''اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا'' اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ،اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا ،مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ، اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصَّابِرِيْنَ''

نیز اگر نبی کی معیت سے نبی ہوسکتا ہے تو سوال یہ ہے کہ کیا خدا کی معیت سے خدا بھی ہوسکتا ہے؟ العیاذ باللہ!

۱۲- یہ دلیل قرآن کریم کی آیت سے ماخوذ ہے۔ اس لئے مرزائی اپنے استدلال کی تائید میں کسی مفسر یا مجدد کا قول پیش کریں۔ بغیر اس تائید کے اس کا استدلال مردود اور من گھڑت ہے۔ اس لئے کہ مرزا نے لکھا ہے:

''جو شخص ان (مجددین) کا منکر ہے وہ فاسقوں میں سے ہے''

(شہادت القرآن خ ص ۳۴۴ ج ۶)

۱۳- اگر مرزائیوں کے بقول اطاعت سے نبوت وغیرہ درجات حاصل ہوتے ہیں تو ہمارا یہ سوال ہوگا کہ یہ درجے حقیقی ہیں یا ظلی، بروزی؟ اگر نبوت کا ظلی، بروزی درجہ حاصل ہوتا ہے جیسا کہ مرزائیوں کا عقیدہ ہے تو صدیق، شہید اور صالح بھی ظلی وبروزی ہونے چاہئیں۔ حالانکہ ان کے بارے میں کوئی ظلی، بروزی ہونے کا قائل نہیں۔ اور اگر صدیق وغیرہ میں حقیقی درجہ ہے تو پھر نبوت بھی حقیقی ہی ماننا چاہیئے۔ حالانکہ تشریعی اور مستقل نبوت کا ملنا خود مرزائیوں کو بھی تسلیم نہیں ہے۔ اس لئے یہ دلیل مرزائیوں کے دعوی کے مطابق نہ ہوئی۔

۱۴- اس آیت سے چار آیت پہلے انبیاء ورسل کے متعلق فرمایا ہے "وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ" سورۃ نساء ۶۴۔ یعنی ہر ایک رسول مطاع اور امام بنانے کے لئے بھیجا جاتا ہے۔ اس غرض سے نہیں بھیجا جاتا کہ وہ کسی دوسرے رسول کا مطیع اور تابع ہو اور آیت "وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ" میں مطیعون کا ذکر ہے۔ اور مطیع کسی بھی صورت میں نبی اور رسول نہیں ہوتا۔ خلاصہ یہ کہ نبی اور رسول مطاع ہوتا ہے مطیع نہیں (فافہم)

۱۵- مرزائی ایک طرف تو دلیل بالا سے یہ بات ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ اطاعت رسول کے ذریعہ سے آدمی درجہ نبوت تک پہنچ سکتا ہے۔ دوسری طرف خود انکے حضرت صاحب نے اس بات کا اقرار واعتراف کیا ہے کہ اطاعت کرنے حتی کہ فنافی الرسول ہو جانے سے بھی نبوت نہیں مل سکتی۔ بس زیادہ سے زیادہ محدثیت کا درجہ حاصل ہوسکتا ہے۔ اس اعتراف کے ثبوت میں چند حوالے پیش ہیں:

حوالہ نمبر ا۔ ''جب کسی کی حالت اس نوبت تک پہونچ جائے (جو اس سے قبل ذکر کی گئی) تو اس کا معاملہ اس عالم سے وراؤ الورا ہو جاتا ہے اور ان تمام ہدایتوں اور مقامات عالیہ کو ظلی طور پالیتا ہے۔ جو اس سے پہلے نبیوں اور رسولوں کو ملے تھے۔ اور انبیاء و رسل کا نائب اور وارث ہو جاتا ہے۔ وہ حقیقت جو انبیا میں معجزہ کے نام سے موسوم ہوتی ہے۔ وہ اس میں کرامت کے نام سے ظاہر ہوتی ہے۔ اور وہی حقیقت انبیاء میں عصمت کے نام سے نامزد کی جاتی ہے۔ اس میں محفوظیت کے نام سے پکاری جاتی ہے۔ اور وہی حقیقت جو انبیا میں نبوت کے نام سے بولی جاتی ہے۔ اس میں محدثیت کے پیرایہ میں ظہور پکڑتی ہے۔ حقیقت ایک ہے لیکن بباعث شدت اور ضعف رنگ کے، انکے نام مختلف رکھے جاتے ہیں۔ اسلئے آنحضرت ﷺ کے ملفوظات مبارکہ ارشاد فرما رہے ہیں کہ محدث، نبی بالقوۃ ہوتا ہے اگر باب نبوت مسدود نہ ہوتا تو ہر ایک محدث اپنے وجود میں قوت اور استعداد نبی ہونے کی رکھتا ہے اور اس قوت اور استعداد کے لحاظ سے محدث کا حمل نبی پر جائز ہے۔ یعنی کہہ سکتے ہیں کہ المحدث نبی جیسا کہ کہہ سکتے ہیں ''العنب خمر نظرا' علی القوۃ والاستعداد ومثل ھذالمحمل شائع متعارف'

(ماہنامہ ریویو آف ریلیجنز جلد ۳ بماہ اپریل ۱۹۰۴ء بعنوان اسلام کی برکات)

اس عبارت سے واضح ہوا کہ ظلی نبوت بھی درحقیقت محدثیت ہی ہے اور کامل اتباع سے جو ظلی نبی بنتا ہے وہ دراصل محدث ہوتا ہے۔ اور یہاں جو محدث پر نبی کا حمل کیا گیا ہے وہ محض استعداد کی بنا پر ہے۔ یعنی اگر دروازہ نبوت بند نہ ہوتا تو وہ بھی نبی بن جاتا۔ جیسا کہ عنب پر خمر کا اطلاق قوت اور استعداد کی بنا پر کیا جاتا ہے۔ لیکن ظاہر ہے کہ اسکا مطلب یہ نہیں کہ جو خمر کا حکم ہے وہ عنب کا بھی حکم ہو۔ بلکہ دونوں کے احکام اپنی جگہ الگ الگ ہیں۔ اسی طرح اگر محدث پر نبی کا اطلاق بلحاظ استعداد کیا جائے گا تو دونوں کے احکام الگ الگ ہونگے۔ نبی کا انکار کفر ہوگا اور محدث کی نبوت کا انکار کفر نہ ہوگا۔ حالانکہ مرزائی اپنے حضرت صاحب (ظلی نبی) کے منکرین کو پکا کافر گردانتے ہیں۔ یہ تو عجیب تضاد ہوا مرزا غلام احمد کچھ کہیں۔ مرزائی کچھ کہیں اور آج کل کے جاہل کچھ کہیں! اسی سے اس لچر عقیدہ کے بطلان کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

حوالہ نمبر۲- مرزا لکھتا ہے ''حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا وجود ظلی طور پر گویا آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود ہی تھا'' (ایام الصلح خ ص ۲۶۵ ج ۱۴)

مرزا کو خود تسلیم ہے کہ حضرت عمرؓ آنحضرت ﷺ کے ظلی وجود تھے۔ پھر بھی وہ نبی نہ بن سکے۔ معلوم ہوا کہ اتباع نبی سے زیادہ سے زیادہ ظلی وجود تو مرزا کے نزدیک ہوسکتا ہے مگر نبوت نہیں مل سکتی۔ ورنہ قادیانی لوگ حضرت عمرؓ کو بھی ظلی نبی تسلیم کریں! ''لو کان بعدی نبی لکان عمرؓ'' حدیث نے عمرؓ کے نبی نہ ہونے کی صراحت کردی۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں ''قال علی الا وانی لست نبی ولا یوحی الی'' (ازالۃ الخفاء ص ۱۳۳) حضرت علیؓ فرماتے ہیں، خبردار! نہ میں نبی ہوں اور نہ میری طرف وحی آتی ہے۔

حوالہ نمبر۳- ''صدہا ایسے لوگ گزرے ہیں جن میں حقیقت محمدیہ متحقق تھی اور عند اللہ ظلی طور پر ان کا نام محمد یا احمد تھا۔ (آئینہ کمالات اسلام خ ص ۳۴۶ ج ۵)

اس عبارت سے یہ بھی پتہ چلا کہ اگر چہ صدہا لوگ ایسے گزر چکے ہیں جنکا نام ظلی طور پر محمد یا احمد تھا مگر پھر بھی ان میں سے نہ کوئی نبی بنا اور نہ کسی نے دعوی نبوت کیا' نہ اپنی الگ جماعت بنائی' اور نہ اپنے منکرین کو کافر اور خارج از اسلام قرار دیا۔ تو عجیب بات ہے کہ اتنے بڑے بڑے متبعین خدا اور رسول تو اس نعمت سے محروم ہی دنیا سے رخصت ہو گئے اور مرزا قادیانی جیسا کوڑھ مغز آدمی ظلی نبی کے ساتھ ساتھ حقیقی نبی بھی بن گیا۔

مرزائی عذر-۲

مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ ..... مع، من کے معنی میں ہے۔ اور مطلب یہ ہے کہ جو اللہ اور رسول کی اطاعت کرے گا وہ منعم علیہم انبیا وغیرہ میں سے ہوگا۔ نہ کہ محض انکے ساتھ ہوگا اور اسکی مثال قرآن کریم میں بھی موجود ہے دیکھئے فرمایا گیا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ،ای من الابرار ''یعنی نیکوں میں سے بنا کر ہمیں وفات دیجئے۔

الجواب:- مرزائی عذر بچند وجوہ باطل ہے۔

الف- پورے عرب میں کہیں بھی مع ،من کے معنی میں استعمال نہیں ہوتا۔ اگر یہ من کے معنی میں آتا تو مع پر من کا دخول ممتنع ہوتا حالانکہ عربی محاوروں میں من کا مع پر داخل ہونا ثابت ہے لغت کی مشہور کتاب المصباح المنیر میں لکھا ہے ''ودخول من نحو جئت من

معه .مع القوم ''لہٰذا معلوم ہوا کہ من کبھی بھی مع کے معنی میں نہیں ہوسکتا۔ ورنہ ایک ہی لفظ کا تکرار لازم آئے گا۔

ب-جب کوئی لفظ مشترک ہو اور دو معنی میں مستعمل ہو تو دیکھا جاتا ہے کہ کون سے معنی حقیقی ہیں اور کون سے معنی مجازی۔ جب تک حقیقت پر عمل کرنا ممکن ہو تو مجاز اختیار کرنا درست نہیں ہوتا۔ یہاں پر بہرحال مع رفاقت کے معنی میں حقیقت ہے۔ اور اس پر عمل کرنا یہاں ممکن بھی ہے۔ کیونکہ اگلے جملہ وَحَسُنَ اُولٰئِکَ رفیقاً سے صاف طور پر رفاقت کے معنی کی تائید ہو رہی ہے۔ لہٰذا مع کو من کے مجازی معنی میں لے جانا ہرگز جائز نہ ہوگا۔

ج-اگر مع کا معنیٰ من لیا جائے تو حسب ذیل آیت کے معنی کیا ہوں گے

۱- اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ،،(بقرۃ ۱۵۳) کیا خدا اور فرشتے ایک ہو گئے۔

۲- لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا،، (توبہ ۴۰) کیا حضور ﷺ حضرت ابوبکرؓ اور خدا ایک ہو گئے۔

۳- ''اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ''(بقرۃ ۱۵۳)

۴- ''مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ''(فتح ۲۹) کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ نعوذ باللہ، اللہ تعالیٰ صابروں کے جز ہیں یا یہ کہ حضرات صحابہ کرامؓ آنحضرت ﷺ میں سے ہیں؟ دیکھئے کس طرح قادیانی تنکوں کا پل بناتے ہیں اور پھر اس پر زندہ ہاتھی گزارنے کی کوشش کرتے ہیں۔

د-اگر بالفرض یہ تسلیم کرلیا جائے کہ مع بھی کبھی من کے معنی میں استعمال ہوا ہے یا ہوتا ہے تو اس سے یہ کیسے لازم آیا کہ آیت مبحوث عنہا میں بھی مع، من کے معنی میں ہے۔ کیا کسی مفسر یا مجدد نے یہاں پر مع کے بجائے من کے معنی مراد لیے ہیں؟۔

ہ-مع، من کے معنی میں ہونے پر مرزائی جو آیات قرآنیہ تلبیس ومغالطہ کے لئے پیش کرتے ہیں۔ ان میں سے کسی ایک آیت میں بھی مع، من کے معنی میں نہیں۔ ہمارے اور مرزائیوں کے معتبر مفسر امام رازیؒ (جو مرزئیوں کے نزدیک چھٹی صدی کے مجدد ہیں (عسل مصفی ص ۱۶۴ ج ۱) نے آیت وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ کی تفسیر فرماتے ہوئے مرزائیوں کے سارے کھروندے کوز میں بوس کر دیا ہے۔ اور انکی رکیک تاویل کی دھجیاں اڑا دی ہیں۔ وہ فرماتے ہیں:

,,وفاتهم معهم هی ان یموتوا علی مثل اعمالهم حتی یکونوا فی درجاتهم یوم القیامة قد یقول الرجل انا مع الشافعی فی هذه المسئلة ویرید به کونه مساویا له فی ذالک الاعتقاد" تفسیر کبیر ص۱۸۱ ج۳،،۔

ان کا ان (ابرار) کے ساتھ وفات پانا اس طرح ہوگا کہ وہ ان نیکوں جیسے اعمال کرتے ہوئے انتقال کریں تا کہ قیامت کے دن ان کا درجہ پالیں۔ جیسے کبھی کوئی آدمی کہتا ہے کہ میں اس مسئلہ میں شافعیؒ کے ساتھ ہوں اور مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس کا اعتقاد رکھنے میں وہ اور امام شافعیؒ برابر ہیں۔ نہ یہ کہ وہ درجہ میں امام شافعیؒ تک پہنچ گیا۔

مرزائی عذر-۳

مرزائیوں نے اپنے باطل استدلال کی تائید کے لئے جھوٹ کا پلندہ تیار کیا ہے اور مشہور امام لغت راغب اصفہانیؒ کے کندھے پر رکھ کر بندوق چلانے کی ناکام کوشش کی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ امام راغبؒ کے ایک قول سے انکے بیان کردہ معنی کی تائید ہوتی ہے وہ عبارت یہ ہے۔

"قال الراغب :ممن انعم علیهم من الفرق الاربع فی المنزلة والصواب النبی بالنبی والصدیق بالصدیق والشهید بالشهید والصالح بالصالح واجاز الراغب ان یتعلق من النبی بقوله ومن یطع الله والرسول ای من النبیین ومن بعدهم (بحرالمحیط للعلامہ اندلسی ص۲۸۷ ج۳)

اس تحقیق سے معلوم ہوا م کہ من النبیین ،انعم الله علیهم سے نہیں بلکہ ومن یطع الله سے متعلق ہے۔ لہٰذا آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ نبیوں وغیرہ میں سے جو اللہ اور رسو کی اطاعت کرے گا وہ منعم علیہم کے ساتھ ہوگا اور یہاں یطع مضارع کا صیغہ ہے جو حال و مستقبل دونوں کے لئے بولا جاتا ہے۔ لہٰذا ضروری ہوا کہ اس امت میں بھی کچھ نبی ہونے چاہئیں جو رسولوں کی اطاعت کرنے والے ہوں۔ اگر نبوت کا دروازہ بند ہوگا تو اس آیت کے مطابق کون سا نبی ہوگا جو رسول اللہ کی اطاعت کرے گا؟

ڈھول کا پول

مرزائیوں نے مذکورہ عبارت پیش کر کے انتہائی دجل وفریب کا مظاہرہ کیا ہے۔ یہ

حوالہ علامہ اندلسی کی تفسیر البحر المحیط سے ماخوذ ہے۔ مگر انہوں نے اس قول کو نقل کر کے اپنی رائے اس طرح بیان فرمائی ہے:

"وهذا وجه الذى هو عنده ظاهر فاسد من جهة المعنى ومن جهة النحو.

تفسیر البحر المحیط ص ۲۸۷ ج ۳ بیروت، معنی اور نحو کے لحاظ سے یہ بات فاسد ہے۔

لہٰذا معلوم ہوا کہ یہ قول بالکل مردود اور ساقط الاستدلال ہے۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ امام راغبؒ کی کسی کتاب میں اس طرح کی عبارت نہیں ملتی۔ انکی طرف یہ قول منسوب کرنا صحیح نہیں ہے۔ انکی طرف قول بالا کی غلط نسبت ہونے پر ہمارے پاس دو قرینہ موجود ہیں۔ دیکھئے:

پہلا قرینہ

امام راغب اصفہانیؒ نے صدیقین کی تفسیر میں ایک رسالہ تصنیف فرمایا ہے۔ جس کا نام الذریعہ الی مکارم الشریعہ ہے۔ آیت "ومن یطع اللہ والرسول... الخ" کا تعلق بھی اسی مضمون سے ہے اگر بالفرض امام راغبؒ کا وہ مسلک ہوتا جو بحر محیط میں نقل کیا ہے تو اس کتاب میں ضرور نقل کرتے۔ لیکن پوری کتاب میں کہیں اشارۃً وکنایۃً بھی اس کا ذکر نہیں ہے۔

دوسرا قرینہ

اگر اس طرح کی عبارت امام راغبؒ کی کسی کتاب میں ہوتی تو مرزائی مناظرین امام راغبؒ کی اسی کتاب سے حوالہ دیتے اور وہیں سے نقل کرتے کہ دلیل پختہ ہوتی۔ لیکن وہ لوگ تو بحر محیط کی ایک عبارت لے کر لکیر پیٹتے رہتے ہیں۔ کیونکہ اس کا اصل ماخذ کہیں ہے ہی نہیں۔

۱۶- اگر درجے ملنے کا ذکر ہے تو بترتیب حاصل ہونے چاہئیں پہلے صدیق پھر شہید پھر صالح۔

مرزائی عذر-۴

مع، بمعنی من ہے۔ ابلیس کے متعلق ایک جگہ فرمایا: "اَنْ یَّکُوْنَ مَعَ السّٰجِدِیْنَ. (الحج) دوسری جگہ فرمایا: "لَمْ یَکُنْ مِّنَ السّٰجِدِیْنَ. (اعراف ۱۱)

جواب: - ابلیس نے تین گناہ کئے تھے، ۱۔ تکبر کیا تھا۔ اس کا ذکر سورۃ ص کے آخری رکوع میں ہے: "کُنْتُ مِنَ الْعَالِیْنَ"، ۲۔ سجدہ نہ کر کے اللہ تعالیٰ کے حکم کی خلاف

ورزی کی۔اسکا بیان سورۃ اعراف کے دوسرے رکوع میں ہے "لم یکن من الساجدین"
۳۔اس نے جماعت ملائکہ سے مفارقت کی تھی۔اس کا بیان سورۃ حجر کے تیسرے رکوع میں ہے "اَنْ یَّکُوْنَ مَعَ السَّاجِدِیْنَ."

پس مع ہرگز من کے معنوں میں نہیں بلکہ دونوں کے فائدے الگ الگ اور جداگانہ ہیں۔جیسا کہ ظاہر ہیں۔

مرزائی عذر-۵

"اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوا وَاَصْلَحُوْا وَاعْتَصَمُوْا بِاللّٰہِ وَاَخْلَصُوْا دِیْنَھُمْ لِلّٰہِ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَسَوْفَ یُؤْتِ اللّٰہُ الْمُؤْمِنِیْنَ اَجْرًا عَظِیْمًا". (نساء،۱۴۶) کیا توبہ کرنے والے مومن نہیں، مومنوں کے ساتھ ہونگے۔کیا ان کو اجر عظیم عطا نہ ہوگا؟

جواب: -حقیقت یہ ہے کہ مومنین پر الف لام عہد کا ہے اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو شروع سے خالص مومن ہیں ان سے کبھی نفاق سرزد نہیں ہوا، ان کی معیت میں وہ لوگ جنت میں ہونگے جو پہلے منافق تھے پھر توبہ کر کے مخلص مومن بن گئے۔پس ثابت ہوا کہ مع اپنے اصل معنی، مصاحبت کے لئے آیا ہے نہ کہ بمعنی من۔

آیت: یٰٓاَیُّهَا الرُّسُلُ کُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ

قادیانی:-یٰٓاَیُّهَا الرُّسُلُ کُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحاً. (مومنون ۵۱) یہ آیت آپ ﷺ پر نازل ہوئی حضور ﷺ واحد ہیں اور رسل جمع کا صیغہ ہے۔ پس ثابت ہوا کہ حضور ﷺ اور آپ ﷺ کے بعد آنے والے رسول مراد ہیں۔ جن کو یہ حکم ہے کہ میرے رسولو! پاک چیزیں کھاؤ اور نیک عمل کرو۔ ورنہ کیا خدا تعالیٰ وفات شدہ رسولوں کو حکم دے رہا ہے؟ کہ اٹھو پاک کھانے کھاؤ اور نیک کام کرو۔ (احمدیہ پاکٹ بک ص ۴۶۷)

تبلیغی پاکٹ کے مصنف سے زیادہ ایک مرزائی سردار عبدالرحمٰن مہر سنگھ نے کمال کیا ہے۔ اس نے بھلوال ضلع سرگودھا سے ایک اشتہار نکالا ہے۔ جس کے جواب کے لئے بیس ہزار انعامی چیلنج کا اعلان ہے۔ اشتہار کا عنوان ہے ''پاک محمد نبیوں کا بادشاہ'' اس میں اجراء نبوت کے دلائل دیتے ہوئے مندرجہ بالا آیت بھی پیش کی ہے۔ جس کی تمہید اس نے اس

طرح ذکر کی ہے کہ ''آنحضرت ﷺ سے پیشتر کے انبیاء کی طرز زندگی خوراک، پوشاک وغیرہ سادہ ہوا کرتی تھی۔ اکثر نبی، جو، اور کھجور پر گزارہ کرلیا کرتے تھے مگر زمانہ مستقبل میں آنے والے رسولوں کو فرمایا "یٰٓاَیُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ" اے آنے والے رسولو! تمھارے زمانہ میں بے شمار پیسٹری اور مٹھائیاں اور نفیس اکل وشرب کی چیزیں تیار ہونگی۔ پر تم ان میں سے پاک اور صاف اور ستھری چیزیں کھایا کرنا جو کچھ تم کرو گے میں خوب جانتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کو معلوم تھا کہ زمانہ مستقبل میں گونا گوں مٹھائیاں اور ٹوسٹ تیار ہونگے۔ یہ حکم حضورؐ، حضرت آدم، نوح، ابراہیم، یوسف، ادریس علیہم السلام کے لئے نہیں دیا گیا تھا کہ قبروں سے اٹھو اور نہا دھو کر پاک اور طیب چیزیں کھایا کرو۔ کیوں کہ وہ ہزاروں سال سے بہشت میں مزے کر رہے ہیں۔ پس یہ حکم آنیوالے امتی نبیوں کے متعلق آنحضرت ﷺ پر نازل ہوا تھا۔ (اشتہار مذکورہ ص ۲)

جواب نمبر ۱- سورۃ مومنون کے دوسرے رکوع سے اس آیت کریمہ تک انبیاء سابقین کا ذکر ہے۔ سب سے آخر میں حضرت مسیح علیہ السلام کا ذکر ان الفاظ میں فرمایا "وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗٓ اٰيَةً وَّاٰوَيْنٰهُمَآ اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ" مومنون ۵۰ [1] اس سے اگلی آیت نمبر ۵۱، میں فرمایا "يٰٓاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا۔ [2] اگلی آیت نمبر ۵۲ میں فرمایا: "وَاِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ [3] (المؤمنون ۵۲)

ان آیات میں حکایت ماضیہ کے ضمن میں یہ بتلانا مقصود ہے کہ پاک چیزیں، نفیس اشیاء کا استعمال کرو۔ وَاِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً، یعنی اصول دین کا طریق کسی شریعت میں مختلف نہیں ہوا گویا انبیاء کرام علیہم السلام کو اپنی امتوں کے لئے نمونہ بننے کے لئے رزق حلال وطیب اور اپنا کردار صالح اپنانے کا ارشاد ہو رہا ہے۔ تو اصل حکم امتوں کو دینا مقصود ہے۔

ترجمہ [1] ہم نے مسیح علیہ السلام اور انکی والدہ کو بڑی نشانی بنایا۔ اور ہم نے ان دونوں کو ایک ایسی بلند زمین پر لیجا کر پناہ دی جو بوجہ غلات میوہ جات ہونے کے ٹھہرنے کے قابل اور شاداب تھی۔

ترجمہ [2] اے میرے پیغمبرو! تم اور تمہاری امتیں نفیس چیزیں کھاؤ اور نیک عمل کرو۔ اور میں تم سب کے کئے ہوئے کاموں کو خوب جانتا ہوں۔

ترجمہ [3] اور ہم نے ان سب سے یہی کہا ہے تمھارا طریقہ وہ ایک ہی طریقہ ہے (اور حاصل اس طریقہ کا یہ ہے کہ) میں تمھارا رب ہوں۔ سو تم مجھ سے ڈرتے رہو۔

قرینہ آیت نمبر ۵۴ ہے جس میں فرقہ بازی کے ارتکاب پر تنبیہ کی گئی ہے۔ ظاہر ہے کہ تفرقہ کا شکار امت ہوتی ہے نہ کہ انبیاء علیہم السلام۔ فافهم و كن من الشاكرين۔

۲- عن ابی هریرةؓ قال قال رسو ل الله ﷺ ان الله طيب لايقبل الاطيباًو ان الله امر المومنين لما امر به المرسلين .فقال ياايها الرسل كلو من الطيبات واعملو ا صالحاً وقال الله تعالى ياايها الذين آمنوا كلوا من الطيبات ما رزقناكم

حضرت ابوھریرہؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ پاک ہے اور سوائے پاکیزگی کے کچھ قبول نہیں کرتا۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے مومنین کو وہی حکم دیا ہے جو اس نے انبیاء کرام کو دیا تھا۔ کہ اے رسولو! کھاؤ پاک چیزیں اور عمل صالح کرو۔ اور ایسا ہی مسلمانوں کو فرمایا اللہ تعالیٰ نے اے ایمان والو! کھاؤ پاک رزق سے جو میں نے تمھیں عطا کیا ہے۔

(مسلم شریف کتاب البیوع۔ باب الکسب وطلب الحلال مسند احمد ص ۳۲۸ ج ۲۔ ابن کثیر ص ۲۴۷ ج ۳)

اب نفس آیت کے مفہوم کو سمجھیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم اور ان کے صاحبزادے کو ایک اونچے محفوظ مقام، شاداب جگہ پر جگہ دی۔ اس واقعہ کے بیان کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ (حضرت مسیح ہوں یا اور رسول) ہم نے ان سب کو حکم دیا تھا کہ پاک چیزیں کھاؤ اور اچھے عمل کرو جو کچھ تم کرتے ہو میں اسکو جانتا ہوں۔ یہ سب لوگ امۃ واحدہ تھے۔ اور میں تم سب کا رب ہوں اور مجھ سے ڈرو۔ مگر اس تاکید کے بعد بھی انبیاء کے متبعین نے دین الٰہی میں پھوٹ ڈال دی اور ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ اور ہر فرقہ اپنی اپنی جگہ خوش وخرم ہے کہ ہم حق پر ہیں "فَتَقَطَّعُوْا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ زُبُرًا كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ :(مومنون ۵۳) آگے آپ ﷺ کو حکم ہے کہ "فَذَرْهُمْ فِيْ غَمْرَتِهِمْ" (مومنون ۵۴) ان کو اس مدہوشی میں چھوڑ دیں وقت معین تک۔ یعنی موت تک یا قیامت تک کہ بالآخر میرے پاس آئیں گے۔ اپنے کئے کی پائیں گے (معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کے بعد قیامت تک نبوت نہیں) اسی لئے تو آپ ﷺ نے فرمایا "اَنَا و الساعةُ كهاتَيْنِ"

غرض یہ کہ آیات اپنے مطلب کو صاف صاف ظاہر کر رہی ہیں کہ یہ امر ہر ایک رسول کو اپنے اپنے وقت پر ہوتا رہا ہے فتقطعوا کی آیت نے تو بالکل بات واضح کر دی کہ ان امتوں کا ذکر ہے جن پہلے امتوں نے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا تھا۔ گذشتہ واقعہ کی خبر وحکایت بیان کی گئی ہے نہ کہ آنے والے رسولوں کا ذکر ہے؟

۳- مرزا صاحب آنحضرت ﷺ کے بعد صرف ایک ہی رسول یعنی اپنے آپ کو ہی صحیح مانتے ہیں۔ اسی طرح مرزا محمود اور بشیر احمد بھی آپ ﷺ کے بعد صرف ایک ہی نبی یعنی مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت کے قائل ہیں۔ تو پھر ایک کیلئے ''یا ایہا الرسل'' جمع کا صیغہ کیوں استعمال کیا گیا؟ علاوہ ازیں اگر یہ کہا جائے کہ اس آیت میں آنحضرت ﷺ اور بعد والا مرزا بھی معاذ اللہ مراد ہے تو پھر بھی یہ تثنیہ کا صیغہ چاہئے تھا نہ کہ جمع کا۔ الغرض کسی بھی احتمال پر قادیانی مفہوم صحیح ثابت نہیں ہوسکتا۔

نوٹ- حضرت ابو یسار سلمی کی روایت "یابنی آدم" کی بحث میں گذر چکی ہے۔ وہ اس مسئلہ پر ضرور دیکھ لی جائے۔

آیت: اَنْ لَّنْ یَّبْعَثَ اللّٰہُ اَحَداً

قادیانی:- "وَانَّھُمْ ظَنُّوْا کَمَا ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ یَّبْعَثَ اللّٰہُ اَحَدًا" . جنے پہلے بھی کہتے تھے اللہ کسی کو مبعوث نہ کریگا۔ اب بھی کہتے ہیں یہ پرانی بات ہے نئی بات نہیں۔

جواب ۱- اس میں بعثت انبیاء کا ذکر نہیں بلکہ کفار کے بقول قیامت کے دن دوبارہ پیدا ہونے کا انکار ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کسی کو کھڑا نہ کریگا۔ اس آیت کی وضاحت دوسری جگہ موجود ہے: "زَعَمَ الَّذِیْنَ کَفَرُوا اَنْ لَّنْ یُّبْعَثُوْا . قُلْ بَلٰی وَرَبِّی لَتُبْعَثُنَّ" (تغابن ۷). تو انکا انکار بعث بعد الموت سے ہے۔

۲- قادیانی تحریف بھی بفرض محال تسلیم کر لیجائے تو بھی انکا مدعا ثابت نہیں ہوتا کیونکہ یہ قول کفار ہے یہ کافر جنوں کا ظن تھا۔ جو غلط ہے۔ یہ خدائی فیصلہ نہیں۔ خدائی فیصلہ اب ختم نبوت کا ہے۔ کافر جنات کے قول غلط سے استدلال کر کے قادیانی کافر کی جھوٹی اور غلط نبوت کو ثابت کرنا۔ خدا تعالیٰ مرزائیوں کو مبارک کرے۔

۳- جس وقت ان لوگوں نے کہا کہ اب کوئی نبی مبعوث نہیں ہوگا۔ اس وقت نبوت جاری تھی۔ اب نبوت ختم ہے۔ جب جاری تھی تو اس کو بند کہنے والے کافر تھے۔ اب جب بند ہے تو اس کو جاری کہنے والے کافر ہونگے۔

آیت: وَاٰخَرِینَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ. (جمعۃ ۳)

قادیانی - ''طائفہ قادیانیہ چونکہ ختم نبوت کا منکر ہے۔ اس لئے قرآن مجید کی تحریف کرتے ہوئے آیت ''هُوَالَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَ یُزَكِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ وَّاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ. جمعہ ۳۰۲'' کو بھی ختم نبوت کی نفی کیلئے پیش کر دیا کرتے ہیں۔ طریق استدلال یہ بیان کرتے ہیں کہ جیسے امیین میں ایک رسول عربی ﷺ مبعوث ہوئے تھے اس طرح بعد کے لوگوں میں بھی ایک نبی قادیان میں پیدا ہوگا۔ (معاذ اللہ)

جواب: ۱- مرزا قادیانی تحریر کرتا ہے ''خدا وہ ہے جس نے امیوں میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب وحکمت سکھلاتا ہے۔ اگرچہ پہلے وہ صریح گمراہ تھے اور ایسا ہی وہ رسول جو ان کی تربیت کر رہا ہے۔ ایک دوسرے کی بھی تربیت کریگا جو انہی میں سے ہو جاویں گے''

گویا تمام آیت معہ اپنے الفاظ مقدرہ کے یوں ہے۔ ''هُوَالَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَكِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ وَّاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ'' یعنی ہمارے خالص اور کامل بندے بجز صحابہ کرامؓ کے اور بھی ہیں جن کا گروہ کثیر آخری زمانہ میں پیدا ہوگا۔ اور جیسے نبی کریم ﷺ نے صحابہ کی تربیت فرمائی۔ ایسا ہی آنحضرت ﷺ اس گروہ کی بھی باطنی طور پر تربیت فرمائیں گے۔

(آئینہ کمالات اسلام خ ص ۲۰۸، ۲۰۹ ج ۵)

ماحصل عبارت کا یہ ہے کہ بہ اقرار مرزا قادیانی اس آیت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آخرین منھم میں بھی کوئی نبی مبعوث ہوگا۔ بلکہ وہ آیت کا مطلب یہ بتاتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے جیسے پہلے لوگوں کی تعلیم وتربیت کا انتظام اپنے ذمہ رکھا تھا ویسے ہی بعد کے لوگوں کی تعلیم وتربیت بھی آنحضرت ﷺ ہی فرمائیں گے۔ نہ یہ کہ کوئی اور نبی آئے گا جو قادیان سے پیدا ہو کر ان کا ذمہ دار ہو اور وہ ان کا نبی بنے گا۔

۲- بیضاوی شریف میں ہے ''وآخرین منهم عطف علی الامیین او المنصوب فی یعلمهم وهم الذین جاء وا بعد الصحابة الی یوم الدین فان دعوته وتعلیمه یعما

لجمیع" آخرین کا عطف اُمِیّین یایُعَلِّمُھُمْ کی ضمیر پر ہے۔اوراس لفظ کا زیادہ کرنے سے آنحضرت ﷺ کی بعثت عامہ کا ذکر کیا گیا۔کہ آپ ﷺ کی تعلیم ودعوت صحابہؓ اوران کے بعد قیامت کی صبح تک کے لئے عام ہے۔

خود آنحضرت ﷺ بھی فرماتے ہیں:انا نبی من ادرک حیاً ومَنْ یُوْلَدُ بعدی،، صرف موجودین کے لئے نہیں بلکہ ساری انسانیت اور ہمیشہ کے لئے ہادی ﷺ برحق ہوں۔

۳- القرآنُ یُفَسِّرُ بعضہ بعضاً کے تحت دیکھیں تو یہ آیت کریمہ دعائے خلیل کا جواب ہے سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے بیت اللہ کی تعمیر کی تکمیل پر دعاء فرمائی تھی "رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْھِمْ رَسُوْلاً مِّنْھُمْ یَتْلُوْ عَلَیْھِمْ اٰیٰتِکَ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتَابَ وَالْحِکْمَۃَ وَیُزَکِّیْھِمْ .بقرۃ ۱۲۹۔

اب زیر بحث آیت "ھُوَالَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلاً مِّنْھُمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ وَ یُزَکِّیْھِمْ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتَابَ وَالْحِکْمَۃَ وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ وَّاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ. (جمعہ۳۰۲) میں اس دعا کی اجابت کا ذکر ہے۔کہ دعائے خلیل کے نتیجہ میں وہ رسول معظم ان امیوں میں مبعوث فرمایا لیکن صرف انھیں کے لئے نہیں بلکہ جمیع انسانیت کے لئے جو موجود ہیں انکے لئے بھی جو ابھی موجود نہیں ہیں لیکن آئیں گے قیامت تک، سبھی کے لئے آپ ﷺ ہادی برحق ہیں جیسے ارشاد باری تعالی ہے "یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعاً" (اعراف۱۵۸) یا آپ ﷺ کا فرمانا"انی ارسلتُ اِلی الخلقِ کافۃً" لہٰذا مرزا قادیانی دجال قادیان اوراسکے چیلوں کا اسکو حضور ﷺ کی دو بعثتیں قرار دینا۔یا نئے رسول کے مبعوث ہونے کی دلیل بنانا سراسر دجالیت ہے۔پس آیت کریمہ کی رو سے مبعوث واحد ہے اور مبعوث الیہم موجود وغائب سب کے لئے بعثت عامہ ہے۔

۴- رسولاً پر عطف کرنا صحیح نہیں ہوسکتا۔کیوں کہ جو قید معطوف علیہ میں مقدم ہوتی ہے اس کی رعایت معطوف میں بھی ضروری ہے چونکہ رسولاً معطوف علیہ ہے فی الامیین مقدم ہے۔ اس لئے فی الامیین کی رعایت وآخرین منہم میں بھی کرنی پڑے گی۔پھر اس وقت یہ معنی ہونگے کہ امیین میں اور رسول بھی آئیں گے۔کیوں کہ امیین سے مراد عرب ہیں۔جیسا کہ صاحب بیضاویؒ نے لکھا ہے "فی الامیین ای فی العرب لان اکثرھم لا یکتبون ولا

یقرؤن" اور لفظ منہم کا بھی یہی تقاضہ ہے۔ جبکہ مرزا عرب نہیں تو مرزائیوں کیلئے سوائے دجل وکذب میں اضافہ کے استدلال باطل سے کوئی فائدہ نہ ہوا۔

۵- قرآن مجید کی اس آیت میں بعث کا لفظ ماضی کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ اگر رسولاً پر عطف کریں تو پھر بعث مضارع کے معنوں میں لینا پڑیگا۔ ایک ہی وقت میں ماضی اور مضارع دونوں کا ارادہ کرنا ممتنع ہے۔

۶- اب آیئے دیکھئے کہ مفسرین حضرات جو قادیانی دجال سے قبل کے زمانہ کے ہیں۔ وہ اس آیت کی تفسیر میں کیا ارشاد فرماتے ہیں۔

"قال المفسرون هم الاعاجم يعنون به غير العرب اى طائفة كانت قاله ابن عباسؓ وجماعة وقال مقاتل يعنى التابعين من هذه الامة الذين يلحقون باوائلهم وفى الجملة معنى جميع الاقوال فيه كل من دخل فى الاسلام بعد النبى ﷺ الى يوم القيامة فالمراد بالاميين العرب وبالآخرين سواهم من الامم (تفسیر کبیر ص ۴ ج ۳)

حضرت ابن عباسؓ اور ایک جماعت مفسرین کہتے ہیں کہ آخرین سے مراد عجمی ہیں یعنی آپ ﷺ عرب وعجم کے لئے معلم ومربی ہیں) اور مقاتل کہتے ہیں کہ تابعین مراد ہیں سب اقوال کا حاصل یہ ہے کہ امیین سے عرب مراد ہیں اور آخرین سے سوائے عرب کے سب قومیں جو حضور ﷺ کے بعد قیامت تک اسلام میں داخل ہونگے وہ سب مراد ہیں۔

"وهم الذين جاؤا بعد الصحابة الى يوم الدين" تفسیر ابوسعود۔ آخرین سے مراد وہ لوگ ہیں جو صحابہؓ کے بعد قیامت تک آئیں گے (ان سب کے لئے حضور ﷺ ہی نبی ہیں) "هم الذين يا تون من بعدهم الى يوم القيامة (کشاف ص ۱۸۵ ج ۳)

۷- بخاری شریف ص ۷۲۷ ج ۲، مسلم شریف ص ۳۱۲ ج ۲، ترمذی شریف ص ۱۶۷ ج ۲، مشکوٰۃ شریف ص ۵۷۶، پر ہے

"عن ابى هريرة قال كنا جلوساً عند النبى فانزلت عليه سورة الجمعه وآخرين منهم لما يلحقوا بهم قال قلت من هم يا رسول الله فلم يراجعه حتى سئل ثلاثاً وفينا سلمان الفارسى وضع رسول الله ﷺ يده على سلمان ثم قال لو كان الايمان عند الثريا لناله رجال او رجل من هنولاء"

حضرت ابوھریرہؓ فرماتے ہیں ہم نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر باش تھے کہ آپ ﷺ پر سورۃ جمعہ نازل ہوئی۔ وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ تو میں نے عرض کی، کہ یارسول اللہ ﷺ وہ کون ہیں آپ ﷺ نے خاموشی فرمائی۔ حتی کہ تیسری بار سوال عرض کرنے پر آپ ﷺ نے ہم میں بیٹھے ہوئے سلمان فارسیؓ پر ہاتھ رکھ دیا اور فرمایا اگر ایمان ثریا پر چلا گیا تو یہ لوگ (اہل فارس) اس کو پالیں گے۔ (رجال یا رجل کے لفظ میں راوی کو شک ہے مگر اگلی روایت نے رجال کو متعین کر دیا)

یعنی عجم یا فارس کی ایک جماعت کثیرہ جو ایمان کو تقویت دیگی اور امور ایمانیہ میں اعلیٰ مرتبہ پر ہوگی۔ عجم و فارس میں بڑے بڑے محدثین، فقہا، مفسرین، مجددین، صوفیا، اسلام کے لئے باعث تقویت بنے۔ آخرین منہم سے وہ مراد ہیں۔ ابن عباسؓ و ابوھریرہؓ سے لیکر ابوحنیفہؒ تک سبھی اسی رسول ہاشمی ﷺ کے در اقدس کے دریوزہ گر ہیں۔ حاضر و غائب امیین و آخرین سبھی کے لئے آپؐ کا در اقدس وا ہے آئے جس کا جی چاہے۔ اس حدیث نے متعین کر دیا کہ آپؐ کی نبوت عامہ و تامہ وکافتہ ہے۔ موجود و غائب عرب و عجم سبھی کے لئے آپؐ معلم و مزکی ہیں۔ اب فرمایئے کہ آپؐ کی بعثت عامہ کا ذکر مبارک ہے یا کسی اور نئے نبی کے آنے کی بشارت؟ یقیناً نئے نبی کی بشارت کا خیال کرنا باطل و بے دلیل دعوی ہے۔

آیت : وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ .

قادیانی:- کبھی کبھی آیت "وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ" (آل عمران ۸۰) اور آیت "وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ (احزاب ۷) سے استدلال کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سب انبیاء سے حتیٰ کہ آنحضرت ﷺ سے بھی ایک رسول کے آنے کا واقعہ پیش کر کے اس کی تصدیق کرنے کا اور اس رسول کو ماننے کا وعدہ لیا جا رہا ہے۔ وہ رسول کون ہوگا جو سب انبیاء اور آنحضرت ﷺ کے بعد آنے والا ہے وہ مرزا غلام احمد قادیانی ہی ہے۔ نعوذ باللہ۔

جواب نمبر ۱- ہر دو آیات میں جس چیز کا خدا تعالیٰ انبیاء سے وعدہ لے رہے ہیں وہ الگ الگ چیزیں ہیں۔ پہلی آیت لیں تو ایک بہت عظیم الشان نبی کی تصدیق کا وعدہ لیا جا رہا

ہے جو آیت بتلا رہی ہے کہ وہ نبی اعلیٰ منصب رکھتا ہوگا۔ جس کے لئے اللہ تعالیٰ انبیاء کرام سے تاکیدی طور پر اس پر ایمان لانے کا وعدہ لے رہے ہیں۔ اور جس کی امداد کے لئے سخت تاکید فرمائی جارہی ہے۔ وہ تو آنحضرت ﷺ ہی ہو سکتے ہیں۔ مرزا قادیانی جیسے دجال کو اس میثاق و وعدہ کا مصداق ٹھہرانا جس قدر بعید از عقل و نقل ہے اس قدر دنیا میں اور کوئی ظلم ہی نہیں ہوسکتا۔ پھر خود مرزا قادیانی بھی اس ثُمَّ جَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ سے مراد آنحضرت ﷺ کو سمجھتا ہے۔ ملاحظہ ہو:

''اور یاد کر جب خدا نے تمام رسولوں سے عہد لیا کہ جب میں تمہیں کتاب اور حکمت دوں گا۔ اور پھر تمہارے پاس آخری زمانہ میں میرا رسول آئیگا جو تمہاری کتابوں کی تصدیق کرے گا۔ تمہیں اُسپر ایمان لانا ہوگا۔ اور اس کی مدد کرنی ہوگی..... اب ظاہر ہے کہ انبیاء تو اپنے اپنے وقت پر فوت ہو گئے تھے یہ حکم ہر نبی کی امت کے لئے ہے کہ جب وہ رسول ظاہر ہو تو اس پر ایمان لاؤ۔ (حقیقت الوحی خزائن ص ۱۳۳، ۱۳۴ ج ۲۲)

جب مرزا قادیانی نے اس کا مصداق رحمت دو عالم ﷺ کی ذات اقدس کو قرار دیا اور مرزائیوں کی لن ترانی کو مرزا نے درخود اعتنا نہیں سمجھا تو پھر ہم مرزائیوں کو کیوں گھاس ڈالیں؟۔

دوسری آیت میں تبلیغ و اشاعت احکامات الٰہیہ پر وعدہ لئے جانے کا تذکرہ ہے۔

۲- 'ثم جآءَ کم' کے الفاظ قابل غور طلب ہیں۔ ان میں نبی کریم ﷺ کا تمام انبیاء کرام کے بعد تشریف لانے کو ثم کے ساتھ ادا کیا گیا ہے۔ جو لغت عرب میں تراخی کیلئے آتا ہے۔ جب کہا جاتا ہے کہ 'جاء نی القوم ثم عمر' تو لغت عرب میں اس کا یہی مفہوم و معنی سمجھا جاتا ہے کہ پہلے تمام قوم آگئی پھر کچھ تراخی یعنی مہلت کے بعد سب کے آخر میں عمر آیا۔ لھذا ثُمَّ جَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ کے یہ معنی ہونگے کہ تمام انبیاء کے آنے کے بعد سب سے آخر میں آنحضرت ﷺ تشریف لائے۔ یہ تو ختم نبوت کی دلیل ہوئی اور قادیانیت کیلئے نشتر جان!

۳- تمام مفسرین کرام نے "ثُمَّ جَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ" سے مراد رحمت دو عالم ﷺ کو لیا ہے۔ چنانچہ ابن کثیر اور جامع البیان میں حضرت ابن عباسؓ کے حوالہ سے اس کی تفسیر یہ منقول ہے۔

"مابعث الله نبیاًمن الانبیاء الا اخذ علیه المیثاق لئن بعث الله محمداوهو حی لیوء منن به ولینصرنه و آصره ان یاخذ المیثاق علی امة لئن بعث محمد وهم احیاء لیوء منن به ولینصرنه "(ابن کثیر ص ۱۷۷۔ جامع البیان ص ۵۵)

اللہ رب العزت نے جس نبی کو بھی مبعوث فرمایا اس سے یہ عہد لیا کہ اگر تمھاری زندگی میں اللہ نے نبی کریم ﷺ کو مبعوث کیا تو ان پر ضرور ایمان لائیں اور ان کی مدد کریں۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے ہر اس نبی کو (جسے مبعوث کیا) حکم دیا کہ آپ اپنی امت سے پختہ عہد لیں کہ اگر اس امت کے ہوتے ہوئے وہ نبی (آخر الزماں) تشریف لائیں تو وہ امت ضرور ان پر ایمان لائے۔ اور اس کی نصرت کرے۔

رسول کا لفظ نکرہ تھا مگر حضرت علیؓ و ابن عباسؓ نے اس کی تخصیص کر کے اس سے انکار کی گنجائش باقی نہ چھوڑی۔

۴- رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولاً . هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلاً. لَقَدْ جَآءَ كُمْ رَسُوْ لٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ . قَدْ اَنْزَلْنَا اِلَيْكُمْ ذِكْراً رَسُوْلاً ۔

ان آیات میں بھی رسول نکرہ ہے۔ اگر ان کی تخصیص کر کے ان کا مصداق محمد عربی ﷺ کو لیا جاتا ہے تو ''جاء کم رسول'' میں کیوں نہیں لیا جاتا؟

آیت: وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْ قِنُوْنَ

قادیانی اجرائے نبوت کی دلیل میں یہ آیت پیش کرتے ہیں وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْ قِنُوْنَ: بقرہ ۴، یعنی وہ پچھلی وحی پر ایمان لاتے ہیں۔ اس سے حضورؐ کے بعد وحی کا ثبوت ملتا ہے

جواب نمبر ۱- اس جگہ آخرت سے مراد قیامت ہے۔ جیسا کہ دوسری جگہ صراحۃً فرمایا گیا: وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِیَ الْحَيَوَانُ: (عنکبوت ۶۴) آخری زندگی ہی اصل زندگی ہے: ''خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ'' حج دنیا و آخرت میں خائب و خاسر: الْآخِرَةُ اَكْبَرُ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ'' الحاصل قرآن مجید میں لفظ آخرت پچاس سے زائد مرتبہ استعمال ہوا ہے اور ہر جگہ مراد جزا اور سزا کا دن ہے۔ حضرت ابن عباسؓ سے تفسیر ابن جریر ص ۸۱ جلد اول، در منثور کی جلد اول ص ۲۷ پر ہے: عن ابن عباسؓ (وبالآخرة) ای بالبعث والقيامة والجنة و النار و الحساب والميزان:

آیت: وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ

قادیانی اجرائے نبوت کی دلیل میں یہ آیت پیش کرتے ہیں وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ: بقرہ۴، یعنی وہ پچھلی وحی پر ایمان لاتے ہیں۔اس سے حضورؐ کے بعد وحی کا ثبوت ملتا ہے

جواب نمبر۱-اس جگہ آخرت سے مراد قیامت ہے۔جیسا کہ دوسری جگہ صراحۃً فرمایا گیا:وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ :(عنکبوت۶۴) آخری زندگی ہی اصل زندگی ہے: "خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ" جو دنیا وآخرت میں خائب وخاسر:الْآخِرَةُ اَكْبَرُ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ" الحاصل قرآن مجید میں لفظ آخرت پچاس سے زائد مرتبہ استعمال ہوا ہے اور ہر جگہ مراد جزا اور سزا کا دن ہے۔حضرت ابن عباسؓ سے تفسیر ابن جریر ص۸۱ جلد اول، در منثور کی جلد اول ص۲۷ پر ہے: عن ابن عباسؓ (وبالآخرة) ای بالبعث والقيامة والجنة و النار و الحساب والميزان:

۲-تفسیر مرزا قادیانی

طالب نجات وہ ہے جو خاتم النبیین پیغمبر آخر الزماں پر جو کچھ اتارا گیا ہے ایمان لائے "وبالآخرۃ ھم یوقنون اور طالب نجات وہ ہے جو پچھلی آنے والی گھڑی یعنی قیامت پر یقین رکھے اور جزا اور سزا مانتا ہو۔

(الحکم نمبر ۳۴، ۳۵، ج ۸، ۱۰ اکتوبر ۱۹۰۴ء، دیکھو خزینۃ العرفان، مرزا قادیانی ص ۸۷ ج ۱) اسی طرح دیکھو الحکم نمبر ۲، ج ۱۰، ۱۷ جنوری ۱۹۰۶ء ص ۵، کالم ۳،۲)

اس میں مرزا قادیانی نے بالآخرۃ ہم یوقنون کا ترجمہ، اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں کیا ہے۔ اور پھر لکھتا ہے: قیامت پر یقین رکھتا ہوں۔

تفسیر از حکیم نور الدین خلیفہ قادیان:۔

"اور آخرت کی گھڑی پر یقین کرتے ہیں۔ (ضمیمہ بدر مورخہ ۴ فروری ۱۹۰۹ء)

لہٰذا مرزائیوں کا "وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ کا معنی آخری وحی کرنا تحریف وزندقہ ہے۔

۳-قادیانی علم ومعرفت سے معریٰ ہوتے ہیں۔ کیوں کہ خود مرزا قادیانی بھی جاہل محض تھا اسے بھی تذکیر وتانیث واحد وجمع کی کوئی تمیز نہ تھی۔ ایسے ہی یہاں بھی ہے۔ کہ الآخرۃ تو صیغہ مونث ہے جبکہ لفظ وحی مذکر ہے۔ اس کی صفت مونث کیسے ہوگی؟ دیکھئے قرآن مجید میں ہے "اِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ" (عنکبوت ۶۴) دیکھئے دار الآخرۃ مونث واقع ہوئی ہے۔ لھی کی مونث ضمیر آئی ہے۔ اور لفظ وحی کے لئے "وحی، یوحی، مذکر کا صیغہ مستعمل ہے تو پھر کوئی سر پھرا الآخرۃ کو آخری وحی قرار دے سکتا ہے؟ اسی طرح دوسرے کئی مقامات پر الآخرۃ کا لفظ قیامت کے لئے آیا ہے۔ دیکھئے یہاں صرف قیامت ہی کا تذکرہ ہے۔ جس کے لئے ہی ترکیب لائی گئی ہے۔ قادیانی عقل ودانش اور علم وتمیز سے بالکل معریٰ ہوتے ہیں۔ وہ اغراض فاسدہ کے حصول کے لئے اندھے بہرے ہوکر ہر قسم کی تحریف وتاویل اور جہالت وحماقت کا ارتکاب کر گزرتے ہیں۔

آیت: وَجَعَلْنَا فِیْ ذُرِّیَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ

قادیانی:- "وَجَعَلْنَا فِیْ ذُرِّیَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ" (عنکبوت۔۲۷)۔یعنی ہم نے اس ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں نبوت اور کتاب رکھی۔اس سے معلوم ہوا کہ جب تک ابراہیم کی اولاد ہے اس وقت تک نبوت ہے۔

جواب نمبر ۱- اگر اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ نبوت جاری ہے تو کتاب کا نزول بھی جاری ہی معلوم ہوتا ہے کہ حالانکہ یہ بات قادیانیوں کے نزدیک باطل ہے جو دلیل کتب کے جاری ہونے سے مانع ہے وہی اجرائے نبوت سے مانع ہے۔

۲- قرآن مجید میں دوسرے مقام پر سیدنا نوح علیہ السلام اور سیدنا ابراہیم علیہ السلام دونوں کے متعلق ہے۔ وَجَعَلْنَا فِیْ ذُرِّیَّتِهِ النُّبُوَّةَ ، تو کیا سیدنا نوح علیہ السلام کی اولاد میں اب بھی قادیانی نبوت کو جاری مانیں گے۔حالانکہ وہ اس کے قائل نہیں۔

۳- وجعلنا کا فاعل باری تعالیٰ ہیں تو گویا نبوت وہبی ہوئی حالانکہ قادیانی وہبی کی بجائے اب کسبی یعنی اطاعت والی کو جاری مانتے ہیں۔تو گویا کئی لحاظ سے یہ قادیانی اعتراض خود قادیانی عقائد و مستدلات کے خلاف ہے۔

آیت: ظَهَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ

قادیانی:- ظَهَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَیْدِی النَّاسِ" (روم ۴۱)
اس تحریف میں متعدد آیات پیش کرتے ہیں۔ خلاصہ جنکا یہ ہے کہ جب دنیا میں بگاڑ پیدا ہوجاتا ہے تو اللہ تعالی رسول بھیجتا ہے۔

جواب نمبر ا- پہلی شریعتیں وقتی اور خاص خاص قوموں کے لئے تھیں۔ چنانچہ حالات کے موافق احکامات نازل ہوتے رہے۔ مگر اسلام کامل واکمل ہے۔ محمد ﷺ کی بعثت سے دین کمال کو پہونچ گیا۔ قرآن نے ہدایت ورشد کے تمام پہلوؤں کو کمال بسط اور تمام تفصیلات کے ساتھ دنیا میں روشن کردیا اب کسی نئے نبی یا نئی شریعت کی ضرورت نہیں ہے۔ باقی رہا اصلاح وتبلیغ کا کام تو یہ کام صالحین امت اور علماء دین کے سپرد ہے "وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۔ (آل عمران ۱۰۴) اور العلماء ورثة الانبياء " الحدیث اس پر شاہد ہیں۔

۲- خود مرزا نے بھی لکھا ہے کہ۔

"اگر کوئی کہے کہ فساد اور بدعقیدگی اور بداعمالیوں میں یہ زمانہ بھی تو کم نہیں۔ پھر اس میں کوئی نبی کیوں نہیں آیا تو جواب یہ ہے کہ وہ زمانہ توحید اور راست روی سے بالکل خالی ہوگیا تھا اور اس زمانہ میں چالیس کروڑ لا الہ الا اللہ کہنے والے موجود ہیں۔ اور اس زمانہ کو بھی خدا تعالی نے مجدد کے بھیجنے سے محروم نہیں رکھا" (نور الحق خ ص ۳۳۹ ج ۹)

الحاصل مرزا قادیانی کے زیر نظر یہی آیت ہے مگر پھر بھی مرزا قادیانی اسی آیت کے ماتحت نبوت کی عدم ضرورت کو بیان کررہا ہے۔ اور ختم نبوت کا قائل ہے۔ مرزائیہ قادیانی طائفہ اس سے نفی ختم نبوت کرنا چاہتا ہے مگر ان کا پیر مرشد ختم نبوت کو ثابت کررہا ہے۔ قادیانی بتائیں کہ سچا کون اور جھوٹا کون؟

آیت: وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ

قادیانی:- وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلاً. (بنی اسرائیل ۱۵) جب تک کوئی رسول نہ بھیجیں ہم عذاب نازل نہیں کرتے۔ یعنی بموجب قرآن، نزول آفات سماوی وارضی سے پہلے حجت پوری کرنے کے لئے رسول کا آنا ضروری ہے۔ موجودہ عذابات اس ضرورت پر گواہ ہیں۔

جواب نمبر ۱- آیت کا مفہوم تو صرف اس قدر ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی قوم کو بے خبری اور لاعلمی میں ہلاک نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ کے رسول آکر حجت پوری کرتے ہیں تاکہ وہ گمراہی کو چھوڑ کر ہدایت کا راستہ اختیار کریں۔ مگر منکرین مخالفت کرتے ہیں جسکی وجہ سے عذاب نازل ہوتا ہے۔ چونکہ آنحضرت ﷺ تمام جہاں اور سب وقتوں، اور سب امتوں کیلئے ایک ہی نبی ہیں اس لئے یہ تمام عذابات اسی رسالت کاملہ کی مخالفت کا باعث ہے۔ نیز جو عذابات مرزا قادیانی کے دعوی نبوت کرنے سے پہلے دنیا میں آئے وہ کس نبی کے انکار کی وجہ سے آئے؟ اگر وہ آنحضرت ﷺ کی مخالفت کی وجہ سے آئے تو اس زمانہ کے عذابات کو کیوں نہ آپ ﷺ ہی کی مخالفت کا نتیجہ قرار دیا جائے؟ کیا اللہ نے کوئی حد مقرر کی ہے؟ کہ تیرہ سو سال تک تو جو عذاب آئے گا وہ رسول اللہ ﷺ کے انکار کی وجہ سے آئے گا۔ پھر بعد میں کسی اور رسول کے انکار کی وجہ سے ہوگا۔ اور اگر موجودہ عذابات مرزا قادیانی کے انکار کی وجہ سے آرہے ہیں تو اسکی کوئی حد مقرر ہونی چاہئے کہ ان کی وجہ سے کتنے عرصہ تک عذاب آئے گا۔ ثابت ہوا کہ عذابات آنحضرت ﷺ کی

مخالفت کی وجہ سے ہیں۔ مذکورہ بالا آیت کسی نئے نبی کو نہیں چاہتی کیوں کہ آنحضرت ﷺ کافۃ للناس کے لئے نبی ہیں۔ اور آپ ﷺ کے آنے سے حجت پوری ہوگئی ہے۔

۲- اسی آیت کو مرزا قادیانی اپنے زیر نظر رکھتے ہوئے ختم نبوت کا قائل ہو رہا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ اب صرف خلیفے آئیں گے۔ (ملاحظہ ہو شہادت القرآن خ ص ۳۵۲ ج ۶) اور اس کی امت اجرائے نبوت کی دلیل بنا رہی ہے۔ فیا للعجب!

۳- عموماً دنیا میں مصائب تو آتے ہی رہتے ہیں تو کیا ہر وقت کوئی نہ کوئی نبی ماننا ضروری ہوگا؟ اگر ہر عذاب کے موقع پر کوئی نبی، رسول، ہونا ضروری ہے تو بتایا جائے کہ:

۱- آنحضرت ﷺ کے بعد جس قدر مصائب اور عذاب آئے وہ کن رسولوں کے باعث آئے؟

۲- حضرت فاروق اعظم کی خلافت میں مرض طاعون پڑی جس سے ہزاروں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شہید ہوئے

۳- ۸۰ھ میں بہت سخت زلزلہ آیا تھا جس میں ہزاروں انسان مر گئے اور اسکندریہ کے منارے گر گئے (تاریخ الخلفاء ص ۱۵۸)

۴- ۴۲۵ھ میں تمام دنیا میں زلزلے آئے اس کی شدت کا یہ عالم تھا کہ انطاکیہ میں پہاڑ سمندر میں گر پڑا لاکھوں انسان تباہ ہوئے (تاریخ الخلفا ص ۱۸۶) یہ سب کس رسول کی تکذیب کے باعث ہوئے؟

۵-۶- اندلس اور بغداد کی تباہی کے وقت کونسا رسول تھا؟

۷- انگلستان کا خطرناک طاعون ۱۳۴۸ء میں کس رسول کے باعث آیا؟

۷- چنگیز و ہلاکو کے زمانہ میں لاکھوں قتل ہوئے۔

۸- پہلی جنگ عظیم، زلزلہ بہار، اور دوسری جنگ عظیم، زلزلہ کوئٹہ، جاپان، اٹلی، کے وقت کونسا رسول تھا؟

۹- اور اب جبکہ مرزا کو بھی مرے ہوئے سو سال سے زائد ہوگئے پھر بھی تباہیاں آرہی ہیں تو اس وقت کونسا رسول ہے؟ معلوم ہوا کہ قادیانیوں کا استدلال محض

ایک بکواس ہے اور بس!

۴- **الف**- اگر تیرہ سو سال تک جو عذاب آتے رہے وہ حضور پاک ﷺ کی تکذیب کے باعث تھا تو آئندہ قیامت تک جو عذاب آئیں گے وہ کیوں نہ آپ ﷺ کی تکذیب کے باعث قرار دیئے جائیں؟

ب- یہ کہنا کہ اب کسی اور رسول کے باعث عذاب آتے ہیں یہ معنی رکھتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کا زمانہ ختم ہو گیا۔ کیا مرزائی اس کا کھلا اعلان کریں گے؟

ج- مرزا قادیانی کہتا ہے کہ مرزا کے کامل اتباع سے بھی نعمت نبوت مل سکتی ہے (اربعین نمبر ۱۔ خ ص ۳۴۶ ج ۱۷) مگر مرزائی مرزا کے بعد اور کسی نبی کا وجود ہی نہیں مانتے۔ پھر سوال یہ ہے کہ عذاب کی علت کس کو قرار دیا جائے؟

۵- مولانا محمد حسین بٹالویؒ، مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ، ڈاکٹر عبدالحکیم خاں پٹیالوی، پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑویؒ، مرزا سلطان محمدؒ ساکن پٹی۔ (مرزا کا رقیب اور بقول حضرت مولانا چنیوٹی مرزائیوں کی آسمانی ماں کو لے بھاگنے والا، محمدی بیگم کا خاوند) مولانا صوفی عبدالحق غزنویؒ، جو متنبی قادیان کے اشد ترین مخالف تھے۔ حیرت ہے کہ مرزا کی تکذیب کے باعث ان لوگوں پر عذاب نہ آیا بلکہ یورپ کی اقوام پر عذاب آیا جنہیں مرزا قادیانی کی خبر تک نہ تھی۔ تلک اذی قسمۃ ضیزی.....

۶- "وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا" سے اگر یہ ثابت کیا جائے کہ اور نبی آسکتا ہے تو "وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ" کا تقاضہ اور سنت الٰہی یہی ہونی چاہئے کہ ہر بستی میں رسول آئے۔ اگر قادیانی کہیں کہ آپ ﷺ کی نبوت کافۃ للناس ہے تو پھر کل عالم میں جہاں عذاب آئے گا وہ بھی آپ ﷺ کی تکذیب کے باعث آئے گا۔

۷- عذاب کا باعث صرف نبوت کا انکار نہیں بلکہ اور بھی بے شمار وجوہات عذاب ہو سکتے ہیں۔ مثلاً ظلم سے عذاب آتا ہے۔ زنا سے عذاب آتا ہے۔ جھوٹی قسم سے عذاب آتا ہے۔ جسکے مرتکب خود مرزا قادیانی اور اور مرزائی ہیں۔

آیت: ذٰلِکَ بِاَنَّ اللّٰہَ لَمْ یَکُ مُغَیِّرًا نِعْمَۃً اَنْعَمَھَا (انفال ۵۳)

قادیانی - یعنی اللہ تعالیٰ جس قوم پر کوئی نعمت کرتا ہے تو اس سے وہ نعمت دور نہیں کرتا۔ جب تک وہ قوم اپنی حالت نہ بدل لے۔ اگر اس امت پر خدا نے نبوت کی نعمت بند کر دی ہے تو اس کے یہ معنی ہونگے کہ یہ امت بدکار ہوگئی ہے۔

جواب - اس آیت میں نعمت نبوت کا ذکر نہیں ہے۔ بلکہ دیگر دنیوی نعمت کا ذکر ہے۔ جو آیت کے سیاق وسباق سے معلوم ہوسکتا ہے۔ اس آیت کے پہلے بھی اور بعد میں بھی فرعون وغیرہ کا ذکر ہے کہ خدا تعالیٰ نے انکو کئی نعمتیں بخشی تھیں۔ لیکن انہوں نے نافرمانی کی تو خدا تعالیٰ نے ان پر تباہی ڈالی۔ کہاں نبوت اور کہاں دنیا کی نعمتیں خوشحالی وحکومت وغیرہ۔

نبوت ایک نعمت ہے قادیانی مغالطہ

قادیانی - نبوت بھی ایک نعمت ہے۔ امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے کیوں محروم ہوگئی ہے؟۔

جواب نمبر ۱ - نبوت تشریعی اور نزول کتاب بھی اس سے بڑھ کر نعمت ہے۔ کیا آپ ﷺ کے بعد کوئی نئی کتاب یا کوئی نئی شریعت نازل ہوسکتی ہے؟ نہیں تو پھر وہی اعتراض لازم آیا کہ آنحضرت ﷺ کی تشریف آوری کے بعد دنیا فیض شریعت سے محروم کر دی گئی کیونکہ جس طرح انبیاء آتے رہے اس طرح شریعت بھی وقتاً فوقتاً نازل ہوتی رہی۔ اور یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ انعام شریعت بہ نسبت انعام نبوت کے بہت بڑا ہے۔

الزام ان کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا

الغرض نزول کتاب، ونبوت تشریعی بھی ایک بڑی نعمت ہے۔ جب یہ نعمت بوجود بند ہونے کے امت میں نقص پیدا نہیں کرتی تو اگر مطلق نبوت نعمت ہو تو اس کے ختم ہونے کی صورت میں بھی کوئی نقص لازم نہیں آئیگا۔ کیونکہ نعمت اپنے وقت میں نعمت ہوتی ہے۔ مگر غیر وقت میں نعمت نہیں ہوتی۔ جیسے بارش اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے مگر یہی بارش دوسرے وقت زحمت وعذاب ہوجاتی ہے۔

۲- ہم تو اس کے قائل ہیں کہ وہ نعمت پورے کمال کے ساتھ انسانوں کے پاس

پہنچادی گئی۔ ہم نعمت سے محروم نہیں ہیں بلکہ وہ اچھی صورت میں ہمارے پاس ہے۔ جس طرح سورج نکلنے سے کسی چراغ کی ضرورت نہیں رہتی اس طرح آنحضرت ﷺ کی تشریف آوری کے بعد کسی نبی کی ضرورت نہیں ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں شجرہ طیبہ (اسلام) کے متعلق ہے کہ: " تُؤْتِیْ اُکُلَهَا کُلَّ حِیْنٍ "(ابراہیم ۲۵) شجرہ اسلام قیامت تک ثمر بار اور فیضان رساں رہے گا۔ اس کا فیضان قیامت تک منقطع نہیں ہوسکتا۔ قادیانی اگر خود کو اس نعمت سے محروم سمجھتے ہیں تو ان کی یہ بدفہمی ہے اس کی اصلاح کرلیں۔

نیز اگر نبوت نعمت ہی ہے تو مرزا کے بعد بھی اس نعمت کے مظاہر وجود پذیر ہونے چاہیئے۔ وہ کیونکر بند ہو گئے؟۔

آیت: وَاِذِابْتَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ

قادیانی:-"وَاِذِابْتَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ رَبُّہٗ بِکَلِمٰتٍ فَاَتَمَّھُنَّ قَالَ اِنِّی جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا قَالَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِی قَالَ لَایَنَالُ عَھْدِی الظّٰلِمِیْنَ. (بقرہ ۱۲۴)

اور جس وقت آزمایا ابراہیم علیہ السلام کو رب اس کے نے' ساتھ کئی باتوں کے۔ پس پورا کیا ان کو۔ کہا تحقیق میں کرنے والا ہوں تجھ کو واسطے لوگوں کے امام' اور میری اولاد سے' کہا نہ پہنچے گا عہد میرے ظالموں کو۔

اس سے دو باتیں معلوم ہوئیں :۱-اول یہ کہ عہد نبوت نسل ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ ضرور پورا ہوگا۔۲-دوم یہ کہ جب نسل ابراہیمی ظالم ہو جائے گی تو ان سے نبوت چھین لی جائے گی۔ کیونکہ امت محمدیہ میں نبوت جاری نہیں۔ لہذا یہ امت ظالم ہوگئی اور اگر ظالم نہیں تو امت محمدیہ میں نبوت جاری ہے۔

جواب نمبر ۱:-آیت کا مطلب صرف اس قدر ہے کہ جو ظالم ہو اس کو یہ نعمت نہ ملے مگر ہر غیر ظالم کے لئے نبوت جاری نہیں۔ ہاں اگر نبوت آنحضرت ﷺ کے بعد جاری ہوتی تو پھر غیر ظالموں کو مل سکتی تھی۔ مگر قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا فرمان موجود ہے "ما کان محمد ابا احد من رجالکم الی قولہ وخاتم النبیین" مرزا قادیانی نے خود آیت ختم نبوت کا ترجمہ کیا ہے:

''محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی مرد کا باپ نہیں۔ مگر وہ رسول اللہ ہے اور ختم کرنے والا ہے نبیوں کا۔ یہ آیت بھی صاف دلالت کر رہی ہے کہ بعد ہمارے نبی ﷺ کے کوئی رسول دنیا میں نہیں آئے گا۔'' (ازالہ اوہام خ ص ۳۱ ج ۳)

۲- حضرت ابراہیم علیہ السلام خدا سے دعا مانگی تھی جو قبول ہوگئی۔ مگر دکھاؤ کہ آنحضرت ﷺ نے بھی ایسی دعا مانگی ہے بلکہ آپ ﷺ نے صریح اور واضح الفاظ میں فرمایا: ''**ان النبوۃ و الرسالۃقدانقطعت فلارسول بعدی و لا نبی**''. (ترمذی شریف ص ۵۱ ج ۲ باب ذہب النبوۃ) ثابت ہوا کہ نبوت جاری نہیں۔

۳- حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں صاحب کتاب نبی بھی ہوئے ہیں۔ لہٰذا تمہارے قاعدے کے مطابق کوئی نبی صاحب کتاب بھی ضرور آنا چاہئے۔ حالانکہ تم اس کے خود قائل نہیں۔ جس دلیل سے صاحب کتاب نبی آنے کی ممانعت ہے وہی دلیل مطلقاً کسی نبی کے آنے سے مانع ہے۔

۴- اگر کہو کہ وہ جسے نبوت نہ ملے ظالم ہوتا ہے تو صحابہ کرامؓ اور تمام امت محمدیہ ﷺ اب تک ظالم ٹھہرتی ہے۔ اور مرزا غلام احمد قادیانی کی وفات کے بعد تمام قادیانی امت بھی ظالم ٹھہرتی ہے۔

۵- مذکورہ آیت تو یہ بتاتی ہے کہ جو لوگ آزمائشوں میں کامیاب ہوتے ہیں وہ دنیا میں امام بنائے جاتے ہیں۔ اور ابراہیم علیہ السلام اس امامت کے منصب سے پہلے بھی نبی بن چکے تھے۔ یہ امامت کس نوعیت کی تھی لکھا ہے کہ: ''خدا نے ابراہیم علیہ السلام سے کہا تیری نسل اپنے دشمنوں کے دروازے پر قابض ہوگی اور تیری نسل سے دنیا کی ساری قومیں برأت پائیں گی۔'' (پیدائش آیت ۱۷، ۱۸ باب ۲۲)

پھر فرمایا: ''میں تجھ کو اور تیرے بعد تیری نسل کو کنعان کا تمام ملک جس میں تو پردیسی ہے دیتا ہوں۔'' (پیدائش آیت ۷، ۸ باب ۷)

تو الحاصل آیت کریمہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آپ کی ذریۃ طیبہ کو دنیا میں سرفراز کرنے کا عہد تھا۔ جس کا اظہار سورۃ حدید کے آخر میں واضح کر دیا کہ ہم نے آپ کی اولاد میں کتاب اور نبوت کو مرتکز کر دیا۔ پھر اس کے بعد حضرت مسیح کا ذکر فرمایا جنہوں نے

اس سلسلہ انبیاء کے آخری فرد کامل کا اعلان کر دیا۔ اس فرد کامل نے تشریف لا کر سلسلہ نبوت کا کلی اختتام وانقطاع کا اعلان فرما کر حقیقت واضح کر دی۔

آیت : لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ :

قادیانی" وَعَدَاللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ" (النور ۵۵) اس سے ثابت ہوا کہ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت داؤد علیہ السلام کی طرح خلیفے یعنی غیر تشریعی نبی ہونگے۔

جواب نمبر ۱- اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو سلطنت عنایت کریگا نہ یہ کہ نبی خلیفہ ہونگے ورنہ دوسری آیت کا کیا جواب ہے؟۔ کہ:" عَسٰی رَبُّکُمْ اَنْ یُّھْلِکَ عَدُوَّکُمْ وَیَسْتَخْلِفَکُمْ فِی الْاَرْضِ ." (الاعراف ۱۲۹) قریب ہے تمہارا رب تمہارے دشمن کو ہلاک کردے اور تمہیں زمین کا بادشاہ بنادے۔

اس کا مطلب یہ تو نہیں کہ تم سب کو غیر تشریعی نبی بنادے گا۔ جَعَلَکُمْ خَلٰٓئِفَ فِی الْاَرْضِ وَ رَفَعَ بَعْضَکُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّیَبْلُوَکُمْ فِیْمَآ اٰتٰکُمْ." (انعام ۱۶۵) وہ ذات پاک ہے جس نے تم کو دنیا میں جانشین بنایا اور بعض کے بعض پر درجات بلند کئے۔ تاکہ اس نے جو کچھ تمہیں دیا ہے اس میں آزمائش کرے۔

اس کا بھی ہرگز یہ مطلب نہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں غیر تشریعی نبی بنائے۔ تفسیر معالم التنزیل میں لیستخلفنھم کا معنیٰ لکھتے ہیں "ای لَیُوْرِثَنھم ارضَ الکفارِ مِنَ العربِ والعجم فجعلھم ملوکاً سادتھا وسکانھا." یعنی مسلمانوں کو کافروں (عرب ہوں یا عجمی) کی زمین کا وارث بنائے گا۔ اور ان کو بادشاہ اور فرمارواا اور وہاں کا باشندہ بنادیگا۔ نہ یہ مطلب ہے کہ غیر تشریعی نبی بنادے گا۔ نیز یہی آیت تو ختم نبوت پر دال ہے۔ کہ حضور ﷺ کے بعد نبوت کا سلسلہ اب بند ہے۔ آگے خلفاء ہی ہونگے۔ پھر یہ کہ وعدہ خلافت بھی اس سے ہے جو مومن بھی ہو اور اعمال صالحہ بھی کرنے والا ہو۔ کیا صحابہ کرامؓ ان دونوں صفات سے موصوف نہ تھے؟۔ اگر تھے تو نبوت تشریعی یا غیر تشریعی کا دعویٰ انہوں نے کیوں نہ

کیا۔اور اگر جواب نفی میں ہے تو یہ قرآن عظیم کے بھی خلاف ہے۔ کیونکہ قرآن شاہد ہے کہ صحابہ کرامؓ کی جماعت ان دونوں صفات سے موصوف تھی اور بعض صحابہ کرامؓ خلیفہ بھی بنے مگر پھر بھی نبوت غیر تشریعی کا دعویٰ ان سے ثابت نہیں ہے۔

جواب ۲- مرزائیو! اپنے پیر و مرشد کی خبر لو کہ وہ اس آیت میں خلفاء سے کیا مراد لیتا ہے؟ چنانچہ خود مرزا نے اس آیت سے ایسے خلیفے مراد لئے ہیں جن کے مصداق خلفاء راشدین ہیں۔ چنانچہ مندرجہ بالا آیت کے تحت مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ۔

۱- ''نبی تو اس امت میں آنے کو رہے۔ اب اگر خلفائے نبی بھی نہ آویں اور وقتاً فوقتاً روحانی زندگی کے کرشمے نہ دکھلاویں تو پھر اسلام کی روحانیت کا خاتمہ ہے''

(شہادت القرآن خ ص ۳۵۵ ج ۶)

۲- ''خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اس نبی کریم کے خلیفے وقتاً فوقتاً بھیجتا رہونگا اور خلیفہ کے لفظ کو اشارہ کے لئے اختیار کیا گیا ہے کہ وہ نبی کے جانشین ہونگے''

(شہادت القرآن خ ص ۳۳۹ ج ۶)

ان حوالوں میں واضح طور پر تسلیم کیا گیا ہے کہ امت محمدیہ ﷺ کی اصلاح و تربیت کے لئے کوئی نبی مبعوث نہیں ہوگا بلکہ انبیا کے بجائے مجدد اور روحانی خلیفے یعنی وارثان محمد ﷺ آتے رہیں گے۔

۳- ''قرآن کریم نے اس اُمت میں خلیفوں کے پیدا ہونے کا وعدہ کیا ہے..... ایک زمانہ گزرنے کے بعد جب پاک تعلیم پر خیالاتِ فاسدہ کا ایک غبار پڑ جاتا ہے اور حق خالص کا چہرہ چھپ جاتا ہے۔ تب اُس خوبصورت چہرے کو دکھلانے کے لئے مجدد اور محدث اور روحانی خلیفے آتے ہیں..... مجددوں اور روحانی خلیفوں کی اس امت میں ایسے ہی طور سے ضرورت ہے جیسا کہ قدیم سے انبیاء کی ضرورت پیش آتی رہی ہے''۔

(شہادت القرآن خ ص ۳۳۹، ۳۴۰ ج ۶)

مگر افسوس مرزا صاحب نے بہت جلد قرآن کی اس تعلیم کو بھلا دیا اور خود نبوت کے مدعی بن بیٹھے۔ جبکہ مرزا قادیانی کی ان تمام عبارتوں سے ثابت ہوا کہ جیسے حضرت ابوبکر صدیقؓ خلیفہ تھے اور وہ آنحضرت ﷺ کے جانشین تھے لیکن نبی نہ تھے۔ اسی طرح آنحضرت ﷺ کی امت میں خلفا ہی آیا کریں گے نبی ہرگز نہیں آئیں گے۔

جواب ۳-الف- "وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ" (النور ۵۵) سے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی تخصیص ہے۔ موعود لہم صحابہؓ ہیں ورنہ منکم نہ فرمایا جاتا۔

ب- استخلاف فی الارض سے مراد زمین کی حکومت اور سلطنت ہے۔ جیسا کہ دوسری آیت شریف میں: "وَيَسْتَخْلِفَكُمْ فِي الْاَرْضِ . الاعراف ۱۲۹" مرزا حکمران تو کجا غلام ابن غلام تھا۔ پھر اس کو تشریعی یا غیر تشریعی نبوت سے کیا واسطہ۔

ج- آیت میں وعدہ ہے کہ تمکین دین ہوگی۔ جبکہ لعین قادیان انگریزی عدالتوں کی زندگی بھر خاک چھانتا رہا۔

د- آیت بتا رہی ہے کہ خوف کے بعد امن ہوگا۔ مرزا کے امن کا یہ حال تھا کہ بوجہ خوف اپنی حفاظت کے لئے حفاظتی کتا رکھتا تھا۔ اور محض خوف کی وجہ سے حج نہ کر سکا۔ ملاحظہ فرمایئے حوالہ۔

> "ڈاکٹر محمد اسماعیل نے مجھ سے بیان کیا کہ مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے اپنے گھر کی حفاظت کے لئے ایک دفع گدی کتا بھی رکھا تھا۔ وہ دروازہ پر بندھا رہتا تھا اور اس کا نام شیر و تھا۔" (سیرت المہدی ص ۲۹۸ ج ۳)

ھ- آیت میں ہے "لَا يُشْرِكْنَ بِيْ شَيْئًا" (النور ۵۵) مرزا کا حال یہ ہے کہ وہ پکا درجہ کا مشرک تھا۔ کیوں کہ حیات عیسیٰ علیہ السلام کے عقیدہ پر پچاس سال سے زائد عرصہ قائم رہا۔ پھر خود ہی اس کو شرک قرار دیا۔ تو بقول خود پچاس سال سے زائد عرصہ تک مشرک رہا۔ علاوہ ازیں مرزا کو الہام ہوا "انت منی بمنزلة ولدی" (حقیقت الوحی خ ص ۸۹ ج ۲۲) اور یہ جملہ خالص کفریہ ہے۔

جواب ۴-مرزا نے سر الخلافۃ نامی کتاب میں یہ آیت اور دیگر چند آیات لکھ کر ان آیات کے متعلق لکھا ہے۔ "فالحاصل ان هذه الآيات كلها مخبر عن خلافة الصديق وليس له محمل آخر" یہ آیات صدیق اکبر کی خلافۃ پر دال ہیں ان کا کوئی دوسرا محمل نہیں۔ معلوم ہوا کہ مرزا کے فیصلہ کے مطابق اس آیت سے اجرائے نبوت پر استدلال بے سود اور باطل ہے۔

آیت: اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ

قادیانی- اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ (مائدہ:۳) سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد لوگ منصب نبوت پر فائز ہوا کریں گے کیوں کہ جب خدا تعالیٰ نے ہمیں نعمت تامہ دیدی ہے تو سب سے اعلیٰ نعمت تو نبوت کی نعمت ہے وہ ضرور ہمیں ملنی چاہیئے۔

جواب- اپنے گھر کی خبر لو! تمھارا پیر و مرشد اس آیت کو ختم نبوت کے لئے پیش کر رہا ہے اور تم اس سے نفی ختم نبوت کو ثابت کرنا چاہ رہے ہو۔ معلوم نہیں الٹی سمجھ کس کی ہے؟ ملاحظہ ہو!

" اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ" اور آیت وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ " میں صریح نبوت کو آنحضرت ﷺ پر ختم کر چکا ہے (تحفہ گولڑویہ خ ص ۱۷۴ ج ۱۷)

آیت: یَتْلُوْہُ شَاھِدٌمِّنْہُ:

قادیانی-یَتْلُوْہُ شَاھِدٌمِّنْہُ :(ھود۱۷)اس آیت کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی صداقت کو ثابت کرنے کے لئے ایک نبی شاہد کی ضرورت ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں۔''اس کی صداقت ثابت کرنے کیلئے جب اتنا عرصہ گزر جائے گا کہ پہلے دلائل قصوں کے رنگ میں رہ جائیں تو خدا تعالی کی طرف سے ایک نیا گواہ آجائے گا.....اس جگہ خصوصیت کے ساتھ مسیح موعود (مرزا قادیانی) کا ہی ذکر ہے (مرزائی تفسیر،کبیر،۱۶۶ج ۳۔بشیر الدین محمود)

جواب ۱-قادیانیوں کا یہ کہنا کہ''ہر ایک نبی کی شہادت نبی ہی دیتا چلا آیا ہے'' یہ گھر کا بنایا ہوا قاعدہ ہے جس پر کوئی نص قرآنی یا حدیث دلالت نہیں کرتی۔اور اگر یہ صحیح ہے تو اس سے لازم آتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام جب آسمان سے نازل ہونگے تو پھر ان کے بعد ان کی تصدیق کے لئے کوئی اور نبی آئے۔پھر اس نبی کی تصدیق کے لئے کوئی اور نبی آنا چاہیئے۔ پس اس سے تسلسل لازم آئے گا جو باطل ہے۔

۲- پھر سوچو کہ کیا مسلمان کا یہ عقیدہ ہوسکتا ہے کہ جبتک مرزا قادیانی نبی نہ مانا جائے اس وقت تک آنحضرت ﷺ کی نبوت مشکوک اور مشتبہ ہے اور مرزا کی گواہی کی محتاج ہے؟ اور فرض کریں کہ اگر مرزا نہ آتا اور گواہی نہ دیتا تو آنحضرت ﷺ کی نبوت ہی شکی اور فرضی رہتی؟ نعوذ باللہ من ھذہ الخرافات۔یہ کس قدر لغو اور بے ہودہ خیال ہے اور ہزار افسوس ہے ان قادیانیوں کے ایمان پر جن کے نزدیک ہمارے نبی ﷺ کی نبوت ثابت نہ ہوئی۔ بلکہ جب مرزا نے نبی بن کر گواہی دی تو ثابت ہوئی۔

۳- دراصل اس آیت میں یہ بتانا مقصود ہے کہ مومن کے ہاتھ میں صرف ایک بینہ یعنی کتاب یا روشنی ہی نہیں ہوتی بلکہ اس کے لئے ایک کامل نمونہ بھی موجود ہے جو اس بینہ پر عمل کر کے اس کے راستہ کو بالکل صاف کر دیتا ہے اور مومن کے اندر بھی اس کتاب پر عمل کرنے کی طاقت پیدا کر دیتا ہے۔ اور اسی طرح کتابوں کا نازل کرنا اور انبیاء کو ان کتابوں کی عملی تعلیم کا نمونہ بنانا یہ اللہ تعالیٰ کی قدیم سے سنت رہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آگے جن انبیا کا ذکر آتا ہے وہ سب اپنی امتوں سے یہی خطاب کرتے ہیں کہ وہ اپنے رب کی طرف سے ایک بینہ پر ہیں۔ کیوں کہ ہر نبی کی وحی اس کے حق میں بینہ ہی ہے۔ مگر اس میں ایک دوسری غرض یہ بھی ہے کہ یہ بینہ یعنی قرآن ایسی صاف ہے کہ اس کی شہادت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کتاب اور پہلی امتوں میں بھی ہے۔

۴- اس آیت شریفہ میں "یتلوہ شاھد منہ" سے مراد رحمت دو عالم ﷺ کی ذات اقدس ہے۔ جیسا کہ دوسرے مقامات پر آپؐ کے مشاہد ہونے کا ذکر ہے۔ "وَجِئْنَا بِکَ عَلٰی هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا (نساء ۴۱) "ویکون الرسول علیکم شھیداً. (بقرہ ۱۴۳) معلوم ہوا کہ آیت "يَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ" میں آپؐ ہی کی ذات مراد ہے یعنی سرور کائنات ﷺ قرآن مجید پڑھتے تھے۔ کیوں کہ اگر اس سے مراد مرزا ہے۔ معاذ اللہ۔ تو سوال یہ ہے کہ کیا مرزا غلام احمد تک قرآن نہیں پڑھا گیا؟

۵- اگر شاہد سے مراد مرزا ہے اور یہ قرآن کی آیت کا مصداق ہے تو کیا چودہ سو سال میں اہم امر جو مدار ایمان تھا اس کا کہیں کسی زمانہ میں تذکرہ ملتا ہے جبکہ مرزا نے خود لکھا ہے۔

"مگر وہ باتیں جو مدار ایمان ہیں اور جن کے قبول کرنے اور جاننے سے ایک شخص مسلمان کہلا سکتا ہے وہ ہر زمانہ میں برابر شائع ہوتی رہیں" (تذکرۃ الشہادتین خ ص ۶۲ ج ۲۰)

اس کا تذکرہ نہ ملنا بقول اسکے واضح دلیل ہے اس بات کی کہ اس آیت کا مصداق مرزا ہرگز ہرگز نہیں۔

آیت: حَتّٰی یَمِیْزَ الْخَبِیْثَ مِنَ الطَّیِّب:

قادیانی-مَا کَانَ اللّٰہُ لِیَذَرَ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلٰی مَآ اَنْتُمْ عَلَیْہِ حَتّٰی یَمِیْزَ الْخَبِیْثَ مِنَ الطَّیِّبِ وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُطْلِعَکُمْ عَلَی الْغَیْبِ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَجْتَبِیْ مِنْ رُّسُلِہٖ "

(آل عمران ۱۷۹۔)

خدا تعالیٰ ہر مومن کو اطلاع غیب نہیں دیتے بلکہ اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہے گا بھیجے گا۔ (مرزائی پاکٹ بک ص ۴۵۰)

جواب نمبر ۱- آیت مذکورہ بالا میں ''بھیجے گا'' کس لفظ کا ترجمہ ہے؟ اس آیت میں یہ لفظ قطعاً نہیں۔ البتہ اطلاع علی الغیب کی خبر ہے جو غیر نبی کو بھی تمہارے نزدیک ہوتی رہتی ہے۔ چنانچہ مرزا نے لکھا ہے۔

''یہ بھی ان کو معلوم رہے کہ تحقیق وجود الہام ربانی کے لئے جو خاص خدا کی طرف سے نازل ہوتا ہے اور امور غیبیہ پر مشتمل ہوتا ہے۔ ایک اور بھی راستہ کھلا ہوا ہے اور وہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ امت محمدیہ میں کہ جو سچے دین پر ثابت اور قائم ہیں۔ ہمیشہ ایسے لوگ پیدا کرتا ہے کہ جو خدا کی طرف سے ملہم ہو کر ایسے امور غیبیہ بتلاتے ہیں۔ جن کا بتلانا بجز خدائے واحد لاشریک کے کسی کے اختیار میں نہیں''۔ (براہین احمدیہ حصہ اول ص ۲۳۸)

اس سے معلوم ہوا کہ غیر نبی کو بھی مرزائیوں کے نزدیک اطلاع علی الغیب ہوتی رہتی ہے۔ اور اسی کتاب کے صفحہ ۸۰ پر مرزا نے لکھا ہے کہ ''وحی رسالت بوجہ عدم ضرورت منقطع ہے'' نیز رسلاً میں عموم ہے اور قادیانیوں کا دعویٰ خاص ہے دعویٰ کے مطابق دلیل نہ ہونے کی وجہ سے یہ ان کی دلیل باطل ٹھہری۔ اور یجتبی میں اللہ فاعل ہے جس سے مستقل نبی کا چننا ثابت ہوتا ہے۔ جبکہ قادیانی لوگ مستقل نبی آنے کے قائل نہیں۔

۲- حکیم نورالدین نے یہی آیت مرزا کے مرنے پر پڑھ کر بیان کیا کہ یہ مومنوں کا امتحان اور جانچنا ہے اور دوسرے امتیاز بین المخلصین والمنافقین ہے۔ لہٰذا اس آیت سے صرف ابتلا مراد ہے جیسا کہ مرزا کی موت پر تم کو آزمائش میں ڈالا گیا۔

(ریویو آف ریلیجنز بابت جون، جولائی ۱۹۰۸ء ص ۲۲۵ ج ۷)

حکیم نورالدین نے اس آیت کو کسی نبی کے آنے پر نہیں پڑھا تھا کہ اجرائے نبوت ثابت ہو بلکہ مرزائیوں کے نبی کے جانے پر پڑھا تھا۔ مرزائی خلیفہ نے بھی ثابت کر دیا کہ اسے اجرائے نبوت کی دلیل بنانا حماقت ہے۔

۳- ''حَتّٰی یَمِیْزَ الْخَبِیْثَ مِنَ الطَّیِّبِ'' میں مرزائیوں کا یہ کہنا کہ تمیز پہلے ہو چکی تھی یہ بھی غلط ہے کیوں کہ سورہ توبہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے جو نزول کے اعتبار سے آخری ہے 'وَمِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ

ثُمَّ يُرَدُّونَ اِلٰى عٰذَابٍ عَظِيْمٍ. توبہ ۱۰۱۔آل عمران آیت نمبر ۱۷۹ میں ہے "وَاِذَا لَقُوْكُمْ قَالُوْا اٰمَنَّا وَاِذَا خَلَوْا عَضُّوْ عَلَيْكُمُ الْاَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ" تو یہ تمیز مومنوں اور منافقوں میں ہو کر رہے گی۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو نہیں بتائے گا اور تمیز ہو گی۔

۴۔ اجتباء کا معنی کسی لغت کی کتاب میں بھیجنا نہیں ہے۔ آیت کا صحیح ترجمہ یہ ہے۔

''اور اللہ ایسا نہیں کہ مومنوں کو اس حالت پر چھوڑ دے جس پر (آئے گروہ کفار ومنافقین) تم ہو (بلکہ خدا انہیں اس حالت سے بلند کرنا چاہتا ہے) یہاں تک کہ ناپاک کو پاک سے الگ کر دے۔ (اور مومنین سے ہر قسم کی ایمانی اور عملی کمزوریاں دور کر دے) اور اللہ تعالیٰ ایسا بھی نہیں کہ تم کو (اپنی ہدایت وقوانین کے) غیب پر اطلاع دے لیکن اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں میں سے جسے چاہتا ہے (اس مرتبہ پر) فضیلت بخشتا ہے۔ (جیسا کہ محمد رسول اللہ ﷺ کو چنا) سو تم اللہ اور اسکے رسولوں پر ایمان لاؤ اگر تم ایمان لاؤ اور تقویٰ اختیار کرو تو تمہیں بڑا اجر ملے گا''۔

گویا اس آیت میں رسولوں کے سلسلہ جاری رکھنے کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

۵۔ سوال کرنے والوں نے کہا تھا کہ ہمیں فرداً فرداً غیب پر کیوں اطلاع نہیں دی جاتی؟۔ جواب میں فرمایا' یہ رسول کا کام ہے۔ آئندہ بعثت رسل کے متعلق نہ کسی نے سوال کیا نہ جواب دیا گیا۔

۶۔ یہ کہنا کہ آئندہ رسول آئیگا یہ مطلب رکھتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے ذریعہ خبیث وطیب میں امتیاز نہیں ہوا۔ حالانکہ قرآن مجید فرماتا ہے: يُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ. الاعراف ۱۵۷'' "جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا. (بنی اسرائیل ۸۱) حق آ گیا اور باطل ہلاک ہو گیا۔ بیشک باطل ہلاک ہونے والا ہی تھا۔ پس حق وباطل میں حضور ﷺ کے ذریعہ امتیاز قائم ہو چکا ہے۔ اس لئے اب کسی اور رسول کی ضرورت نہیں رہی۔

اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ وہ مدعیان ایمان کو اسی طرح (منافق ومخلص مومن ملے جلے) رہنے دے حتی کہ وہ بد باطن منافق اور مخلص مومن کے درمیان بالکل تمیز قائم کر دیگا۔ چنانچہ تمیز کلی طور پر غزوہ تبوک تک مکمل ہو گئی۔ مخلص مومن لوگ باقی رہ گئے اور منافق چھٹ گئے۔ حتیٰ کہ منافقین کے نام لے لے کر مسجد نبوی سے اٹھا دیا گیا تھا۔

آیت: صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ:

قادیانی استدلال- "اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ" اے اللہ ہم کو سیدھا راستہ دکھا ان لوگوں کا جن پر تو نے اپنی نعمت نازل کی۔ گویا ہم کو بھی وہ نعمتیں عطا فرما جو پہلے لوگوں کو عطا کی گئیں۔ اب سوال یہ ہوتا ہے کہ وہ نعمتیں کیا تھیں۔ قرآن مجید میں ہے "یٰقَوْمِ اذْکُرُوا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَیْکُمْ اِذْ جَعَلَ فِیْکُمْ اَنْبِیَاءَ وَجَعَلَکُمْ مُّلُوْکًا. (مائدہ ۲۰) موسیٰ علیہ السلام نے اپنے قوم سے کہا کہ اے قوم تم اپنے خدا کی نعمت یاد کرو جب اس نے تم میں نبی بنائے اور تم کو بادشاہ بنایا۔ تو ثابت ہوا کہ نبوت اور بادشاہی دونوں نعمتیں ہیں جو خدا تعالیٰ کسی قوم کو دیا کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے سورہ فاتحہ میں دعا سکھائی ہے اور خود ہی نبوت کو نعمت قرار دیا ہے۔ اور دعا کا سکھانا بتاتا ہے کہ خدا تعالیٰ اسکی قبولیت کا فیصلہ فرما چکا ہے۔ لہٰذا امت محمدیہ میں نبوت ثابت ہوئی۔

(احمدیہ پاکٹ بک ص ۴۶۷، ۴۶۶ آخری ایڈیشن)

جواب نمبر ۱- اس آیت میں منعم علیہم کی راہ پر چلنے اور قائم رہنے کی دعا ہے نہ کہ نبی بننے کی۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ ان کے طریق عمل کو نمونہ بنائیں۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے "لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ" (احزاب ۲۱)

۲- اگر انبیا کی پیروی سے آدمی نبی بن سکتا ہے تو کیا خدا کی پیروی سے خدا بن جائیگا؟ جیسا کہ خدا کا فرمان ہے "اَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ" (انعام ۱۵۳) اور کیا گورنر کے راستہ پر چلنے والا گورنر بن سکتا ہے؟ یا چپڑاسی کے راستہ پر چلنے والا چپراسی بن جاتا ہے؟

۳- نبوت دعاؤں سے نہیں ملا کرتی۔ اگر نبوت دعاؤں سے ملے تو نبوت کسبی ہو جائیگی۔ حالانکہ نبوت وہبی ہے۔ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ. (انعام ۱۲۴)

۴- حضور ﷺ نے بھی یہ دعا مانگی تھی حالانکہ آپ ﷺ اس سے پہلے نبی بن چکے تھے۔ آپ ﷺ کا ہر نماز میں اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کے الفاظ سے دعا کرنا اس امر کی واضح دلیل ہے کہ اس سے حصول نبوت مراد نہیں۔

۵- تیرہ سو برس میں اگر کوئی نبی نہ بنا تو کیا کسی کی بھی دعا قبول نہ ہوئی؟ جس مذہب میں کروڑوں لوگوں کی دعا قبول نہ ہو وہ خیر امت نہیں کہلا سکتی۔ اور نہ اسکو کہلانے کا حق ہے۔

۶- اھدنا صیغہ جمع کا ہے یعنی اللہ تعالیٰ ہم سب کو نبی بنائے۔ اس سے پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ نے مرزا قادیانی کی بھی دعا قبول نہ کی۔ کیوں کہ اگر دعا قبول ہوئی ہوتی تو مرزا قادیانی کے سب پیروکاروں کو نبی ہونا چاہئے تھا۔ مگر ایسا نہ ہوا۔ اور اگر سب نبی ہی بن جائیں تو سوال یہ ہے کہ پھر امتی کہاں سے آتے؟ کیا مرزائیوں میں سے کوئی نبوت چھوڑ کر امتی بننے کے لئے تیار ہے؟

۷- یہی دعا عورتوں کو بھی سکھائی گئی ہے۔ تو کیا وہ بھی منصب نبوت پر فائز ہو سکتی ہیں؟ اگر جواب نفی میں ہے تو پھر یہ دعا انھیں کیوں سکھائی گئی ہے؟ اور اگر ہاں میں ہے تو یہ تمھارے خلاف ہے۔

۸- نبوت اور بادشاہت دونوں خدا کی نعمت ہیں جیسا کہ مرزائی سوال میں بھی اعتراف کیا گیا ہے۔ تو مرزائی بتائیں کہ ان کے قول کے مطابق مرزا نبی تو بنا مگر بادشاہ نہ بنا تو کیا آدھی دعا قبول ہوئی؟

۹- شریعت اور کتاب بھی اللہ تعالیٰ کی نعمت بلکہ نعمت عظمیٰ ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری ہے "وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمَا اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِنَ الْكِتٰبِ وَ الْحِكْمَةِ۔ (بقرۃ ۲۳۱) تو پھر قادیانیوں کے ہاں اس پر پابندی کیوں ہے؟ اگر دعا سے نبوت لینی ہے تو پھر نعمت تامہ یعنی تشریعی نبوت لینی چاہئے تا کہ مکمل نعمت حاصل ہو۔ حالانکہ مرزائی اس کے قائل نہیں۔

۱۰- مرزا قادیانی اس آیت کے تحت لکھتا ہے۔

> "پس اس آیت سے بھی کھلے کھلے طور پر یہی ثابت ہوا کہ خدا تعالیٰ اس امت کو ظلی طور پر تمام انبیاء کا وارث ٹھراتا ہے تا انبیاء کا وجود ظلی طور پر ہمیشہ باقی رہے اور دنیا اُن کے وجود سے کبھی خالی نہ ہو" (شہادت القرآن خ ص ۳۵۲ ج ۶)

اس آیت سے مراد مرزا قادیانی وہ ظلی نبی لیتا ہے جو ہمیشہ ہمیشہ دنیا میں چلے آتے ہیں۔ جن سے دنیا کبھی خالی نہیں رہی۔ مگر مرزا کی امت، حضور پاک ﷺ کے بعد اور مرزا سے پہلے کسی کو بھی نبی تسلیم نہیں کرتی۔ معلوم ہوا کہ مرزا کچھ کہتا ہے اور اسکی امت کچھ کہتی ہے۔ اب مرزائی فیصلہ کریں کہ وہ درست کہتے ہیں یا انکا متبنّی مرزا۔؟

۱۱- نعمت سے مراد نبوت کا ملنا نہیں۔ کیوں کہ یہ نعمت حضرت مریم علیہا السلام پر بھی نازل ہوئی "اُذْكُرْ نِعْمَتِيْ عَلَيْكَ وَعَلٰى وَالِدَتِكَ. (المائدہ ۱۱۰) اے عیسیٰ میری

نعمت کو یاد کرو جو میں نے تجھ پر اور تیری ماں پر کی۔ ایسا ہی زید ابن حارثہؓ پر انعام ہوا "اِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِیْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ. (الاحزاب ۳۷) اسی طرح سب مسلمانوں پر انعام الٰہی ہوا کہ بھائی بھائی بن گئے "وَاذْکُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَیْکُمْ اِذْ کُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِکُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖ اِخْوَانًا" (آل عمران ۱۰۳) ان سب مقامات پر نعمت ملنے کا ذکر ہے۔ لیکن اس سے نبوت لازم نہیں آتی اسی طرح زیر بحث آیت میں بھی نعمت سے مراد نبوت ملنا لازم نہیں۔

۱۲- اس دعا میں **منعم علیهم** گروہ کی طرح استقامت کی راہ پر گامزن رہنے کی تمنا ہے۔ کیونکہ جو ممکن انعامات ہیں اسی راہ پر ملیں گے مثلاً ہر قسم کے انوار و برکات اور محبت و یقین کامل اور تائیدات سماویہ اور قبولیت اور معرفت تامہ، عزیمت و استقامت کے انعام، جو امت محمدیہ کے لئے مقرر ہیں۔

۱۳- اگر نبوت طلب کرنے کی دعا ہے تو غلام احمد قادیانی نبی بن جانے کے بعد یہ دعا کیوں مانگتا تھا۔ کیا اسے اپنی نبوت پر یقین نہ تھا؟۔

۱۴- مرزا قادیانی نے لکھا: "اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ" تو دل میں یہی ملحوظ رکھو کہ میں صحابہ اور مسیح موعود کی جماعت کی راہ طلب کرتا ہوں۔

(تحفہ گولڑویہ، روحانی، خ ص ۲۱۸ ج ۱۷)

مسیح موعود کی پچر تو خر دجال (مرزا قادیانی) نے خود لگائی ہے لیکن "اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ" کا معنیٰ مرزا کی راہ طلب کرنا نہ کہ مرزا (مسیح موعود) بننا۔ پس مرزا کے اس اقرار سے مرزائیوں کی دلیل کا مرزائیوں کے دلوں کے طرح خانہ خراب ہو گیا۔ اس آیت میں منعم علیہم کی نعمت طلب کرنے کی تعلیم نہیں دی گئی۔ بلکہ ان کے راستے پر چلنے کی دعاء سکھلائی گئی ہے۔ انبیاء کا راستہ شریعت و مذہب ہے کہ وہ اس کی پابندی اور اتباع کی طرف لوگوں کو دعوت دیتے ہیں۔ اگر نبوت طلب کرنے کی تعلیم دینی مقصود ہوتی تو: صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ" کی بجائے: "اَعْطِنا ماانعمت علیهم" ہوتا۔

۱۵- "اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ" یہ دعاء نبی کریم ﷺ نے بھی مانگی بلکہ یہ دعاء مانگنا آپ ﷺ نے امت کو سکھلایا۔ لیکن یہ دعا آپ ﷺ نے اس وقت مانگی جب آپ ﷺ نبی منتخب ہو چکے تھے۔ قرآن مجید آپ ﷺ پر اترنا شروع ہو چکا تھا۔ ظاہر ہے کہ

نبی کریم ﷺ اس دعا سے نبی نہیں بنے تو پھر اس دعا کا فائدہ کیا ہوا؟ مزید یہاں یہ سوال بھی پیدا ہوتا ہے کہ چودہ سو سال میں کسی ایک کی یہ دعا قبول ہوئی یا نہ ہوئی۔ اگر ہوئی تو وہ کون ہے جو اس دعا سے نبی بنا؟ اور اگر قبول نہ ہوئی تو پھر یہ امت خیر امت کہاں ہوئی؟ اور اگر مرزائی کہیں کہ صرف مرزا کی دعا قبول ہوئی۔ تو پھر یہ سوال ہوتا ہے کہ اگر مرزا کے حق میں قبول ہوئی تو مکمل کیوں نہ قبول ہوئی تیسرا حصہ کیوں قبول ہوئی؟ کیوں کہ بادشاہت اور نبوت مستقلہ بھی نعمت ہیں یہ دونوں نعمتیں مرزا کو کیوں نہ ملیں؟ مرزا میں وہ کون سی خامیاں تھیں جن کی وجہ سے مرزا کو ان نعمتوں سے محروم رکھا گیا؟

قابل غور ٹھوکر اور گرو، چیلا "مرزائیوں کے لاہوری گروپ کے گرو مسٹر محمد علی لاہوری نے اپنی نام نہاد تفسیر "بیان القرآن" ص ۵ ج ۱ میں لکھا ہے۔

> یہاں (منعم علیہم میں) نبی کا لفظ آجانے سے بعض لوگوں کو یہ ٹھوکر لگی ہے کہ خود مقام نبوت بھی اس دعا کے ذریعہ سے مل سکتا ہے۔ اور گویا ہر مسلمان ہر روز بار بار مقام نبوت کو ہی اس دعا کے ذریعہ سے طلب کرتا ہے۔ یہ ایک اصولی غلطی ہے اس لئے کہ نبوت محض موہبت ہے اور نبوت میں انسان کی جد و جہد اور اس کی سعی کو کوئی دخل نہیں۔ ایک وہ چیزیں ہیں جو موہبت سے ملتی ہیں اور ایک وہ جو انسان کی جد و جہد سے ملتی ہیں۔ نبوت اوّل میں سے ہے۔"

محمد علی لاہوری کا کہنا کہ "بعض لوگوں کو ٹھوکر لگی، یہ اصولی غلطی ہے، یہ ٹھوکر کسی اور کو آج تک کبھی نہیں لگی یہ تو صرف اور صرف محمد علی کے چیف گرو مرزا قادیانی کو لگی ہے۔ اس اصولی غلطی اور ٹھوکر کا مرتکب صرف اور صرف مرزا ہے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں مرزا کی تحریر ملاحظہ ہو۔

"افسوس کہ حال کے نادان مسلمانوں نے اپنے اس نبی مکرم کا کچھ قدر نہیں کیا اور ہر ایک بات میں ٹھوکر کھائی۔ وہ ختم نبوت کے ایسے معنی کرتے ہیں جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو نکلتی ہے نہ تعریف۔ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نفس پاک میں افاضہ اور تکمیل نفوس کے لئے کوئی قوت نہ تھی اور وہ صرف خشک شریعت کو سکھلانے آئے تھے حالانکہ اللہ تعالیٰ اس اُمت کو یہ دُعا سکھلاتا ہے:۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۔ پس اگر یہ اُمت پہلے نبیوں کی وارث نہیں اور اس انعام میں سے ان کو کچھ حصہ نہیں تو یہ دعا کیوں سکھلائی گئی" (حقیقت الوحی خ ص ۱۰۴ ج ۲۲)

دعا سکھانے کا فلسفہ تو محمد علی اپنے گرو جی سے سیکھیں۔ ہاں ہمیں یہ ضرور بتانا ہے کہ متضاد باتوں کو گرو اور چیلہ دونوں، ٹھوکر قرار دیرہے ہیں۔ اب کون سچا ہے؟ یہ فیصلہ قارئین خود کرلیں!

آیت: اَللّٰہُ یَصْطَفِیْ مِنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ

قادیانی- "اَللّٰہُ یَصْطَفِیْ مِنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ رُسُلاً وَّمِنَ النَّاسِ" (ج ۵۷) یصطفی مضارع ہے جو حال اور استقبال اور استمرار کے لئے ہے۔ مرد ایہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں اور انسانوں سے رسول چنتا ہے اور چنتا رہیگا۔ یہ آیت حضور ﷺ پر نازل ہوئی ثابت ہوا کہ حضور ﷺ کے بعد بھی نبی آئیں گے۔ حضور ﷺ واحد ہیں اور رسل جمع ہے واحد پر جمع کا اطلاق نہیں ہوسکتا

۱- اس آیت میں کوئی ایسا لفظ نہیں جس سے ثابت ہو کہ حضور ﷺ کے بعد نبی مبعوث ہو سکتے ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنا قانون بیان فرمایا ہے کہ وہ فرشتوں میں سے رسول چنتا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کا حکم انبیا علیہم السلام پر لاتے ہیں اور انسانوں میں سے رسول چنتا ہے جو انسانوں میں کلام الٰہی کی تبلیغ کرتے تھے۔ اس سنت قدیم کی رو سے اب بھی یہ رسول بھیجا ہے اس آیت سے معبودان باطلہ کی تردید ہے کہ اگر وہ معبود حقیقی ہوتے تو وہ بھی اپنے رسول مخلوق کی طرف بھیجتے۔

۲- یہ کسی جاہل کا ہی عقیدہ ہے کہ ہر مضارع استمرار کے لئے ہوتا ہے۔ اس آیت میں صیغہ مضارع فعل کے اثبات کے لئے ہے نہ کہ استمرار اور تجدد کے لئے جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا "ھُوَ الَّذِیْ یُنَزِّلُ عَلٰی عَبْدِہٖ اٰیٰتٍ بَیِّنٰتٍ" (الحدید ۹) یہاں بھی مضارع ہے۔ کیا اس سے بھی لازم آتا ہے کہ اس میں استمرار ہو اور ہمیشہ قیامت تک کے لئے قرآن نازل ہوتا رہے؟

مرزا جی کا الہام- "یریدون ان یروا طمثک ..... یعنی بابو الٰہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے یا کسی پلیدی اور ناپاکی پر اطلاع پائے مگر خدا تعالیٰ تجھے اپنے انعامات دکھلائے گا جو متواتر ہونگے اور تجھ میں حیض نہیں بلکہ وہ بچہ ہو گیا ہے ایسا بچہ جو بمنزلہ اطفال اللہ ہے" (تتمہ حقیقت الوحی خ ص ۵۸۱ ج ۲۲) یہاں بھی مضارع ہے کیا مرزا کا حیض قیامت تک چلتا رہے گا؟ اور بابو الٰہی بخش اسے ہمیشہ قیامت تک دیکھتے رہیں گے؟

درحقیقت اس آیت میں یصطفی زمانہ استقبال کے لئے نہیں بلکہ حکایت ہے حال ماضیہ کی۔ جیسے باری تعالیٰ کا ارشاد ہے "فَرِيقًا كَذَّبْتُمْ وَفَرِيقًا تَقْتُلُونَ" (بقرۃ ۸۷) اس کے یہ معنی نہیں کہ اے یہودیو! حضرت محمد ﷺ کے بعد جو نبی آئیں گے تم ان کو قتل کرو گے بلکہ حکایت ہے حال ماضیہ کی یا جیسے "اِذْيَرْفَعُ اِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ" (البقرۃ ۱۲۷) میں بھی حکایت ہے حال ماضیہ کی۔ (دیکھو تفسیر بیضاوی)

۳۔ فرمایا: اَللّٰهُ يَصْطَفِيْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ" (ج ۵۷) فرشتوں میں سے یا انسانوں میں سے رسول ہونگے۔ مرزا قادیانی نہ تو فرشتے ہیں نہ انسان ہیں۔ کیوں کہ وہ کہتے ہیں کہ "کرم خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں" مرزا جی تو کسی حالت میں نبی نہیں بنتے۔ خود مرزا صاحب ہماری تائید کرتے ہوئے لکھتے ہیں "ایک عام لفظ کو کسی خاص معنی میں محدود کرنا صریح شرارت ہے" (نور القرآن ۲، خ ص ۴۴۴ ج ۹)

۴۔ آیت بالا کا قادیانی ترجمہ ملاحظہ ہو لکھتے ہیں "اَللّٰهُ يَصْطَفِيْ کا مطلب یہ ہے کہ عندالضرورت خدا تعالیٰ رسول بھیجتا رہے گا (مرزائی تبلیغی پاکٹ بک ص ۴۵۰)

پہلی بات تو یہ ہے کہ "عند الضرورت" آیت کے کس لفظ کا ترجمہ ہے؟ حالانکہ مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ "اب رسولوں کی ضرورت نہیں وحی رسالت بوجہ عدم ضرورت منقطع ہے"

(براہین احمدیہ خ ص ۲۳۸ ج ۱)

اور اسی طرح ازالہ اوہام خ ص ۴۳۲ ج ۳۔ میں بھی لکھا ہے کہ "وحی رسالت تا بقیامت منقطع ہے"

۵۔ بایں وجہ استدلال مرزائیہ باطل ہے کہ لفظ "رسلا" کے اندر عموم ہے جس میں نبی اور رسول ومجدد ومحدث سب شامل ہیں۔ جیسا کہ مرزا نے آئینہ کمالات ص ۳۲۲ خ ص ۳۲۲ ج ۵ پر لکھا ہے: "رسول کا لفظ عام ہے جس میں رسول اور نبی اور محدث داخل ہیں۔"

ایسے ہی ایام الصلح ص ۱۹۵ خ ص ۴۱۹ ج ۱۴ حاشیہ پر لکھا ہے کہ: "رسولوں سے مراد وہ لوگ ہیں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجے جاتے ہیں۔ خواہ وہ نبی ہوں یا رسول یا محدث اور مجدد ہوں۔" اسی طرح شہادت القرآن ص ۲۸ خ ص ۳۲۳ ج ۶ پر ہے: "رسل سے مراد مرسل ہیں خواہ وہ رسول ہوں یا نبی ہوں یا محدث ہوں۔"

سوظاہر ہے کہ مرزائیوں کا دعویٰ فرد خاص کا ہے۔ دلیل میں عموم ہے لہذا تقریب تام نہ ہونے کی وجہ سے استدلال باطل ہے تو دلیل، دلیل نہ ٹھہری۔

۶- نیز چننے والے نبیوں کے اللہ تعالیٰ ہی ہیں۔ اصطفیٰ فعل خداوندی ہے اور اللہ تعالیٰ کا چنا ہوا مستقل نبی ہوتا ہے جیسا کہ آل عمران آیت نمبر ۳۳ میں الفاظ قرآن ہیں:
"اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰٓی اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰھِیْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ." (آل عمران ۳۳)
اس آیت میں مستقل نبیوں کا ہونا مسلم ہے تو اس طرح کا چننا اور اللہ تعالیٰ کا چننا تو مرزائیوں کے عقیدے کے خلاف ہے۔ (مباحثہ راولپنڈی ص ۱۷۵)

۷- نبیوں کا انتخاب خدا تعالیٰ کی مشیت پر ہے۔ جس طرح اس نے ایک وقت تک کتابیں بھیجیں اسی طرح رسول بھیجے۔ اب اگر وہ کتابیں نہ بھیجے یا رسول نہ بھیجے اور نبوت ختم کر دے تو اس پر کوئی الزام نہیں آتا۔ سیاق کلام بتاتا ہے کہ آیت میں ان لوگوں کے خیال کی تردید ہے جو انسانوں کو الوہیت کا مقام دیتے ہیں۔ فرمایا معزز ترین گروہ تو انبیاء و رسل کا ہے۔ مگر وہ بھی الوہیت کے اہل نہیں یا بطور اصول فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ انسانوں اور ملائکہ کو رسالت کا منصب تو دیتا ہے مگر خدائی نہیں دیتا۔ تم کیوں ان کی طرف خدائی منسوب کرتے ہو؟۔ سیاق کلام کے ساتھ مذکورہ ترجمہ پر غور کر لیا جائے تو قادیانی استدلال باطل ہو جائے گا۔: "یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ..... تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۔الحج ۷۳،۷۶" ﴿اے لوگو ایک مثال بیان کی جاتی ہے اسے غور سے سنو۔ وہ جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے۔ گو وہ سب اس کے لئے اکٹھے ہو جائیں۔ اور اگر مکھی ان سے کوئی چیز چھین کر لے جائے تو اسے اس سے چھڑا نہیں سکتے۔ طالب اور مطلوب دونوں کمزور ہیں۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کو نہیں پہچانا جیسا کہ پہچاننے کا حق ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ طاقتور اور غالب ہے۔ اللہ فرشتوں اور انسانوں میں سے رسولوں کا اصطفاء کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سمیع و بصیر ہے۔ وہ جانتا ہے کہ جو ان کے آگے ہے اور جو ان کے پیچھے ہے اور اللہ ہی کی طرف سب کام لوٹائے جائیں گے۔﴾

۸- اگر اس طرح استمرار تجددی مراد لینا جائز ہے تو ذیل کی آیات میں کیسے استمرار لیا جائے گا:

۱- "كَذٰلِكَ يُوْحِيْ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ. (شوریٰ ۳) ﴿اللہ جو عزیز و حکیم ہے اسی طرح تیری طرف اور ان کی طرف جو تجھ سے پہلے ہوئے وحی کرتا ہے﴾

۲- "اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰى اَهْلِهَا" (نساء ۵۸) اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ اپنی امانتیں ان کے سپرد کرو جو ان کے اہل ہیں۔

۳- "يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ الَّذِيْنَ اَسْلَمُوْا" (المائدہ ۴۴) اسی کے مطابق نبی جو فرمانبردار تھے فیصلہ کرتے تھے۔

اب کیا آنحضرت ﷺ کی طرف وحی آئندہ بھی نازل ہوگی۔ کیا امانات کے متعلق آئندہ بھی احکام نازل ہونگے۔ کیا تورات کے مطابق آئندہ بھی فیصلہ کیا کریں گے؟۔

۹- استمرار تجددی کے لئے اصول حسب ذیل ہے: "وقد تفید الاستمرار التجددی بالقرائن اذا کان الفعل مضارعا" (قواعد اللغۃ العربیہ) یعنی استمرار تجددی کا اندازہ قرائن سے لگایا جاتا ہے۔ اور بعد خاتم النبیین' ارسال رسل کے لئے تو کوئی قرینہ نہیں۔ البتہ اس کے خلاف تمام قرآن مجید قرینہ ہے۔

۱۰:- ضرورت نبوت کے مقتضی کون کون سے اسباب ہیں؟۔

۱- جبکہ کتاب اللہ اصلاً مفقود ہو جائے۔

۲- جبکہ کتاب اللہ محرف و مبدل ہو جائے۔

۳- جبکہ احکام الٰہی میں سے کوئی حکم بوجہ مختص بالقوم ہونے یا مختص بالزمان ہونے سے قابل تنسیخ ہو یا کوئی نیا حکم آنا ہو۔

۴- جبکہ شریعت میں ابھی تکمیل کی ضرورت ہو۔

۵- جبکہ الگ الگ امتوں اور الگ الگ ملکوں کے لئے الگ الگ نبی ہوں اور ساری دنیا کے لئے ابھی ایک نبی نہ آیا ہو۔

۶- جبکہ اس کتاب کے ہمیشہ تک محفوظ رہنے کا وعدہ الٰہی نہ ہو۔

۷- جبکہ اس نبی کا فیض روحانی بند ہو جائے اور اس دین میں کامل انسان بنانے کی طاقت نہ رہے۔

قارئین پر واضح ہو چکا ہوگا کہ اجرائے نبوت کے مذکورہ تقاضوں میں سے کوئی بھی ایسا تقاضہ باقی نہیں رہ گیا ہے جس کی تکمیل کے لئے کسی اور نبی کی بعثت کی ضرورت ہو۔ لہٰذا ختم نبوت میں کوئی شبہ باقی نہیں رہ جاتا۔

۱۱- اگر رسل جمع ہے تو ملائکہ بھی جمع ہے۔ کیا بہت سے فرشتے وحی لایا کرتے ہیں؟ نہیں ہرگز نہیں۔ بلکہ صرف حضرت جبرئیل علیہ السلام۔ مرزا قادیانی نے لکھا ہے۔

الف- ''رسولوں کی تعلیم اور اعلام کے لئے یہی سنۃ اللہ قدیم سے جاری ہے۔ جو وہ بواسطہ جبرائیل علیہ السلام کے اور بذریعہ نزول آیات ربانی کلام رحمانی کے سکھلائے جاتے ہیں۔'' (ازالہ خ ص ۴۱۵ ج ۳)

ب- ''کیونکہ حسب تصریح قرآن کریم رسول اسی کو کہتے ہیں جس نے احکام وعقائد دین جبرئیل کے ذریعہ حاصل کئے ہوں۔'' (ازالہ خ ص ۳۸۷ ج ۳)

پس جب پیغام رساں فرشتہ کو باوجود واحد ہونے کے جمع کے صیغہ سے ذکر کیا گیا ہے تو پھر حضرت نبی کریم ﷺ (واحد) پر اس کا اطلاق کیوں ناجائز ہے؟۔

آیت: فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖٓ اَحَدًا

قادیانی-اس آیت:" فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖٓ اَحَدًا " (جن ۲۶) کو پیش کر کے کہتے ہیں کہ چونکہ مرزا صاحب پر اظہار غیب ہوا یعنی آپ کو پیش گوئیاں دی گئیں۔ لہذا وہ نبی ہیں اور نبوت جاری ہے۔

جواب نمبر ا-خود مرزا صاحب نے اس آیت کا جو معنی و مفہوم بیان کیا ہے ملاحظہ ہو:" فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ" (جن ۲۶) یعنی کامل طور پر غیب کا بیان کرنا صرف رسولوں کا کام ہے۔ دوسرے کو یہ مرتبہ عطا نہیں ہوتا۔ رسولوں سے مراد وہ لوگ ہیں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجے جاتے ہیں۔ خواہ وہ نبی ہوں یا رسول یا محدث اور مجدد ہوں۔ (ایام الصلح خ ص ۴۱۹ ج ۱۴)

اسی طرح ایک اور جگہ لکھتے ہیں:" فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ" رسول کا لفظ عام ہے۔ جس میں رسول اور نبی اور محدث داخل ہیں۔

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خ ص ۳۲۲ ج ۵)

پھر ایک اور جگہ مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ: ''اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ ''اور آیت: ''وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ''میں صریح نبوت کو آنحضرت ﷺ پر ختم کر چکا ہے۔

(تحفہ گولڑویہ ص ۱۷۴ ج ۱۷)

معلوم ہوا کہ مرزائی تحریروں کی روشنی میں بھی اور لم یبق من النبوۃ الا المبشرات جیسی احادیث کی روشنی میں زیر بحث آیت کا صرف یہی مفہوم ہے کہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کے مطابق امت محمدیہ ﷺ میں بڑے بڑے بزرگ اولیاء اللہ، مجددو محدث، غوث وقطب وابدال پیدا ہوتے رہیں گے۔ جو اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی کا شرف پائیں گے۔ یہ لوگ اگرچہ نبی اور رسول نہ ہونگے اللہ تعالیٰ ان سے وہی کام لے گا جو انبیاء سے لیا کرتا تھا۔ جن میں سے ایک اظہار واطلاع غیب بھی ہے۔

۲- مرزا صاحب نے یوں تو بہت سی پیشگوئیوں کو خدا کی طرف منسوب کیا ہے۔ مگر خود ان پیشگوئیوں کا نہ مطلب سمجھ سکے نہ مصداق۔ کاش! قادیانی حضرات مرزا جی کی ان پیشگوئیوں پر ہی سرسری نظر ڈال لیں جن کو انھوں نے اپنے صدق وکذب کا معیار قرار دیا ہے تو انکے دعوے کی حقیقت باسانی سمجھ میں آسکتی ہے۔ مرزا کی پیشگوئیوں کا حال تو نجومیوں سے بھی برا ہے۔ ان میں دس جھوٹ تو ایک سچ ہوتا ہے۔ مگر مرزا میں تو جھوٹ ہی جھوٹ تھا۔

۳- غیب سے مراد صرف پیش گوئیاں ہی نہیں ماضی حال اور مستقبل کی ہر چیز جو محسوسات سے غائب ہو ''غیب'' ہے۔ ذرا ''یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ ''پر غور کیا جائے۔ حضرت نوح علیہ السلام کے واقعات کا ذکر کر کے فرمایا ''تِلْکَ مِنْ اَنْبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْھَآ اِلَیْکَ مَا کُنْتَ تَعْلَمُھَآ اَنْتَ وَلَا قَوْمُکَ مِنْ قَبْلِ ھٰذَا'' (ھود ۴۹) کہ یہ غیب کی خبریں ہیں جن سے تو اور تیری قوم دونوں بے خبر تھے۔ لہٰذا غیب کو پیشگوئیوں میں مخصوص کرنا غلط ہے۔

کائنات کے متعلق علم کس قدر ہی کیوں نہ بڑھ جائے ایک حصہ غیب کا ضرور رہتا ہے۔ اسی لیئے فرمایا ''عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ'' (حشر ۲۲) خدا غیب کو بھی جانتا ہے اور موجود کو بھی۔ اللہ تعالیٰ کے لئے کوئی چیز بھی غائب نہیں البتہ تمھارے لئے ایک حصہ غیب کا ہے اور دوسرا موجود کا ہم غیب کے ایک حصہ کا علم حاصل کرتے چلے جاتے ہیں اور وہ ہمارے لئے موجود بنتا چلا جاتا ہے۔ مگر غیب کی بعض قسمیں ایسی ہیں جن پر ہم اپنی کوشش سے غالب

نہیں آسکتے۔ مثلاً خدا کی ذات وصفات، احکام وشرائع اور مابعد الموت۔ یہ صرف نبی کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بتایا جاتا ہے اور اسی کے توسط سے انسان کو ملتا ہے۔ پیشگوئیوں والا غیب تو اولیاء اور محدثین کو بھی حاصل ہوتا ہے مگر حقیقی غیب صرف انبیاء سے مخصوص ہے۔ اس قسم کا ہر غیب رسول اللہ ﷺ کے ذریعہ امت کو دیا جا چکا ہے۔ اس لئے مزید کسی نبوت کی گنجائش نہیں۔

۴- اے کاش! اس اعتراض سے قبل قادیانی کچھ خوف خدا کرتے۔ کیا انکو نہیں معلوم کہ اس آیت کا یہ مطلب نہیں کہ جس کو رسول بنانا چاہتا ہے اس کو غیب کی خبریں دے کر رسالت عطا کر دیتا ہے۔ مغیبات کی خبریں دے کر رسول بنانا آیت کا مفہوم نہیں بلکہ رسول بنا کر مغیبات پر مطلع کرنا آیت کا مفاد ومقصد ہے۔ چنانچہ قاضی بیضاویؒ اس آیت کے معنی بیان کرتے ہیں "ولکن اللہ یجتبی الرسالتہ من یشاء فیوحی الیہ ویخبرہ ببعض المغیبات" یعنی اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے اپنا رسول بنالیتا ہے اور پھر اس کے ذریعہ سے مغیبات کی خبریں دیتا ہے۔

غرض رسول کو غیب کی خبریں دیجاتی ہیں لیکن یہ ضروری نہیں کہ جو غیب کی خبر دے وہ رسول ہو جائے۔ ورنہ تو خود مرزا کو بھی تسلیم ہے کہ فاسق فاجر، فاحشہ عورتیں بھی سچے خواب کے ذریعہ، نجومی کاہن اپنے انکل پچو سے غیب کی خبریں دیتے ہیں۔ کیا وہ رسول ہیں؟ ہرگز نہیں۔ غرض آیت سے اتنا ثابت ہے کہ رسول کو غیب کی خبر دیجاتی ہے۔ یہ نہیں جو غیب کی خبر دیدے وہ رسول ثابت ہو جائے۔

۵- "وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ" (ال عمران ۱۷۹) دوسری آیت شریفہ میں ہے "فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ" دونوں آیتوں کی مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ غیب کی خبریں رسولوں میں سے کسی ایک رسول کے ذریعہ سے دیتا ہے۔ اس صورت میں من رسلہ میں لفظ من تبعیضیہ ہوگا اور اگر من بیانیہ لیں تو غیب سے مراد وحی (وحی رسالت) لینی پڑے گی۔ پھر آیت کے یہ معنی ہونگے کہ اللہ تعالیٰ وحی پر سوائے رسولوں کے کسی کو مطلع نہیں کرتا۔ غرض کہ اللہ جسے رسول بناتا ہے تو ان کو وحی رسالت، غیب کی خبریں عنایت کرتا ہے۔ اس آیت سے قادیانی استدلال قادیانی دعوی کے بھی خلاف ہے۔ اس لئے کہ ان

کے دعوی کے مطابق اب خدا کی عنایت سے کوئی نبی نہیں ہوسکتا۔ بلکہ اطاعت سے بنتا ہے۔خلاصہ یہ کہ اگر اس آیت میں قادیانیوں کا تحریف شدہ مفہوم (معاذ اللہ) مان بھی لیں تب بھی یہ دلیل قادیانی دعوی کے مطابق نہیں۔

آیت: یُلْقِیْ الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِہٖ

قادیانی استدلال- ''یُلْقِیْ الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِہٖ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ'' (مومن ۱۵) اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اپنی روح ڈالتا ہے۔ یعنی منصب نبوت اس کو بخشتا ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ نبی آتے رہیں گے۔

جواب نمبر ۱- آیت مذکورہ میں روح کے معنی نبوت کے نہیں ہیں۔ بلکہ اس کے یہی معنی ہیں آیا ہے کہ "لَھُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا" یعنی مومنوں کیلئے مبشرات باقی رہ گئے ہیں۔ یا فرمایا "لم یبق من النبوت الا المبشرات" کہ خدا کا کلام مبشرات کے رنگ میں امت محمدیہ ؐ کے لئے باقی رکھا گیا ہے۔ چنانچہ اسی کے تحت گزشتہ چودہ سو سال میں ہزارہا اولیاء امت اور علماء حق کو انوار نبوت ملے اور آثار نبوت بھی انکے اندر موجزن تھے مگر وہ نبی نہ تھے

جواب نمبر ۲- روح کا لفظ محض کلام کے معنی میں آتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا کلام غیر نبی سے بھی ہوتا ہے۔ جیسا کہ حدیث صحیح "رجال یکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء" سے ظاہر ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں سے کلام کرنا اجرائے نبوت کی دلیل نہیں بن سکتی۔

آیت: وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ

قادیانی استدلال۔ "وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ مِنْ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا" (احزاب ۵۳) اور نہ نکاح کرو اس نبی ﷺ کی بیویوں سے اسکی وفات کے بعد کبھی بھی۔ قادیانیوں کی طرف سے سب سے زیادہ مضحکہ خیز استدلال اس آیت کی بنا پر کیا گیا ہے۔ کہ اب آنحضرت ﷺ کے بعد سلسلہ نبوت ختم ہو گیا ہے تو کوئی نبی نہ آئیگا۔ نہ اسکی وفات کے بعد اس کی بیویاں زندہ رہیں گی۔ اور نہ ان کے نکاح کا سوال ہی زیر بحث آئے گا۔ اب اگر اس آیت کو قرآن مجید سے نکال دیا جائے تو کونسا نقص لازم آتا ہے ورنہ ماننا پڑتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد سلسلہ

نبوت جاری ہے۔ اور قیامت تک انبیاء کی ازواج مطہرات ان کی وفات کے بعد بیوی ہی کی حالت میں رہیں گی۔ کیوں کہ رسول اللہ کا لفظ نکرہ ہے جس میں ہر رسول داخل ہے۔

جواب نمبر ۱- رسول اللہ کا لفظ معرفہ ہے اور یہاں بھی وہی رسول اللہ مراد ہے جس کا اس سورۃ میں کئی بار ذکر آچکا ہے۔ جیسے "لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ" (احزاب۔۲۱) تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ میں اسوہ حسنہ ہے "قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ" (احزاب۲۲) مومنوں نے کہا یہی ہے جسکا اللہ نے اور اس کے رسول ﷺ نے وعدہ دیا تھا "وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ" (احزاب۴۰) مگر اللہ کا رسول اور آخری نبی ہے "اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ" (احزاب۲۹) اگر تم اللہ اور اس کی رسول ﷺ کو چاہتی ہو۔

اور وہی رسول اللہ مراد ہے جس کے متعلق کتب حدیث میں ہزار ہا مرتبہ یہ الفاظ آتے ہیں "قال رسول اللہ ﷺ۔ کیا کوئی بندہ جاہل یہ کہہ سکتا ہے کہ قال رسول اللہ ﷺ نکرہ ہے تو اس سے مراد مرزا قادیانی ہے۔ معاذ اللہ۔

۲- نحو کا مسلمہ قاعدہ ہے کہ اضافت معنوی نکرہ کو معرفہ بنا دیتی ہے۔ جیسے عندہ زید 'لفظ رسول' اللہ کی طرف مضاف ہو کر معرفہ ہو گیا۔ فرمایا: "مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ" (فتح۲۹)

۳- یہ کہنا کہ اب نبی نہ آئے گا تو اس آیت کی کیا ضرورت ہے ایسا ہی ہے جیسے کوئی یہ کہتہ دے کہ آدم علیہ السلام کے بے ماں باپ یا عیسیٰ علیہ السلام کے بے باپ ہونے کا ذکر قرآن سے نکال دیئے جانے کے قابل ہے۔ کیونکہ اب کوئی اس طرح پیدا نہیں ہوتا اور نہ ہوگا۔

یا یہ کہے کہ "فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا" (احزاب۳۷) سے ظاہر ہے کہ آئندہ رسول بھی منہ بولے بیٹے کی مطلقہ سے شادی کیا کریں گے۔ ورنہ اس آیت کو نکال دیا جائے۔

۴- قرآن مجید میں اس آیت کے باقی رکھنے کی ضرورت یہ تھی کہ عرب معاشرہ میں امراء کی وفات پر ان کی ازواج سے شادی کرنا فضیلت میں شمار ہوتا تھا۔ اور قرآن نے سورۃ نور میں بیواؤں سے نکاح کا حکم دیا ہے۔

قرآن نے صریح حکم دیا ہے کہ حضور ﷺ کی ازواج سے نکاح نہ کیا جائے۔ وہ آخری امہات المؤمنین ہیں اور آپ ﷺ بوجہ خاتم النبیین ہونے کے آخری "باپ" ہیں اگر

یہ حکم مذکور نہ ہوتا تو اس فضیلت کے حصول کے لئے کوشش کرتے۔اس امت میں فتنہ وفساد پیدا ہوتا اور ازواج مطہرات کی پوزیشن بجائے امت کی معلمات دین ہونے کی معمولی بھی نہ رہتی ۔اس لئے اس تاریخی حکم کا تا قیامت باقی رکھنا ضروری تھا۔تا کہ معلوم ہو کہ یہ خواتین مقدسہ آخری مائیں ہیں اور حضور اقدس ﷺ آخری باپ ہیں۔

۵- یہ آیت مبارکہ حضورؐ کی شان وفضیلت کا اظہار کرتی ہے جو کہے کہ اسے نکال دو۔وہ حضور ﷺ کی فضیلت کو مٹانے والا ہے۔اس لئے ملعون کافر جہنمی ہے۔وہ یہود کا مثیل ہے کل ایسے خبیث کہیں گے کہ قرآن مجید سے گذشتہ انبیاء علیہم السلام کے قصص نکال دینے چاہئیں۔کیونکہ وہ انبیاء گزر چکے ہیں۔جیسا کہ لعین قادیانی نے کہا:

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو ☆ اس سے بہتر غلام احمد ہے

(درثمین اردو،خ ص۲۴۰ ج۱۸ ادافع البلاء)

جو ایسی بیہودہ تحریف کرے اس کے متعلق لعین قادیانی نے کہا:''تحریف،تغیر کرنا بندروں اور سؤروں کا کام ہے''۔(اتمام الحجت خ ص۲۹۱ ج۸)

آیت: اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ

قادیانی: "اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ" (اعراف ۵۶) نبوت بھی ایک رحمت ہے وہ بھی نیکوں کو ملنی چاہیے۔

جواب نمبر ۱- اس آیت میں جملہ رحمتیں مراد نہیں اور نہ ہر رحمت ہر ایک کے لئے ضروری ہے۔ ورنہ دولت، سلطنت، بارش وغیرہ سب رحمت ہیں جبکہ اکثر محسنین خصوصاً انبیاء علیہم السلام دولت اور سلطنت وغیرہ کی رحمتوں سے خالی تھے۔ تو کیا وہ نبی نہ تھے؟ معلوم ہوا کہ بہت ساری رحمتوں کی طرح نبوت بھی ایک رحمت ہے جو باری تعالیٰ کی مرضی پر ہے۔ جب چاہیں اور جس کو چاہیں دیں اور جس پر جس نعمت کی چاہیں بندش فرمادیں۔

۲- وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ" (انبیاء ۱۰۷) اس امت کے لئے دنیا میں سب سے بڑی رحمت حضور پاک ﷺ کی ذات اقدس ہے۔ جو شخص اب آنحضرت ﷺ کے بعد کسی اور رحمت، نبوت کو تلاش کرتا ہے یا جاری کرنے کی کوشش کرتا ہے وہ اللہ کی سب سے بڑی رحمت محمد عربی ﷺ سے منہ موڑتا ہے اس سے بڑھ کر بدنصیب اور کون ہوگا؟

حضور ﷺ نے فرمایا ہے "انا حضکم من الانبیاء وانتم حضی من الامم" نبیوں میں سے میں 'محمد' تمھارے حصہ میں آیا ہوں اور امتوں میں سے تم میرے حصہ میں آئے ہو ۔معلوم ہوا کہ جو شخص کسی اور نبی کی تلاش میں ہے وہ حضور ﷺ کی امت میں نہیں رہے گا گویا وہ اللہ کی سب سے بڑی رحمت اور نعمت سے محروم ہو جائے گا۔اور جب کہ مرزا نے خود ہی لکھا ہے "فلا حاجة لنا الی نبی بعد محمد" (حمامۃ البشری خ ص ۲۴۴ ج ۷) تو مرزائیوں کو نیا نبی اور وہ بھی مرزا جیسا کوڑھ مغز نبی ڈھونڈنے کی ضرورت کیا ہے۔

۳- حضور ﷺ کے بعد جو شخص نبوت کا دعوی کرے گا وہ اپنی وحی کی اتباع کا پابند ہوگا اور حضور ﷺ کی اتباع سے محروم ہوکر خدا کی سب سے بڑی رحمت سے محروم ہو جائے گا۔اس محروم القسمت بد بخت کے لئے جو حضور ﷺ کی اتباع سے منہ موڑتا ہے مرزائی لوگ قرآن میں تحریف کر کے اس کی نبوت کے لئے دلائل تلاش کرتے ہیں۔فیا للعجب۔

۴- پھر جناب اگر نبوت رحمت ہے تو سب سے بڑی رحمت نبوت تشریعیہ ہے۔تو مرزائی اس کو بند کیوں مانتے ہیں؟

۵- آیت "اِنَّ رَحْمَتَ اللهِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ" (اعراف ۵۶) کے ساتھ ملحقہ اگلی آیت "هُوَ الَّذِیْ یُرْسِلُ الرِّیٰحَ بُشْرًا بَیْنَ یَدَیْ رَحْمَتِهٖ" (اعراف ۵۷) میں بارش کو رحمت کہا گیا ہے۔مگر پوری دنیا کا اتفاق ہے کہ اگر بارش والی رحمت ضرورت سے بڑھ جائے تو رحمت کے بجائے زحمت یعنی عذاب بن جاتی ہے۔لیجئے جناب! اس آیت شریفہ سے ہی قادیانی لغویات کا بھرپور ابطال نکل آیا۔بارش رحمت ہے مگر جو ضرورت سے زیادہ بارش مانگے وہ عذاب خداوندی کو دعوت دیتا ہے۔اسی طرح حضور ﷺ کی نبوت رحمت ہے اس رحمت کے ہوتے ہوئے اگر اور نبوت کی رحمت کو کوئی مانگتا ہے تو وہ بھی عذاب خداوندی کو دعوت دیتا ہے۔

آیت: وَلَقَدْ ضَلَّ قَبْلَهُمْ اَكْثَرُ الْاَوَّلِيْنَ

قادیانی استدلال:- ''لَقَدْ ضَلَّ قَبْلَهُمْ اَكْثَرُ الْاَوَّلِيْنَ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا فِيْهِمْ مُّنْذِرِيْنَ'' (صفت۔۷۲) ان سے پہلے بھی بہت سے لوگوں میں گمراہ ہوئے اور یقیناً ہم نے ان کے اندر ڈرانے والے بھیجے۔ جیسے پہلی گمراہیوں کے وقت نبی آتے رہے ویسے ہی اب بھی گمراہی کے وقت مرزا غلام احمد قادیانی نبی مبعوث ہوا۔ معاذ اللہ

جواب نمبر ا- پہلے لوگوں میں گمراہی اس لئے پھیلی کہ ان کے انبیا کی تعلیمات محفوظ نہ رہیں۔ اس میں ترمیم واضافہ کردیا گیا۔ ہمارے نبی ﷺ کی تعلیمات الحمد للہ محفوظ ہیں "اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ" (حجر ۹) اس لئے حضور ﷺ کی امت، سابقہ امتوں کی طرح من حیث المجموع گمراہ نہیں ہوسکتی۔ حضور پاک ﷺ کا ارشاد ہے لا تجتمع امتی علی الضلالة (مشکوٰۃ) اور پھر امت محمدیہ کے علماء وہی کام انجام دیں گے جو انبیاء بنی اسرائیل دیتے تھے۔ چنانچہ اس حدیث پاک کو لعین قادیان مرزا نے بھی اپنی کتاب (شہادت القرآن خ ص ۳۲۳ ج ۶) پر تسلیم کیا ہے کہ اصلاح وتبلیغ کا کام یہ صالحین امت وعلماء دین کریں گے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے "وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ" (ال عمران ۱۰۴)

۲- اب خود مرزا کے مسلمات پر غور کیجئے۔

الف- "خدا تعالیٰ نے اس بارہ میں بھی پیشینگوئی کر کے آپ فرمادیا یعنی شرک اور مخلوق پرستی نہ کوئی اپنی نئی شاخ نکلے گی نہ پہلے حالت پر عود کرے گی"۔

(براہین احمدیہ خ ص ۱۰۲ ج ۱)

ب- "اگر کوئی کہے کہ فساد اور بدعقیدگی اور بداعمالیوں میں یہ زمانہ بھی تو کم نہیں پھر اس میں کوئی نبی کیوں نہیں آیا تو جواب یہ ہے کہ وہ زمانہ (یعنی حضور ﷺ سے قبل کا) توحید اور راست روی سے بالکل خالی ہوگیا تھا۔ اور اس زمانہ میں چالیس کروڑ لا الٰہ الا اللہ کہنے والے موجود ہیں۔ اور اس زمانہ کو بھی خدا تعالیٰ نے مجدد کے بھیجنے سے محروم نہیں رکھا" (نور القرآن خ ص ۳۳۹ ج ۹)

آیت: مُبَشِّراً بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی

قادیانی استدلال۔ ''مُبَشِّراً بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِیْ اِسْمُہٗ اَحْمَدُ'' (صف ۶) کو پیش کر کے کہتے ہیں کہ اس سے مراد مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔

جواب ۱۔ (الف) چودہ سو سال سے آپ ﷺ کی امت کا اس پر اجماع ہے کہ اس سے مراد رحمت دو عالم ﷺ کی ذات اقدس ہے۔

(ب) پھر یہ بشارت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے من بعدی کے ساتھ دی تھی تو ظاہر ہے

کہ حضرت عیسیٰ کے بعد رحمت عالم ﷺ تشریف لائے تو اس کا آپ ﷺ مصداق ہوئے نہ کہ مرزا کانا۔

(ج) آپ ﷺ کا اسم گرامی محمدؐ اور احمدؐ تھا۔ جیسا کے مشہور احادیث صحیحہ و متواترہ میں وارد ہے۔ تفصیلات کے لئے کنز العمال، مدارج النبوت وغیرہ ملاحظہ ہو۔ اور مرزا کا نام محمد یا احمد نہیں بلکہ غلام احمد یا مرزا غلام احمد قادیانی ہے اس کے لئے مرزائی کتب، کتاب البریہ۔ تذکرہ، ازالہ اوہام وغیرہ ملاحظہ ہو

(د) آپ ﷺ خود ارشاد فرماتے ہیں "انا بشارة عیسیٰ" اور قرآن مجید میں آپ ﷺ ہی کی نسبت بشارت عیسیٰ وارد ہے۔ نہ کہ مرزا جیسے افیونی کے لئے۔

جواب ۲- مرزا غلام احمد قادیانی کا اصل نام جو اس کے ماں باپ نے رکھا تو وہ غلام احمد تھا۔ مرزا بھی ساری زندگی یہی لکھتا رہا، بکتا رہا۔ اس کا نام احمد نہیں تھا۔ تو غلام احمد، اسمہ احمد کا مصداق کیسے ہو گیا؟

ایک دفعہ ایک قادیانی نے حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے سامنے یہ بات کہہ دی آپ نے فی البدیہہ فرمایا غلام احمد سے مراد، احمد ہے تو عطاء اللہ سے مراد صرف اللہ ہو سکتا ہے۔ غلام احمد کو احمد مانتے ہو تو پھر عطاء اللہ کو اللہ ماننا پڑے گا۔ اگر اللہ مانو گے! تو میرا پہلا حکم یہ ہے کہ غلام احمد جھوٹا ہے۔ اسے میں نے نبی نہیں بنایا۔ پس شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ کے حاضر جوابی سے قادیانی یہ جا وہ جا!

جواب ۳- اگر احمد سے مراد مرزا قادیانی ہے تو پھر یہ مسیح موعود یا مہدی کیسے ہوا؟ اس لئے کہ مسیح موعود اور مہدی میں سے کسی کا نام احمد نہیں۔